



41  
OUP—880—5-8-74—10,000.

**OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY**

Call No. 191. 4310

Accession No. 21882

Author 5 5

Title . 50 = 45 45

This book should be returned on or before the date last marked below.

---

بسم اللہ الرحمن الرحیم

<p>اچی جگہ ہی دل کو بچھو سا وصال کا  کیا ہو بیان ذات یہ امثال کا  نظارہ متام جہر ہوتا جمال کا  میں چارہ عمر بہر نکرون اندمال کا  یتلانا ہوا ہے یہ وہم و خیال کا  شرمندہ کسے مون بہلا پر سوال کا  آرام ایک نام ہی اسکے ملال کا  گر سو برس بھی تیر زمانہ ہی حال کا</p>	<p>وہاں خلج ہم کو زنگہڑے خیال کا  پر چیر کو شال سی ہوتی ہی ایک نو  آتا زغش سے حضرت موسیٰ کو شو بھی  گر زخم پست مال ہی او کی تیغ عشق  جیسی کہ ماسو کی نمائش نظر میں ہے  میں جانتا ہوں جانتے ہیں جی بات  عشاق اسکے رتے ہیں دنیا سی خبر  و غنہ ہی ایک دم کا ولادت مرگ تک</p>
--	---

سالمک شلوہ نطق خموشی ہی اس جگہ

چپ رہو کہیت ام نہیں قیل قال کا

<p>خامہ نہیں ہی پایہ ہی عرش عظیم کا          کہ شکارِ غنائین بھی امید و بیم کا          کیا شکر ہوا ذاتِ تیری لطفِ جیم کا          ایک پہول یہ بھی تہا تیری باغِ نعیم کا          بجا نہیں ہی عوئی بجا کلیم کا          دایم سپاس ہی تیری لطفِ عیم کا          یکسان اثر ہی مجھ کو سموم و نسیم کا          آئینہ خانہ ہے تیری ذاتِ قدیم کا          پرسان ہو کون جاتہ یوسف شمیم کا          اندازہ ہی رسائی طبعِ سلیم کا          مجھے نہ پوچھتے تیرے امید و بیم کا          ایک بال ہی جلای نہ شعلہِ جیم کا          اسپر گواہ ہے یہ بنیٰ کلیم کا</p>	<p>حامل ہی صفحہِ حمدِ خدائی کریم کا          ہون طالبِ رضا بہشت و جیم کا          کیا کیا شرفِ مین دم خاکی نہاگو          یوں گلشنِ خلیل ہو جانسوزِ ہل ناز          قابو نہ پانہ کیونکہ رہی قوطِ شوقِ مین          یا قہرِ ناصر کی ہوشکایت کہنی کھی          ہون باغِ دہرِ مین کل تصویر کی طرح          حادث ہی ذرہ ذرہ جھانک ولی جھان          کنگان مین گلِ اہلا ہی جو تیری تسلیم          سمجھی کہ نارسا ہون تیری کئے ذاتِ مین          تسلیم شیوہ ہون مجھی کیا خلد کیا جیم          کیا تش خلیل کہ جب تیرا لطف ہو          اعجاز ہا تھہائی تیری سونو غش سے</p>
--	--

سلاکِ فغان سی برہمی دہر کیونکہ ہو  
 باندہ ہوا طاسم ہی یہ کس حکیم کا

<p>زائر ہون آستانِ حبیب الہ کا          جھکے گدا کو رتبہ ملے بادشاہ کا</p>	<p>کیا رشکِ شیونکی مجھے پائگاہ کا          ہون مین علامِ ایسی فلکِ بارگاہ کا</p>
--	--



<p>عمر دوام دی گئی اس واسطے کہ خضر اوس در پہ جہیہ ہو، کہ اگر میری طرح سمجھا ہوا ہے لنگرہ عرش تو جسے دین داغ فعال تیرے ساجدین ہی حاطان عرش سی رتبہ برتا ہوا ختم رسل شفیع ام سرور دوکون آزار دی نہ ظلمت گنج لحد مجھے</p>	<p>دہر برسے مدام مدینہ کی راہ کا ذرون میں ہتھیار نہو مھڑا ہ کا غافل یہ ایک گشتہ ہی اوسکی کلاہ کا خورشید کو جو داغ دکھائیں جباہ کا خدا م بارگاہ رسالت پناہ کا رکھ پاس حشر میں ہی شرم گناہ کا جلوہ ادہر ہی ایک کرم کن تباہ کا</p>
--	---

اس سی خلافت سالک بے راہہ رونہ چل  
رستہ ہی ستقیم شریعت کی راہ کا

<p>جاتا ہی نیر جس طرف اوسکی نگاہ کا ناموس ضبط کہتی ہی کیوں اصدی پرساں نہو کوئی تو کرین کیا دگر نہ بھان مزدور فرد پای نہ تعزیر حشر میں افادگی نصیب ہوئی عرض راہ میں کہتی ہو تم ستائینگے تجکو تا م سر نازش تم پہ اپنی ہوئی اور ہی انہیں کیا تیری زلف دیکھی سیای ہوئی سفید</p>	<p>اوٹتا ہے شور اور ہر غی کی پناہ کا اوس بدگمان کو ہونہ گمان بھیراہ کا محتاج حال زار نہیں سے گواہ کا لایا ہوں سپرہ بوجہ ادھار گناہ کا میں ناتوان تپا ہوں تیری گہری راہ کا بارخی خیال کہتی ہو تم ہی بناہ کا ذکر اونسے کیوں کیا میری حال تباہ کا کیوں شکوہ سنج ہی میری نخت سیاہ کا</p>
---	--

گر کا تب یسار لکھی حاجی حشر تک ظالم غضب ہی شوق بڑھائی واسطے یوں عام حشر میں تیری بیدار کا گلا وہ سرد مہر یاں تیری نظر و نین میں بہری	دق نہ تو تمام سہارے گناہ کا آنا اور ایک دم کے لئے گاہ گاہ کا ثابت قصور یہ ہی ہوا داد خواہ کا پانی ہی مانگتا نین مارا نگاہ کا
---	---

سالک صمدی نکالی گئے کہیں  
حضرت ارادہ رکھتے ہو کیوں خانقاہ کا

سینہ میں خون ہوا دل حسرت پناہ کا ظالم نہ پوچھ حال میری دست گاہ کا روز جزا پہ تیرگی شام غم نہ چھائی دیکھو تو ایک دامن ترین اسم گیا جب ل نہ ہو تو صبر و سکون خاک کا دم وہاں تک نہ پہنچی پرتی ہی گزرتی عمر مکمل ہی اسکی آگے شہادت خلاف کا گھریاں کئی ہیں کچھ شب بھراں سی پوجی صحرا ی عشق ہی کوئی ہو کا مقام ہے میں مرنے جادوں فرط خوشی شیشی صال	چہر یاں چہر ہا ہی خیال اس نگاہ کا دست دعا میں پایہ ہی عرش الہ کا کرنا ہی کچھ بیان بھی روز سیاہ کا پہر موج خیر نام سے بحسرت گناہ کا افسر نہ تو پانون جھمکے کیا سپاہ کا قسمت میں اپنے پیر ہی گویا کہ راہ کا آخر زبان گواہ کی ہے لب گواہ کا یہاں عمر میں حساب نین سال دہاہ کا کوسوں یہاں تپا نین ملتا سپاہ کا تم شام ہی سی ذکر کرو صبح گاہ کا
---	---

کہا کردہ میری سر کی قسم سالک ۔ اے کیا

جنگو شکست عہد ہو گوشہ کلاہ کا

جنون میں سقد قائل ہو نہیں تو عجز نیردا  
 جنون عشق اپنا آئینہ ہی حسنِ غبان کا  
 یہی پوشدگی مخاوق سی دوزخ میں صل  
 نئی یہ پیٹھ ہی صیاد کو حسرت بڑھانلی  
 کئی سو روز خوش شام کیلے جانی کیا گذرے  
 غبارِ ناتوان عاشقِ نچستہ سی او کو  
 اثر جذبِ شام پر سعی کا ہی یہ ورنہ  
 تیری غمِ مینن فی ظاہر و باطن کی کجیاں  
 یابان تلاش یار میں ہون گرم رو ہیاں تک  
 فلک فی ناک کر سنگ حادٹ مجھ پر سا  
 ہو ابھو مجھ ہی اب پا مال گردشِ دوراں  
 نہیں نہ چا کھلی تک ہی ہماری خنجر قاتل  
 یہ شہرت حسن کی ہی نام سنی ہی ہوا را  
 وہ نخت سی نہیں نہتی کیلی اور بھی دیکھو  
 کہیں منزلِ پتھری ناقد پر محلِ تہیہ لگا

کہ نفل لاکھی صورت چاک ہی میری گریہ لگا  
 غم و صنعت حق چاک ہی میری گریہ لگا  
 محل ہی ایک ہی اخی خضر گرد آبِ حیوان کا  
 کہ پرتوڑی میری روز کو کچھ چھیر گلستان کا  
 ابھی آیا نہیں ہی دگر ہی ہی روزِ حیران کا  
 نزاکت فی چہرنا کر دیا دشوار دامن کا  
 شمیم یوسفی کو رستہ آتا نہ کنگان کا  
 دل صد چاک سی بدتر ہی عالمِ حبیب مان کا  
 کھٹ پا کو میری صد مدینہ غامضیاں کا  
 الہی ہودی کا لامونہ نہتیاں سحران کا  
 دکھا نواج کل بین نگ تم ہی شمع فان کا  
 ابھی سی دوش پر سبز لیا کیوں حسان کا  
 تیا پوچھا نہ مجھنی غم برنی کوئی جانان کا  
 سمجھا ہوں نہیں جاتا ہی مان تھو تھانکا  
 یہی عالم ہی گر جنون کی جذبہ قی نہانکا

سر رہ جاکی ہر رہ و کے سالک پانو پرتا ہوں

تباہ لگا کر کوئی توستہ کوئے جانان کا

چاک جگر و دل کا جب شکوہ بجا ہوتا سہتا ہوں ستم او سکی احسان ہی دیتا تم اور وعدہ و نون کی بجان و دو قابض محمودی طالع سے ہو گا نہ یہ دن و رن یہاں ترک و فامشکل تم کیونکہ ستم چھوڑ اسی کاش تم آجاتی اغیار ہی کو لیکر کرتے یونچ چاکھیں یون ملکی قیامتیں وہو کی میں نہ رہتا تھا کیا نہ کہنتا تھا ہوتی ہی شب بے صبح یا تم میں دے	یوسف کا زینجانے دامن تم سیسا ہوتا گر میں نہ وفا کرتا کیا جانتے کیا ہوتا میں تم سی اگر ملتا وہ کیونکہ جدا ہوتا میں تھکو کہا دیتا اگر روزِ جزا ہوتا جو کچھ نہوا مجھ سی وہ آپ سی کیا ہوتا کچھ عمر تو گھٹ جاتی گورنچ ۔ واپوتا گویا کہ ہی فردا کا اب وعدہ وفا ہوتا کچھ لب پہ گلا لاتی کچھ دل میں کہا ہوتا ناچار یہ کہنتا ہوں وہ آتی تو کیا ہوتا
---	--

میخانہ سی می سالک پتی ہوئے گھر جانا

بازار ہی یہ حضرت کچھ پاس کیا ہوتا

عشق اور جامہ اس آدم زاد کا شوق او کو بڑ گیا سید کا ہم جہاں میں مورد آفات ہیں عمر گنتی جب میں دشوار تھی ہی شب وصل عذ میری ہی	شکری صانع تیری ایجاد کا زنگ بگڑا عالم ایجاد کا اب گرا جاتا ہی گھر صیاد کا کام تو آسان بنا فرما د کا تمنی موقع خوب پایا د کا
---	---

<p>بہر دیا جتنا تیری تصویر حشر میں مکش نبی ہم صورت کیا تبا کر او سنے پہل پایا گڑ ہی خزان ہی کس قدر خانہ خزا قتل ہو کر موت پر آئی یہ موت</p>	<p>زنگ او تنہا ہی اور باہر دکا غل بڑا فریاد سے فریاد کا کوئی طالب روضہ شدہ کا گہر کیا دل میں سیری صیاد کا ہاتھ سی دامن چٹا جلاد کا</p>
<p>حال سالک چہتی ہو کیا کہ وہ ایک بگڑا ہے جہاں آباد کا</p>	
<p>لطف میں ہاں ہنس پیاد کا کیونکہ لے تصویر او کی دیکھتے عمر بھر کہتا ہی پانہ کمین دعویٰ باطل کی پرش پھٹی دو ترک اپنی نکاہ میں رسا کون یہاں قید تعلق میں دل میں جبائی کا اونی سین آپ ہی گردش سچی محبوب چرخ دیکھتے کثرت سی حدت کو تو کوہکن نے عمر بھر کا پھار</p>	<p>کام دی ای خاشی فریاد کا ہاتھ قابو میں نہیں بھڑاد کا صید خود ایک نام ہی صیاد کا کون پرسان حسرت شدہ کا پردہ حائل گر نہو حجاب کا پاگل ہے سرو سے آنا دکا نار سا کیوں نام ہے زیاد کا چاہنا ایسی سی کیا امداد کا ایک جلوہ موجب دعا عباد کا میں ہوں جو یا چرخ کی بنیاد کا</p>

<p>بچلیا تیر نگاہ یار سے          بہوتا ہی دین دینا آدمی          پہلی نفع صوری آجا دیہا          ضربت قیشہ تھی تہر کی لکیر</p>	<p>واقعی آئینہ ہی فولا دکا          خاصہ ہی تیتون کی یاد کا          شک نہو تگو میری فریاد کا          نام مٹا ہی نہیں فریاد کا</p>
<p>خود اڈا جاتا ہوں لک ضعف سے          آہ میں طوفان ہی قوم عابد کا</p>	
<p>نالہ جودل سی نکلا شہر اُرتشایں نکلا          میں نکلتا تیری محفل سی کیلا اسی کا          جذبہ دل کا اثر دیکھ کہ کہانی سوتر          غش شب سحر میں آیا تو مباحشر کو ہوش          کام دشمن کا نہ تھا ایمں جو انکا ایچرج          دل غلش و سست اور جذب ہی حاصل کو          یہ رہا نفع فریاد جہان برہم کن          میں اور اوسنم میں چین سی بیہوش          سینہ چاک کی ٹانگوں ہی میں کام آجاتا</p>	<p>کڑوا میری سینہ میں پنہان نکلا          غم یہی ساتھ میری غیر کا ارمان نکلا          پر کوئی توڑ کے سینہ سی نہ پیکان نکلا          حشر کا روزی روز شب بجران نکلا          اوسکی فرقت میں میرا کہو نکلہ ام آسان نکلا          پانون سی یہاں کوئی خار سیلان نکلا          ضعف کا میری زمانہ یہ ایسان نکلا          لاعنصری میں اثر کھل سلیمان نکلا          ہی ثابت نہ کوئی تار گریبان نکلا</p>
<p>جمع میں اوس بت عیار کی آیا افسوس          ستالک غمزدہ سیہا ساسیلا نکلا</p>	

<p>کچھ ہو پراؤ سکو جانبِ اغیار دیکھنا          خلقِ خدا پر رحم ہی کرنا ضرور ہے          یمن وہ جہانِ فیر تیرے سپری بجھو کر          ہمسایہ میں نہ آئی یمن یا لگ ہی آگ          آغز میں آگے مول لین کہتا ہوں          افرود ہی رنجِ عشق سی اندوہ ترک</p>	<p>ایک بار منع کیجے تو سو بار دیکھنا          تم دیکھ کر کیسے خبردار دیکھنا          پرتا ہی ایک جہان کونا چار دیکھنا          کچھ روشنی سی ہی سر دیوار دیکھنا          یہ اور حبس دل کی حسرت بیدار دیکھنا          پرہیز کو کہ ہم ہوے بیمار دیکھنا</p>
---	---

جاتی رہی تمہاری تو بس ایک غم من ہر شے  
 میری جو اس سالک میخوار دیکھنا

<p>باری کچھ تو اثر نالہ و سنیر یاد ہوا          روز کی جہوت کیا فائدہ بس بس صباد          ناتوانی فی شہادت کی خوشی ہی کہو          نہ کبھی ہاتھ سی پر اکھوں میں تصویر          ہی ہمیشہ سی اونہیں دل کی خرابی          اب تیری عہد میں اکھوں میں گزری بھلے          وہ ٹکڑے ہوں سمجھ میں نہیں آتا کوئی          آگے ہوں فان بہانگی لئی دی حق نے          مکتبِ عشق میں یعنی جو گئی درس فنا</p>	<p>کہ اوسے غیر بہت مانع پیدا ہوا          تو نے آزاد کیا اور میں آزاد ہوا          کہ بھی رنجِ پشیمانی حبلاد ہوا          او کی غیبت میں ہی ہشیار نہ ہزار ہوا          یہ وہ گہری کہ مکین سی ہی آباد ہوا          ایک ہی قیس ہوا ایک ہی فرما دہوا          چرخِ بدگیش ہوا وہ ستم ایجاد ہوا          مضطرب رہی کو پیدا لانا شاد ہوا          آپ کو بھول گئی ہم تو سبق یاد ہوا</p>
--	--

<p>صو محشر ہی نہ ہم پکے فریاد ہوا          کچھ نہ بن آئی تو میں جو گریہ ادا ہوا          ایک تہیں کو عطا حسن خدا ہوا          کیا رہا کوئی ستم دین صیاد ہوا</p>	<p>ہنچے پہلی ہی جھسان پڑا وہاں کہا          میری مجبور یوں نی کام بگاری آخر          شان بکین ہی بجا اگلی نازش ہی دست          آج سچے نظر آتی ہیں اسیر قفس</p>
---	--

نہیں آتے تو نہ کہنا کہ فغان سی لگا  
 باعث برستے عالم حباب ہوا

<p>کہتی ہی ہر نگاہ کہ حربہ ہون مست کا          ہی ایک جان آب شراب است کا          فریاد پر مار ہی یہاں بند نسبت کا          جو یا اشارہ نگہ نیم مست کا          یارب برا ہوا سدا صورت پرست کا          رتبہ بلند ہی میری مضمون پرست کا          پنچا ہی میری فوج کو صدہ شکست کا          ہر نیست پر گمان گذر تا ہی ہرست کا          عرصہ مند و ہم کو ہی ایک جہت کا          کیا یہی ہی خدنگ و صاف نشست کا          ایک گونہ ہی نہیں ہی کسی می پرست کا</p>	<p>چوڑی ہاتھ قانع گستاخ دست کا          میں کیا سب پنچا حال ہیں مست تحسب          دشمن کو نیندا ی نووہ جائین خون          دین مجھ کو کیلی جام سی خم تاکہ کیا کہوں          کس دشمن و فاسی یہ کام آپڑا بھی          عشق مجاز بہر حقیقی ہے نہ زبان          تا رنج ہمیں مترو سکون کا پوچھ جاں          کیا کار گاہ دہر ہی ہو کی کی جانی ہی          پہنچی نیری گرد کو ہی گو سپہرت          انسان کو قضا سی نہیں ہی کین جنت          کوڑی کیا میگا تیری تشنہ کام کو</p>
---	--



<p>ترکیب عنصری سی ہون نیز اس طرح کیا کیا قبول کر لئے نا کردگی سی کام</p>	<p>گویا ہون قید چار حد سنگ بست کا اب پھر کہاں سی نیکی ہم دن بست کا</p>
<p>کس نشہ میں گذرتی ہی کیا جانی اسکی عمر قابل ہون تین سالک بے بادہ مست کا</p>	
<p>دیا ار عام روز قیامت ضرور تھا سب حال سنکے عذرم دے دو تھا یعقوب کی نظیر میں ہی کنعان مقرر میں نہ تو ان نہ چیر کے مجمع کو جاسکا مل مل کے سیل گریہ اندوہ میں بھا کیون لوٹے شکستہ خن میری گرگ کی کشتی واعظہ یکدہ میں کہی آکی فی شراب گودہ لئے دیئے رہی اپنی کو بزم میں تعلیم یاب مدرس عشق کیون رہی اچھا کیا جو تمنی جفا کو بڑھا دیا وہاں سی بخل کی کیون ہوتی اپنی نگاہ انصاف ہی نہیں تو یہاں کی کیا لیا</p>	<p>حکمت تھی غش میں جن رنی گوی طور تھا قاصد کی ساتھ ہی اپنیں آنا ضرور تھا دل میں سما گیا ہی جو آنکھوں میں نہ تھا نہنگام داد داو اور محشر سے دور تھا جبنا نظیر میں عالم بزم سرور تھا شاید کہ چشم ترین دل نابصورت تھا ایک ایک قطرہ جام شراب پلور تھا میں ہی ستم رسیدہ طبع غیور تھا پہلی بہت میں جبکہ وفارالتور تھا مجھ کو ہی امتحان وفا کا ضرور تھا اوس بزم میں گئی تھی کہ سایہ نہی تھا مجھ کو تو روزِ حجب ہی نورِ شہر تھا</p>
<p>سالماتے موت پای رہی یاد تباہ کیا</p>	

ہتھتے تھے ہونٹ نزع میں چہرہ نہ نور تھا

ریگا دوشن صبا پر ہی جسم زار اپنا	زمین پر نہ بنے گا کہیں مزار اپنا
ضرور رم ہی افتادگان خاک پہی	سمند ناز و زار و ک شہسوار اپنا
اوٹھا کے جگلو کس برزم یہ قسم دیکھو	جانی ٹھہی ہن دشمن پر افتخار اپنا
یہ فخر کم ہی کہ تو برزم سی اوٹھای مجھے	کروں نہ تذکرہ کسطور بار بار اپنا
پنسا ہوں دام میں آوارگی تنگی گے	ہوا ہوں آپ ہی صیائیں شکار اپنا
ہم اور دیکھہ سکین تیری پاس دشمن کو	خدا کری تیری گہر میں ہنو گزار اپنا
زمین پر نظر آجائے ایک اوزن	ذرا ہنسی لکھ لکھ جابی گر غبار اپنا
جفا تمہارے وفا اپنی پہر کی کیا ہی	وہ اعتبار تمہارا یہ اعتبار اپنا

گلی میں ادس بت سفاک کی چلی ہن کو  
خدا کو کرتے ہن سا لک لکھا ہار اپنا

یون ہی دل غم سے اگر جبرین گروگا	وصل میں عیش مجھی خاک میسر ہوگا
دو قدم ہی جو چلین تلے باور آجائے	در نہ سنتے ہن کہ نہ گاتہ محشر ہوگا
کشش شوق لینی جاتی ہی مج کو ورنہ	سب سمجھا ہوں جان کی جو مجھ پر ہوگا
قصہ قیس ہی ایک حرف فسانہ کا میر ہوگا	میں یہ سمجھا تھا کہ وہ بھی کئی دفتر ہوگا
کی شہناوئی کمر کی تو وہ نہ بک بولی	یہ تمہارا ہی بیان تن لاعشر ہوگا
نیرنہ بخور دل آنارسی دشمن مج کو	اوسکی ل میں یہ لگان ہی تیرا گہ ہوگا

بے چلا شوق خون میں سجی طفلانِ بکھرے  
ہاتھ میں اونکی تیری کوچہ کا پتھر ہوگا

ہم پہ ہی حشر پر روز ہی سالک کی کہیں  
کون سی حشر میں دیدارِ تکر ہوگا

یہاں ذکر آسکے طرہ غنیمتِ شیم کا  
وہ جلوہ کچھ کچھ کجی کنار باہی ہوش  
مظلومِ عشق ہوں مجھ ہی نہ ہر دہشت  
حسرت سی بکھتا ہوں عبتِ سوی سماں  
غلامِ ضیا پسند میں ہم لوگ درخت سے  
یہ عشق کا مرضِ تنہی ہی کسقت سے  
چپٹن کہ اک جہاں ہی نصائین بکھر  
جب سکی زلفِ دامِ لطافتِ ٹہر چکی  
آزارِ اداسی ہوتی ہیں اکثر کرمِ نسا  
صدائے ہاں شعلہ فشان کی نہیں رہی  
شکوہ کی تاب بھی نہیں کچھ باجرا چوہ  
جو روئے کی یاد آگئی بخود ہوں و جد  
حالِ جگر خراش کا میری اثر تو دیکھ

آنا ہی مصری سوی کھٹانِ نسیم کا  
افسانہ اوس سی پوچھ ہا ہوں کلیم کا  
نذکر کر رقیب سے دے عطفِ عظیم کا  
سو نہ دیکھت اہل انہیں ہوتا نسیم کا  
دستِ دعا میں لکھ کر عشقِ عظیم کا  
مجھ سی زیادہ حال ہی اتر نسیم کا  
شکوہِ عبت ہی اوس کی جفا ہی عیم کا  
پہر کیونکہ ہوجھ میں اعاذہ نسیم کا  
کہنکا امید و صل میں ہی محبوسیم کا  
مشکل ہی اچھاں میں چلنا نسیم کا  
ہر حال میں ہی شکرِ خدای کریم کا  
داعط سے ذکرِ شکستے عذابِ الیم کا  
سُن سن کی پک گیا ہی کلیم کا

سالک سی کیا ہو ترکِ خرابات کی پسند

مگر اہوا ہی مجھی زیادہ قدیم کا

<p>جو چہنی کو آئی خبر نوحہ خوان بنا عاشق کا مدعا ہی تمہارا دہان بنا مین رقتہ رفتہ گردہ کاروان بنا دی میگدہ مین حق تجھی بیر معان بنا اللہ ہی رکھی تو رہی چھ مکان بنا چہیز احسان یہ ذکر کہ ایک ہستان بنا مبجود خلق کو در پر معان بنا جسکا کہ جلوہ تشہد خانان بنا میر ہی نفس کو دیکھ کہ شوقغان بنا وہ دن گئے کہ بخت زلینجا جوان بنا</p>	<p>اتو یہ حال اسے غم بھرتان بنا دونو کی ایک نمود ہی مین اور تین اوٹھہ اوٹھہ کی جابی جابی گیا بیٹھہ صفت سے تو ایک ن ہی می جو امان تجسب مجھی اس کا گاہ دھسہ پر کسی نظیرن چرچے سی میری عشق کی ڈرنی لگی بونگ ہو ہو کی مست ہر کوئی گرتا ہی سربل جی چاہتا ہی او کو شرب رود واعظ ہی نفع صور ہی ایک کیل سانسل یوسف ہی ہون تو بنین ہر ترقی دن <sup>فلک</sup></p>
--	---

ساک فلک کی نام سی کچھ پتا دل

ورنہ ہم اس مین کو دین آسمان بنا

<p>آخر کو اپنا آپ ہی مین مہربان بنا کچھ بات رگبی تہی جو وہ داستان بنا تسنی تو گلستان کو دیا گلستان بنا اس راہزن فی مار ہی رکھا جہان بنا</p>	<p>صد مہ اوٹھا کہ تارک عشق تان بنا پہلی سنگری کی لئے آسمان بنا پھلی تہاری آنے سی تہا ہی رنگل نکلانہ شہسوار کوئی پچ کی چرخ سے</p>
---	--

<p> ہر دم بنانا کے نکر غنیمت کھر گلے  مین اور ترک عشق تباہ خیر ہی تجھی  میری صیبت او سکویہ رتبہ ہو نصیب  ہی کوئی یار مین ہی اگر یہ ہی سمجھن  اپنی نظری آپ نہان ہونہ جان  سستی بقای نام ہی پستی کی ایک دلیل  کیا جانی اگ سینی مین کیا ہی لگی ہوئی  وہ حال پوچھتی ہیں دن پر کھان  </p>	<p> جھکے شب وصال نہ تو بد گمان بنا  تو نہ کو کہاں ہی سیرا ہر بان بنا  میری بدی سی غمیر تیرا زوال بنا  پھر کس طرح رقیب کو دارالامان بنا  ای ضعف ہقدر نہ بھی ناتوان بنا  نیچا ہی لامکان سی بنا جو مکان بنا  ایا جو رک کی دم وہی آتش فشان بنا  میری غموشیوں کو الہی بیان بنا  </p>
--	---

پہر دولت وصال کی سالک امید ہے  
نادان کوئی ہی ہی بگر کر بھان بنا

<p> تو یارب پاس کھنا کچھ مہری شریک  شب عہد رہا ایک جوش سا امید رک  پہر او سپر سانی میری ہی عوا شریک  عدو قائل نہیں ہی ہر کی ناپائنداری کا  ملا بخلکین دعوی ہمارے حاسر رک  شایا نام کیوں صحرا مین رکھیں خار رک  دیہ ختمین رستہ نہیں آسان گذار رک  </p>	<p> میکھا اجر جہن شع کو طاعت رک  سحر موتی جوم بایں نہیں میری کہن  او بھنا اچھہ دیوانہ ہی ہی حضرت ناصح  ذرا سی ہمت ہی فریاد گیتی سوز لازم ہے  ہوئی گل اوس گلی میں ش تک بختا رک  کوئی من اور سنگ کو دکان شہر کہا ہی  بجای ہنر شتر زاریان ہر ایک دم ہے </p>
---	--

<p>پہنچ کر لب پیرل پہونکا گزر کر کہ گھر پہونکا جہان میں ہن ہن سچھے دیاسی اختیار تو</p>	<p>مجھ کی فائدہ اسی نالہ تیری شعلہ باریکا جہان میں ہن وہ عالم ہی میری بی خیاں کا</p>
<p>نکالی جا چکی ہیں نیکرون بات پر سنا نہ لینا نام اس کے کوچہ میں مطلب باریکا</p>	
<p>جس راہ سی وہ سر و خرامان نکل گیا تھیری تھی خلد و کوچہ جہان میں گھنگو بہر سی ستم رسید کا ہوگا کوتی شریک سب چیز کی گئی برکت اس جہان سے اوسنی کھان کھنکسی جذب شوق کچھ ہی اندون میں گردش شمع تانکا دور</p>	<p>بنکر غبار شہر کا سامان نکل گیا لب و اموی تھی اپنے کہ ضلوع نکل گیا قطرہ کا نام مفت میں طوفان نکل گیا تیرا اثر بھی سوش افغان نکل گیا چٹکی سی تیر تیری پیکان نکل گیا تیرا زمانہ گردش دوران نکل گیا</p>
<p>ساتک یہ دم نکلتی ہی نکلیکا جین کیا غیر کا ہی کام کما سان نکل گیا</p>	
<p>یون او سپر حال کوئی نچ و لال کا موجہ نہ ماجر اشبج ان کی حال کا دشمن سی بات کرنیکو حیلہ ملا یون مانا کہ لب سی مہر خوشی ادھائی میں ہم جو کچھ ہی اوسکی بزم میں سب پتیش سے</p>	<p>افسانہ چھتے اور کسی خستہ حال کا اس بات کا بیان بیان ایک سال کا اوسکو جواب دیتی ہن میری حال کا دیگا جواب کون ہماری سوال کا افت فی کو یا اسی عالم مثال کا</p>

<p>کچھ سزگون ہوں غصے کچھ ناگواری          شاید ہفتہ محشر تریب ہی          لیتی ہو تم سے خبر کس طرح کہوں          وہ آگئے ہیں غصت اعدا کا وقت ہی</p>	<p>موندہ دیکھتے انجمنی ملک بے خصال کا          چرچا ہی اندون میں بہت اوجھال کا          پرسان نہیں جھانک رہی میری حال کا          ہنگامہ دیکھتا میری بزم خیال کا</p>
<p>نتیجہ ہے مجھ پر دیکھتی کیا اوکی بزم میں          کرتا ہوں ذکر سالک شمع ریدہ حال کا</p>	
<p>بہول کر ہی ادھر نہیں آتا          کسکا جلوہ نظری گذرا ہے          چرخ گردش سی تہکشا شجج          بہ گیا دل تو غم نہیں اچھی شمع          ہوں شب وصل تقدیر خود          کس گلی میں چلا ہوں میری          تیرا کوہ اگر بہشت نہیں          پیر دینی چہری تو آتی ہی</p>	<p>وہ کسی راہ پر نہیں آتا          کہ مجھی کچھ نظر نہیں آتا          دن نکلتا نظر نہیں آتا          کام میں کیا جگر نہیں آتا          بیم مرگ سحر نہیں آتا          شوق میں کونہ نظر نہیں آتا          جالی کیوں نامہ بر نہیں آتا          لطف صیاد اگر نہیں آتا</p>
<p>دلکویا جاکر ہوا سا لاک          چین کیوں رات بہر نہیں آتا</p>	
<p>نہ پوچھتی جو چشم تماشائی کا</p>	<p>بڑھ گیا شوق بہت نکو خود آرائی کا</p>

وعدہ ہولی ہوئی کس مین سی وہ بیٹی مین  
 توہی کرب سی خوشی مین نہ نکلی کا  
 کیا خبر تہی کہی تہی سیری تقدیر کو ضد  
 آج ای آہ جہان سوز نہ کہچہ باقی  
 میری نالوں کو بھنا نہ شکایت اپنی  
 طول تیاختہ روز جزا کو تہا  
 انکھ سی گریہ سوا عشق مین جوتنا ہی سیر  
 حسرت مروہ کو دم بہر مین جلا تیا ہوا  
 یوں اوٹھائیں وہ بھی جانکر فادہ خاک  
 کچھ ہی قیمت ہو موافق تو دکھا دین کچھ  
 سجدہ نقش کھن پای تہان کی نہیں داغ  
 دیکھنا کسکو ہی یوسف کی سوا ای یعقوب  
 مین ہی خود آپ مین آتا مین پر دل عالم

اوسر گامہ ہی یہاں انجمن آرائی کا  
 مجھڑی آہ نہ طلاق ہو گویائی کا  
 کاش ہوتا نہ بھسروسا مجھی دہائی کا  
 غیر قائل نہیں اللہ کی بخت سی کا  
 لوح صبری ماتم ہی شکبائی کا  
 گریبان بجمہ سی نہ سنتا شب تہائی کا  
 رنج یعقوب کو دیکھا نہیں مٹی کا  
 آپ کیا محب کو بھی مٹی ہی سیجائی کا  
 ناتوانی نے کیا کام تو دہائی کا  
 کارخانہ ہی سب سی غیر یہ بن آئی کا  
 یہ نوشتہ ہی میری ناصیہ فرسائی کا  
 گرجا دی ہی تو کیا لطف بی مٹائی کا  
 پوچھا کیا ہی میری گوشہ تنہائی کا

کیون نہ سالک میری ہر چ جہان ہو

محیرت ہوں کسے محو خود آرائی کا

شکوہ کیا غیر کا وہ دل ہی جب اپنا ہوا  
 آشیانہ مین خنم خار کی رہتی تھی خوش

جسکے باعث سی میری جان پہ کیا کیا ہوا  
 ایک تنگی کا فتنہ مین بھی کسکا ہوا



جب تجھی ہی تیری بیدا دکاشکوا نہوا  
 نامہ بر مرغ سلیمان ہی جو مسر نہوا  
 کب گیا یھان ہی کبوتر کہ وہ غم خانہوا  
 اونسی اس طور ہوا وصل کہ گویا نہوا  
 کہ تجھی دیکھہ کے پرداز کا یار نہوا  
 اوکلی رفتار سے جو فتنہ کر پرا نہوا  
 غیر کار از تھہ کیا یہی کہ فشا نہوا

ہو سکا حشرین کب مجھی خدا کی آگے  
 کیا وہاں شہر سباسی ہی جہاں شکل  
 نامہ بر کی تیری کوچہ میں لاتی خجی شکل  
 صبح تک جلوہ عارض ہی رہا میں بیوں  
 نسر واقع میری طالع میں ہی شایصیا  
 ناروا ہی وہ قیامت ہی ہی اسی عظم  
 کیلئے حال لگم شدہ یارب نہ کہلا

اللہ اوسکا شرافتان مرہ اوسکی فوجبار  
 تونی چہیر تو ہی سا لک کو پرا چہا نہوا

گوش موکلان اجابت گران ہوا  
 یہ جہراں ہوا تو وہ ناھسہ بران ہوا  
 محشر میں کس سی تیری جفا کا بیان ہوا  
 پہونچا ہی تھا زبان پہ کہ ایکستان ہوا  
 جولا کہ بار داغ دل آستان ہوا  
 وہ پاس میں تو میل صد و ایک جہان ہوا  
 نالہ ہی سیری سر ہی پاتش نشان ہوا  
 اذکو ستم پرانی کمی کا گان ہوا

دشمن میری دعا کا جھوم فغان ہوا  
 ہم تشکی سی ضد ہوئی کیا چنچ واپان  
 ایک بات کو پہنچلی تو سونے ساتین  
 دل میں تو ایک حرف دکھای دیا تھا  
 وہ نالہ آج ضعف سی لب تک نہ آسکا  
 وہ دور تھی تو سب سی رہی مجھ کو دشمنی  
 سچ ہی بگاڑ میں کوئی حربہ نہ کام آئے  
 مجھ کو ہوا افاقہ سنبھالے کا نزع میں

وہ صبح ہوتی آئی شبے عدہ میری پاس	پیری کی وقت بخت زلیخا جوان ہوا
ایک قطرہ ضبط کیا تیری خوف سے	ایک بحر بکے شہری روان ہوا

ہاتھ اتبوزیست ہی اوٹھانا محال ہے  
سسالک یہ رنجِ عجب سی میں ناتوان ہوا

کیا شکوہ نہ سنے کا میر و بیان کہن تھا	ناصر یہ جھمکے بھی گویا کہ نہیں تھا
گر یہ کا سبب پوچھ نہ ای شیخِ حرم میں	یہ گہر ہی کہی غیرت تجنا چین تھا
یہ گہر کو کیا گریہ نے برباد کہ جس جا	ویرانہ نظرای تو کہتا ہوں میں تھا
یوں عمر گذاری تیری فرقت میں کہ ہرم	جینی کا لگان تھا بھی میر کا یقین تھا
آج ادس کا یہ عالم ہی کہ لب تائیں آتا	وہ نالہ جو کل خسر گر چرخ برین تھا

کیا دمؤڈ تھی ہوسا لکے حشی کو ابھی تو  
شہکارہ طفلان سر بازار میں بھٹا

بھجی صحت جان پر کیا بس علی قضا کا	یہاں تو تار باہی انگر غصب خدا کا
بھجی صل میں ہی او کو رنج و سراقِ شمن	یوں سرنگوں میں گویا انداز ہی حیا کا
دکھ بھی اپنی اتواتی نہیں وہ ڈرسی	دیکھا اثر یہ اپنی فریاد نار سا کا
کرنا پڑا ہے جکو قاصد کا اپنی ماتم	بہوئے سے لکھ گیا ہوں ایک فٹ کا
اوس یوفا سے لکھ کر تو فحل ہوا دل	ہو جی شہاسی نقصان شہنا کا
ہاتھ آگیا کہیں ہی ایک غم نامہ بریا	گویا کہ میری سہر پر سایہ پڑا ہوا

جاتا ہوں آگے آگے یہ فرط شوق کہو	خود رہنما ہوں میں اپنی رہنما کا
تو جس طرف سی گزری جہکتی میں سر نہراؤ	نتا ہی نقش سجدہ تیری نشان پا کا
پاتی شب جدائی مہنی نہ عسرتا صبح	جی ہی میں رہ گیا سب شوق تلو دعا کا

ہی دم کی آمد و شد رفتار اپنی سالک  
 طی کر رہی ہیں رستا بیٹی ہوئی فنا کا

بیمروت ہیں یہ بت جھوٹ کہنا انکا	دی قیامت کی خبر وعدہ فرما انکا
ہاں انجام محبت میں دل آزاد نہیں	ہاں آغاز محبت میں دلاسا انکا
شکل سی حمیان دل میں نہاں کیا کیا کن	نہ بچا ہے نہ بچکا کوئے مارا انکا
آدمی آپ تماشا ہی جہان تماہی	ہو لکڑی دیکھنی جاے جو تاشا انکا
جب قدم رکھے تو پیش آہن جہنم کی غذا	یوں نظر کیجے تو فسہ دوس کو پا انکا
انکی باتوں میں وہ لذت ہی کہ جو چاہیں	چہر کر سنتی ہیں سب شکوہ بچا انکا
گو لیں بعد فنا ہکو بہت سی حوریں	نین ممکن کہ مٹے داغ تمنا انکا
جسکو کہتے ہیں قصا ہی نگہ نارا انکی	ملک الموت سے وابستہ ایما انکا
یہاں علی شکر ہاں آتش دوزخ میں بکے	کہیں آرام سے رہتا نہیں شبہ انکا
باعث نالہ عشاق ہی چہرہ پہ نقاب	وجہ بے پردگی راز ہے پردا انکا
چال سی فتنہ باز ف سی نازل ہو بلا	یہ زمین انکی ہی چرخ ستم آرا انکا
ظلم میں بھی ہی یہ شیریں حرکاتی انکی	کہ نکلتا نہیں لب سی کہی شکوہ انکا

ایک عالم ہی خرین پوچھی جس احوال حشر میں کوئی اگر کوئی پوچھی تو ہی جو ہمسی آوارہ و مگر بہت بہرتی بہن	آہ بہر کر کہے معلوم ہوں انکا انکا ایک زبان اور بیان رکھتی ہیں کیا انکا کچھ سوا شہر سے آباد ہے صوا انکا
	آپ سنا لک رو لاکرہ عدوسی چوین آج کیا حال ہی آنسوین تہمت انکا
قتل قاصد پر گل کیا اوس جفا کردار کا رہط مجھ سی ہو گیا تھا ج دہان جانا چٹا میر سے کہ نقش پا پر اپنے رکھتے ہیں نو غش سی میری تو فی یہ جانا کہ پر دکھل گیا اور گرمی بزم دشمن میں موسیٰ یہ پیچ عفو تقصیرت سبے چا سہا بہر تاجوین صبح واعط فی بیان کی روشنی شمع طو	خون ناقہ روز مور تہا ہی مان دو چکا لوٹا ہی خاک پر سایہ تیسری دیوار کا اسکو سمجھو تو نہ کیو مونسہ کہی اغیار کا کیا میرا گرنا ہوا گرنا تیسری دیوار کا لوٹا دھچکا ہماری آہ تپش بار کا دیکھنا ہے آج ہنگامہ تیسری رقعہ کا خواب میں شبکو نظر آیا تھا ساعدا کا
ہو گیا دیوانہ سنا لک اوس پری کو دکھ ایک ہنگامہ ہی رستہ بند ہے بازار کا	
کیونکہ خالی نہ پڑا روز بستان ہوگا وصل ہو جائی تو نالونی امان پای جان یہ پلا جوش خون کیوں میری گمری محکو	جبکہ وحشی تیرا سنگ رہ طفلان ہوگا بھیمہ حسان کرو خلق پر احسان ہوگا کیا خرابی میں سوا اس سی بیابان ہوگا

جوشن سینه میں یہاں لہو ہانکتا معاشرے ہونی سی ہی تیرا دیر دل وہ کافر ہی کہ بجو دنیا چین کہی دورہ چرخ سی ہر شکو سی لازم اک دن	آج دنیا میں عجب فتنہ نمایاں ہوگا وہ بھی ہوگا کوئی جو داد کا خواہن ہوگا بی وفا تو بھی اسے کیسی شیمان ہوگا روزِ محشر کہیں نذر شب ہجران ہوگا
--	--

دل صد چاک کیا کیا نہ بنی گی سالک

غیر حجبِ شائے کش کا کل جانان ہوگا

یہاں قتلِ زنج چھو سی کیا کچھ عیاں نہ تھا یہ اور کون تھا جو تیرا خستہ جان تھا چہرہ جامی چاندنی سہ دیوا قصیر یون زنا نو پہر کہہ لیا کہیں تمنی سرِ رقیب وعدہ پرا دسکو دیر ہواک دم کی اور یون چشم خیال و بزم تصور میں غیر کے صبر و سکون محال مگر ہر چکا کتام اب کیا امید ہی کہ ہوئی زندگی عسریز کل کس قدر ہوا میں سبک اونکی بزم میں پیری میں اکی کل گئیں انکھیں سی کچھ میری بیودہ کہیں مین نالہ دل فی رسان	حسرت ہی ایک ہی کہ لب پر بیان نہ تھا ایک نقش کیلین تھی کوئی نوحہ خوان نہ تھا افسوس کوئی یار میں مین پاس بان نہ تھا آسا ہی لا غری میں سراپا گران نہ تھا امی جان تو بونہ رہی یہ لگان نہ تھا ہم تو کہیں نہیں تھی مگر تو کھان نہ تھا برینج تھی ذرات کو اور دل تپان نہ تھا پہلی تو ہجر میں بھی کچھ ہم جان نہ تھا بیٹھا ہوا تھا اور عدد پر گران نہ تھا کیونکہ کہوں شباب کو خواب گران نہ تھا کا شائے رقیب تو کچھ لامکان نہ تھا
--	--

کیون بی نشان کہو بھی بعد از فنا کہ میں پونہ کی تھی مجھ میں خالق عالم فی چند صور کہی تو نور دینے یعقوب کیا ہوا مجھ تو ان کو دیکھ کہ حق فی دیا ہی بحر محیط گریہ نے میری مٹا دیا	وہ زندہ تھا کہ ضعف سی میل نشان تھا کیا دم کی ساتھ ازل میں یہ نور فلک تھا گر مصر تک چراغ رہ کاروان نہ تھا یعنی بھی محسوس تاب و توان نہ تھا گو با کہ اسم و سر کہی خاکدان تھا
---	--

افسوس مرگ مسالک انصاف خواہ پر

دل میں ہزار زخم تھی تن پر نشان نہ تھا

جسین نہ بہا رآی وہ گلشن ہی ہمارا ہم داغ نہاں سینہ سی کس طرح مٹا دیا موقوف نہیں مجمع غیسا رہی پر کچھ عشرت فی دیا مژدہ نومس دی جاؤ گوراز کو دل سی ہی چپا یا مگر افسوس جس طرح سی ادراک خلائق میں غفقا دم بہر کی لٹی جان نہ لی شوق اسیری ہم بزم عدد اور سی ہو گا کوئی شبکو یون حضرت ناصح ہیں ملاست گرو آنا تیری کوچہ میں اجل کی ہی نشانی	کہتی ہیں جی ہنگامہ مسکن سی ہمارا خالم چپسراغ تہ دامن ہی ہمارا جو پاس تمہاری ہی وہ دشمن سی ہمارا ہم سادہ دل و کی ہیں وہ پرفن ہی ہمارا نذکر سہ کو چہ و برزن ہے ہمارا یون دیدہ غفقا میں نشین ہی ہمارا یہ خانہ صیاد یہ گلشن سہ ہمارا کیون انکسہ ملا اب غفقا میں ہی ہمارا گو یا نہ گریبان ہی نہ دامن ہی ہمارا ہم جی گئی ارشیر میں شیون ہی ہمارا
---	---

<p>جنگ آدس تو کہیں جال بھی اوس برسای میں وہ تیر کہ تیر دن سی بھر نی خم</p>	<p>گو جان چکی ہیں کہ وہ دشمن ہی ہمارا کیا تلو غم خستگی تن ہے ہمارا</p>
<p>اُمت میں ہیں کس سرور کو نین کی سلاک برقصارم میں پس مردن ہے ہمارا</p>	
<p>کچھ بھی جو در حشر بڑھایا بخائسکا سوروزہ باز پرس اگر ہوں تو کیا ہیں سیلاب گریہ گہرا ہی دشمن اگر تو ہو کہا بیٹھی تیری جبر میں کہانی کی ہم قسم جہاں تو بزم غیر میں ہی ضعف سہل ہے در ضطر شوق کے طعنے وصال میں لانا جواب نامہ کا اوس کو چہ محال کیجی نہ حسرتوں سی گرا سبار ہقدر خط میں سلام لکھتی نہ محب کو قریب کا قاتل یہ جان لی ہم تن ارزو ہونین داعط ورا نہ شعلہ ناب عیس سے اوس در پہ لاغری سی نہ آیا نظر تو کیا جاگے میر نصیبی نقصان نہیں فلک</p>	<p>قصہ تمام ہم سے سنایا بخائسکا پاس و فاسے حال دکھایا بخائسکا کیا اوسکی دل میں ہی کہ بنایا بخائسکا اب کوئی داغ تازہ بھی کہایا بخائسکا پر کوئی فتنہ بچہ سی اوٹھایا بخائسکا کیا رنج ہجر ہے کہ اوٹھایا بخائسکا قاصدارم میں جا کے پر آیا بخائسکا ورنہ بھی نظر سے گرایا بخائسکا یہ حرف رشک بار اوٹھایا بخائسکا مارا اگر مجھے تو جھلایا بخائسکا سوز درون نہیں کہ بچھایا بخائسکا یہ نقش پسیون کا مٹایا بخائسکا یہ فتنہ تو نہیں کہ جکھایا بخائسکا</p>

ای چچ کچھ کمی شب غم میں کہ غیر کا  
منصب نہیں کہ تہہ سی گہٹیا یا بجا سگا

سالاک چسراع پردہ فانوس کی طرح  
سینہ میں دل کو چسپا یا بجا سگا

گرہ لب پہ چو رہا ہو گیا	وہ دل میں میری آبل ہو گیا
سمجھتی ہیں فرض کی سخت	میرا دل بھی عہد وفا ہو گیا
کہوں کیا نہ کیسے میرے نظر	تغافل شرک جیا ہو گیا
وہ کرتی ہیں شکر ستم بھی	میرا نالہ شکر جفا ہو گیا
قیامت ہوئی اوکلی وقت	یہ شکار نہ شکار مزا ہو گیا
بدونیا کا ادنیٰ کیا آخر	جو جاہ کیا جو کیا ہو گیا
شب وصل ہوئی ہی دلیل	شب ہجر میں ن سو ہو گیا
اثر سب کچھ اوکلی گفتار	میرا نالہ بھی نارسا ہو گیا
وہ صورت دیکھ کر غل غلام	زمانہ تیرا مبتلا ہو گیا
ملا دی جگر کو بھی دل میں	کہ اشعق صدی سو ہو گیا
غم و رنج و حرمان داغ دہ	میرا سینہ ملک بقا ہو گیا
محبت میں ازار کیا دلدل دو	یہ گمراہ تھا مجھ کو کیا ہو گیا
ہجوم بلا ہی جہان پنجم	تجی کیا جو کچھ ہو گیا ہو گیا

یقوی جوانی میں سالاک مگر



برہمی وقین پارسا ہو گیا

جذبہ شوق سی بخسا نگار سہرا پنا	جاو بس میں نہ بتا جاؤ بھی گھر اپنا
یہ بھی جھگل سی یہی پانون یہی راہرو می	یہی سودا ہی یہی کوہ یہی سہرا پنا
کہو می دن عمر کے آئینہ بنانی عین	پہلی مل صاف کیا کیوں سکندر اپنا
راز دتی نہیں ہم دوست یا دشمن ہو	حال کدیتی ہو تم غیر سے کیونکر اپنا
برش تیغ یہ کیا ناز ہے قاتل تجھ کو	سخت جانی میری اکبہ لگی جھوڑ اپنا
ایک میری ہی پریشانی قیمت لکھ کر	تہ کیا کاتب تقدیر نے دفتر اپنا
راز دل گشت کی بک کہ کسی پر نہ کھلا	خود کیا کرتی ہیں افسوس ہم اکثر اپنا
سج کی بات سی آتی ہی کدورت دلیر	آئینہ ہماپ سی ہوتا ہے مکدر اپنا
وہ نہ آتی تو مجھی پر کوئی بجلی گرتی	کچھ دکھانا تھا اثر آہ مقدر اپنا
یہ بھی عاشق ہی تھی پر کہیں ہی دہر	مثل دشمن کی سی برگشتہ مقدر اپنا
جب وہ چلتے ہیں تو ہر نقش قدم چھتا	موند دکھا جگہ زای فتنہ محشر اپنا

واہ کس شان سی سالک کو نکالا تھے

خوش رہو ہم ہی مٹی جاتے ہیں بستر اپنا

انسان س پیشہ سی کیا ہونین سکتا	بھو رہی اس سی کہ خدا ہونین سکتا
وہ عقدہ میری کام میں تقدیر تہی ڈالا	جو ناخن تدبیر سے وا ہونین سکتا
دہشت سی کوئی نام ہی بیتا ہونین	اوس بزم میں کیا ذکر میرا ہونین سکتا

<p>             غم رزق مقدر ہے سوا ہونہیں سکتا              پیر قضا کا ہے خطا ہونہیں سکتا              وہ ترکب شرم و حیا ہونہیں سکتا              عادت ہی کہ سینہ سی جہدا ہونہیں سکتا              گمراہ کہی راہ ہمتا ہونہیں سکتا              خجالت کے سبب حشر بپا ہونہیں سکتا              ہر درد میں عالم یہ فرا ہونہیں سکتا              کیا تو قفس تن سے رہا ہونہیں سکتا              پر دانہ سے جو کام ہوا ہونہیں سکتا              دل خوش ہی کہ لب نو صرا ہونہیں سکتا           </p>	<p>             کیونکر ہو حریص ستم عشق کی سیری              دل کیونکہ خدنگ نگہ ناز سے چ جائے              تلکین سے نیکمی جو کہی آئینہ جنگ کر              ماتم زدہ کی ہاتھ سی گہل نہ شب وصل              کہنے پہ چلی دل کی عبث یہ ہی بجا              ہی چال تیری باعث ہو دگر فتن              یہ درد ہی تیرا ہی کہ ہی جان ہی شیر              اسی طایر جان شکوہ تکلیف نفس کیوں              غیرت ہی جو محین تو وہ کہتی ہیں ہر نرم              وہ غمزدہ بنتے ہیں میری نعش لیکن           </p>
---	--

میں اوس نگہ ناز کا محکوم ہوں سالک  
 وابستہ احکام قضا ہونہیں سکتا

<p>             نہ کچھ نہ گنا میری گمان کا نہ کچھ نہ گنا میری              جو ذکر کرنا گئی ہیں گناہ جگہ اکہیں کہیں کا              سپہ گردش من کرنے جرات کہ دریا پاؤں من کا              اٹھای خنجر وہ ہاتھ میں کیا بار نہ ہلی جہتیں کا              شب صبا ہی اگر نہ تا خیال و چشم سر گین کا           </p>	<p>             خیال گزر گئی کہاں کا ارادہ و کوہ گریہیں کا              نہ شوق مہکوی جو عین کا نہ طالع عطیہ اپنی کا              خراب کی ہی تباہی ملکت ہیں پاتی میں جہت              شہید ہوئی یہ تنہا دسی لکلیکی دیکھ لینا              ہزار نالی بان پہ لا تا ہر محشر ابھی دکھاتا           </p>
--	--

نشان پای عدو مارا کہ تیری در پرنہی گویا کہوں طلب سب شی کی شہر طر کجی کہ بان بکجے جو پوچی محسای کوئی بظن کہ نہ سوال مشکل لیکھی شہرین دا کیا ادای مطلبین ہونین ہجا بیان لطف عدو دجای یہ تمسح بار کہدیا	جہلی جو سجدہ کو سر سارہ مائیں لکھا ہو جہلی کا کہونین ہر واسطے کجی بھی سی سنہنین نہیں کا یہ سینے مانا کہ تم ہو پرن علاج کیا شہر ٹھکن کا بیان پہلی سی کیوں کیا تہا تمہاری گسویں کا ہر ایک سنو ہنین رہا ہین منہی آہ تہنیں کا
--	---

عجب ہے سالک زہد شہر کہ چوٹیا ہی ملتیں  
نہ مانتا سی کسی کا نہ ہٹ سی یہ پاندانی میں

موند نہ کہاوانہ تجا مل سی یہ کہہ کیا دیکھا جنی اوسن ق تجلی کو سرہ اپا کجیا وصل حیران ہی زمانہ کی تغیر یہ دلیل آپ ہی کی سی تصویر کہ بول اوٹھتی ہے عشق وہشی سی کہ لکن کو نباتا ہی کلیم یون ہی کرتا ہی دم نزع عیادت کوئی بخت سوجاتی ہین برسوں میں اگر غیانی بس ہی عشق ہی تھی کہ شہر وصل کا حال روکتا ہون مگر آنسو نین تھتے اتک غم وارون فلک سی ہنن ملتا کچھ ہی	کیا کہیں نرم من دشمن کی جو دیکھا دیکھا کہہ سکا ہوش میں اگر نہ کہی کیا دیکھا یہ ہی کاشا نہ گلستان ہی صحرا دیکھا نقش مانی کو ہی ہمنے تو نہ گویا دیکھا تجس نقصان نہ کچھ ہی لکنت مونی دیکھا تم ہی اچھی ہو کہ بجا کو چھپا دیکھا دیکھنی کو نہ کہی خواب زلیخا دیکھا ہمنی دشمن کو سنا کر ہی شکیبا دیکھا تیری بیمار کا احوال کچھ ایسا دیکھا غیر نے کیونکہ ہر اجام متن دیکھا
--	---

جان کہونے کے بہکام تہ دسی کئے	دشمن جان کوئی اپنا سانہ اپنا دیکھا
دیکھتی ہیں میری حیرت کو وہ حیران ہو کر	صورت آئینہ بکریہ تماشا دیکھا
جاتے ہیں توبہ کو مسجد میں خدا خیر کری	رہتے ہیں درمیانہ اگر وا دیکھا

دہی رونا ہی ادھی گریہ ہی سالک بچکے  
تندرستی میں ہی ہنسنے تو نہ اچھا دیکھا

دل محبت مکان ہی گویا	آرزو کا جہان ہی گویا
خاک میں مل چکی ہم اور او	آج تک بھی لگان ہی گویا
میری آزار دہی کو وہ شیخ	دوسرا آسمان ہی گویا
کہو لدی، مونہہ خمونکی نہ پڑھنا	آج ہی امتحان ہی گویا
پافون آگے نہ اوہہ دھا	اوس گلی کا نشان ہی گویا
تیری تصویر کو توں بول اوٹھے	اس میں عاشق کی جان ہی گویا

تیرا چپ چپ ٹیپنا سالک  
ایک طرح کا بیان ہی گویا

میرا ہوشیا نہ اوراد ہا جلا ہوا	بھگت گئی ہے آگ تو بجلی کو کیا ہوا
مارا جو مجھ کو دوست فی دشمن کو دو نوبہ	میں کیوں کہوں کہ محبت میں بیلر ہلا ہوا
ہنگام قتل دیکھہ ترپتا ہوا پھوڑ	ای تیغ یار دم سی ہوں تیری لگا ہوا
شور شور سنکے جٹ گورسی اوٹھا	سمجھا تھا میں کہ یہ کوئی فتنہ سا ہوا

عاشق مین او سپہ شکر سی کہتی تیرین کیا سیر بوتادی کوئی بستکہ کی را	معلوم ناصحون کا مجھے مدعا ہوا جاتا ہوں راہ کبھی کی مین پوچتا ہوا
سنا لک کو دھڑاہی عذاب حجم مین یاد آگیا کوئی ستم اسکا کہ کیا ہوا	
جب قدر ضبط کیا اور بے رفا آیا کام کیا جذب تمنای زلیخا آیا کوچہ یار مین اگر نہیں جاتا کوئی رات کیا جائے کس طرح گزاری جتنے اگنی آج وہ اغیار کے بہکانے مین کشش شوق نے مجبور کیا سی سوبّا ہاتھ دونوں ہوی سینہ سی ایکجائی جلا وہاں سی شیکل نبائی سوی آیا چھدا ہمنی در پردہ ہی کی تیری برای کسی وعدہ وصل پہ قسین تو نہ کہا عہد کن کہہ اوٹھا آج کہ اس بت کو خدا لای کہین فتنی قدموں سی لگی رتی ہن گویا ہر اشک انکھوں مین بہری لپٹ تھا دھپن	یہ طبیعت نہیں ای کوئی دریا آیا کاروان ہی چہ یوسف ہی بہوتا آیا یہ وہ جاسی کہ حیان جو کوئی آیا کیا اپنی وعدہ پہ شب وعدہ تو اچھا آیا نہیں معلوم برا وقت یہ کسکا آیا مین تو وہاں جانیکی ہر راسم کہا آیا مین چمن مین دل ناشاد کو بہلا آیا مین فی جانا بھی پیغام قضا کا آیا شکر کہہ کر ہی رب پر کوئی شکو آیا باد آیا مجھے بس اور تو آیا آیا شکر سی لب پہ میری نام خدا کا آیا آپ کیا آی کہ ایک جمع اعدا آیا جو تماشائی کو گیا وہاں سی تماشا آیا

مکری ہو ہو کی میری مونہہ کو کلیجا آیا	گریہ کو ضبط کیا رک نہ سکی نامے آہ
جسنی دیکھا بھی فریاد کنان دہان سنا رحم کیا وہ ہزار محکوی کہتا آیا	
محب کو کباب ہونا تھا نالہ کو آفتاب ہونا تھا چشم کو کامیاب ہونا تھا غرق موج شراب ہونا تھا ہولیا جو عتاب ہونا تھا میری چشم پر آب ہونا تھا	مجمو مست شراب ہونا تھا کی رسانی مگر کہاں تیر خون دل بیگیا تو کیا آخر دسم ترداسنی کیا کیوں نیچ اب نہ ترک ادب بس صبا دل کی ناسور کو شکنی مین
یہی تقدیر کا مکھا سا لک نامہ برکو جواب ہونا تھا	
پیدا البصد تلاش جواب نامہ بر ہوا طوفان کا گمان اونین فقرہ پر ہوا یہ ناتوا اینون سی لگون اپنا سر ہوا نادم بلا کے مین تجھی ای نامہ بر ہوا پردہ کو تم ادھار کہ یہ پردہ در ہوا بہوش و یکتے ہی تجھی چارہ گر ہوا	رشک کلام باعث یا س خبر ہوا خط مین رستم جو عالم مرگان تر ہوا ہی دوش بار فوق و کمر ہی دبال دوش ڈالا ہی نکش مین مجھی شوق و رشک نے خلقت کو یہ گمان ہی کہ خلوت عدوسی حال تباہ آئینہ ہے تیری حسن کا

<p>زنگ شکستہ اپنا دلیل سحر ہوا</p>	<p>وہ ہی بھجہ گئی کہ شرب وصل ہو چکی</p>
<p>سما لک کو کر گیا ہونہ وہ شوخ پاتال</p>	<p>تھکا مہ گرم کیا یہ سسر رگنڈر ہوا</p>
<p>وگر نہ تہا بھی کیا شوق دل لگانیکا بھی خیال ہی وہاں اشیان بنانیکا جسی خیال میں ہی قصد ہونہ آینیکا ہماری آنکھ میں ہرگز نہیں مانیکا</p>	<p>ہی اوس سی ملتی ہی اندیشہ جان بنیکا نہ لامکان سی گرمی نخل سدرہ پر بجلی ہماری گہر میں قدم رکھی کیونکہ وہ بھیر وہ نور جس سے نظری بن تیری دکنے</p>
<p>سہانسی لاتی تم ایک نم ہر ہوا سما لک تبا و فضل تو توڑا نہیں خضر انیکا</p>	
<p>کسکا حشر ام ناز فیتنہ اوٹھا گیا میری غموشیوں سی وہ طلب کے پا گیا نہت سیاہ سایہ فلن ہو کی چھا گیا یہاں تک بڑا کی عمر کی مدت گنٹا گیا بازو کو آج توڑ گیا جی پٹھا گیا گداز نظری جیلوہ کہ دل میں سما گیا تقدیر کا لگا رتو بے پر بنا گیا کیا تھا الہی سینہ میں اک تیر سا گیا</p>	<p>شور نشور خواب عدم سی جگا گیا ضبط فغان ہی راز کا پردہ اوٹھا گیا اکٹا میری سرسی جاؤ کر ہا گیا تھوڑی ہی دن ہوئی تھی کہ اندوہ جریا صیادنی کہا تھا تھی چوڑ دینگے ہم ماشتق فرا جی اپنی یہ کچھ دنکا حسنہ کتاہی جوش یاس عاسی حصول کا او سکی نگاہ تھی کوئی آفت تھی تھرتھا</p>

دل کیا گیا کہ ساغر گیتی نہا گیا	پہلا سا نوحہ چشم بصیرت میں اب کہا
بدلے جواب کے بھی صورت دکھا گیا	کیفیت جواب نہ پوچھو کہ نامہ بر
پیمانہ حیات ہی گویا بھبرا گیا	ساقی فی کیا دکھا دئی خالی خم و سبو
اب آسمان سی خوف نزل بلا گیا	دو دو فغان ہی باعث آسائش چہا
جاتا ہی جبکہ دل تیرے کہتی ہیں اگیا	اہل دیار عشق کی اولیٰ سمجھو دیکھو
انذار خرچ پیر تہارے اور گھیا	اب دیکھو زمین پر ہوں کیا آفتیں بنا

سلاک نکل کی میکہ سی گئی کدھر  
ساغر کو پہنیکو ہا ہستہ سے باز آگیا

قیامت کیا حتمین مری آنا قیامت کا	گماں مجھ پر ہی دیکھو داؤد اسی شہ کا تیر کا
نظر فی سامنی رکھا ہی نقشہ اونکی صورت کا	وہ ایک جلوہ کہا کر عجب ہی کبکی مگر اتنا تک
ہواری موج زن دریا میرا شک نہ امت کا	عجب کیا پہی دی گر خورش فاشاک عیسا کو
مجھ شرم گنہ تجکو بکھر ہی عبادت کا	پسند اللہ کو کیا جانی کیا اجا اسی زاہر
بہر ہی محفل میں ہی ہکونمرا آتا طلوع کا	ہم اونکو دیکھ کر موتی پہناتناک محو لفظا
اثر ہی یہ ہماری جذبہ شوق شہادت کا	اور ترجای گلی پر رکتی ہی یون خیر مائل
ازل میں گرد کہا دتی نوشتہ ہکومت کا	عدم سی کیون چلی آتی خراب آباد دنیا
کہ یہ باعث ہوا غلبت شہما وقت کا	اسی سی تیر کی بخت سید کی ہو گئی روشن
ستم کرتی ہیں وجہ شہنشاہی محبت کا	بنایا ہی کرم کو بے غیض دشمن کی د



زمانہ رفتہ رفتہ اگلی چشم تصویر میں	مزا جاتا رہا سارا ہمارا کج غفلت کا
لہو پانی کیا رو کے تمنی ایک کین سناک	مشتاقی ہو کین گریہ سی لکھا انہی قسمت کا
غمی بہاری ہی رہا قبر میں ہی نہ تھا تمہی کس طرح کہلی عقدہ مشکل میرا دل نعل میں نظر آتا نہیں ایک سے جان کر کشتہ چلی وہ میری شامت دیکھو میں کروں مالہ اور آفت نہ ہو پر اگیا کس تکر سے ہی امید حصول مطلب کیون نہ اغیار کی گردن پہ ہو چلنا دوا سب خبر دار ہوئی رنج قفس سی صیاد نید اوڑنی سی تر ہا لطف شب و صبح کیون میری گریہ کا رونا ہی تھی ناصح	نہ کہلا بار پہنچ کر سر منزل میرا کچھ سر انگشت خاستہ نہیں دل میرا کہوں کس موندہ سی کہ کہتی نہیں تم اپنا آپ کہتا ہوں کہ جاتا رہی یہ قاتل میرا دیکھ لین آپ ابھی دعویٰ باطل میرا نہیں اندیشہ تحصیل میں حاصل میرا یہ ہی کیا خلق ہی امی خنجر قاتل میرا شور سن سن کی گلستانِ سخن دل میرا ہاں پنچا ہی کہاں شور سلاسل میرا چشم خونبار سی میری جگر و دل میرا
زورق انداز ہوں اس بحر میں سا لگت	نام ہر گز نہیں لیتا لب ساحل میرا
چرخ کو دم سکون سی پس دن کیسا یہ ہی تیز نگہ ناز کی تاثیر ہے کیا	خاک میں گھر کو لایا ہی تو دفن کیسا پڑ گیا آپ کی دروازہ میں دفن کیسا

<p>بہر کہ اوٹھای کوی داغ نہان کیا دین          ٹرودہ نزع میرا غیر سی شکو سنکر          ہمی مجروح دل انگار کہاں دیکھی          زخم دی دیکی نمک سیر دل ہی چہر کا جسے          سخت جانیکہ ہمیں ہی ہی نہایت عوا          ایک ہم ہیں کہ جسی دوست بنایا نہ بنا          جسی بی پردہ ملا تو نہ کہی شک قمر          ہم نہ کہتی تھی کہ باز آؤ تو سہی اب ہی</p>	<p>آج جل بھینی کو یہ خانہ ہی روشن کیا          صبح کو پوچھتی ہیں آج ہی شیون کیا          حیرتی بنکے رہا دیدہ سوزن کیا          پہر ہی اوس سی گلہ خستگی تن کیا          دیکھیں قاتل کی ہی شمیر کا آہن کیا          ایک دنیا سی ملا رہا ہی دشمن کیا          داغ لیجا میں گی دل میں پس مردن کیا          اب ہی یہ شکوہ آہ شہر افکن کیا</p>
---	--

بات کی اس سی کہ سونا لہ سوزان کہنے  
 سما لک تفتہ درون ہی ہی جلائے

<p>یہ کیا لطف شور فغان گیا          ابھی نامہ بر کو روانہ کیا          تیری لکھنے کی یہاں تکھی          ملی خاک میں یوں کہ شہر چر          وہی گرد شین میں دی جاں          رہی شناسی نقطہ نام کی          میں داماندہ اور کہہ رہا جس</p>	<p>زمین رگمی آسمان رگیا          ابھی کہہ رہا ہوں کہاں گیا          جو پہلی یقین تھا لگان گیا          مٹی یوں کہ مٹنا نشان گیا          ستم کون آسمان رگیا          وہ نام شناسی زبان گیا          رہا جو پس کاروان گیا</p>
--	--

اگر یوں ہی آتش نشان گیا وہ پروکے میں اب بھی نہ گیا	میرا نامہ برق جہاں سوز ہی بہت دوڑتے تھیں نگاہیں دے	
یہ کاسل ہوں سالک غم ہے وہیں کارہا میں جہاں گیا		
سحر دیکھا تو وہ بیت ابھرتھا ہمارا ہی یہ عجا ز سخن تھا یہی پیمان اہی پیمان کون تھا جو یوں ہی مر گیا وہ کو کہ تھا کبھی جنت ہی آدم کا وطن تھا کہیں کے لوگ یہاں چرخ کہ تھا شب اندوہ تہی روز محن تھا نہ غصہ ہو یہ میرا سوئی وطن تھا	یہ نامہ شبکو جپر شعلہ زن تھا جواب اوس سی لیا کل مدعا کا شب وعدہ ٹرپ کر مہنی کا ٹی او کھیروں دم میں شارسرستان کبھی رتی تھے ہم ہی اوس گلی میں کرؤنگا تنگ اگر اکے وہ آہ نہ پوچھو حضرت جانان کی ساعت کہاں تم اور کہاں اغیار سج ہے	
نہ مرنے کس طرح فرما دے فلک پہننے لباس پیرزن تھا		
طالع میں کب آئینہ سکندر نہیں ہوتا سم ہی تو ضرورت پہ میسر نہیں ہوتا آجاتی ہیں جب وہ تو یہ مضطرب نہیں ہوتا	کب عکس زہر پر رخ و لب نہیں ہوتا مرنی میں ہی فخر نہیں عاشق مجھور سوار کیا ہی دل بیتاب فی جہڑا	

کیا شی ہی محبت ہی کہ کل کرتی ہی خبر کو کہلاتی ہو کیوں وعدہ فراموش چھینا کیا دوست کہ یوسف کے زمانہ سی ہی پت ای بگر گنہ جوش سی کیا فائدہ حشر میخانہ توحید کی سرمست ہن جو لوگ کہا میں نہ غم ہجر اگر ہسم تو کرین کیا گویا کہ وہ ہوتی ہی نہیں انجمن آرا جب کام پڑا ہی مجبی تسلیم و رضا	آتش کو بان آگہوں میں سمندر نہیں ہوتا آ جاؤ کہ میں آپ میں اکثر نہیں ہوتا دنیا میں برا در بھے برا در نہیں ہوتا ایک تار ہی دامن کا میر بھی رتھیں ہوتا وہ ان رتھی ہیں جن بزم میں ساغر نہیں ہوتا معدوم کہی رزق مفت در نہیں ہوتا جن بزم میں منہ گامہ محشر نہیں ہوتا پہر چرخ شکر ہی شکر نہیں ہوتا
--	---

سلاک کوئی تدبیر محبت میں بنی کیا  
تقدیر کا لکھا ہے تو اکثر نہیں ہوتا

سر غیر اور ہاتھ قاتل کا ماجر اس سے جانے دل کا میں ستمکش نہوں تو حال کچلے غرق ہو نیکیو جاتا ہوں بخت دیدہ حسرت رہا ہی ہے تیغ پہنچی وہاں نزاکت سے راہ گم کردہ ہوں چلوں جتنا	کیوں نہیں ہوں شک بسل کا کہ تلاشی ہوں زہر قاتل کا غیر کے ادعا می باطل کا ورنہ لینا ہی سہل ساحل کا علقہ حلقہ میری سلاسل کا دم یہاں کچ رہا ہی سہل کا بعد ہوتا ہی بھسی منزل کا
--	--

جسپہ گریکوہی وہ برقی نگاہ طبع وقت پسند ہی اونکی تیز چلتی ہی سخت جانوں کا ضعف میں خط لکھوں دای حسرت جاسے ناقہ کیلی	وہی خرم ہی سہر حاصل کا جو میرا کام ہی سو مشکل کا دم نہ چڑھ جائی تیغ قاتل کا تو دو کار ہونا مل کا چشم مجھوں گزری محل کا
---	--

کیون انا تھی سڑنی سما لک  
کون پرسان ہی حق و باطل کا

مجھ پر احسان ہی بچ بڈل کا مانع شوز نالہ سے ناصح غیر سے ہو فائیر اکھنا مرچکا قمیہ کیون ہوں جا بگ غیر پر کیون حوالہ کرتے ہو قیس ہی کی ہی کثرت نظر نظر آتا ہی سچیت اور ہی بیچ شہدا کی لئے ہی عمر ابد ہو چکی حشر ہی کہ باقی ہی اشنا بحر عشق میں ہوں اور	ہاتھ اوچھا پڑا نہ قاتل کا خاموشی ہی جواب حاصل کا ہو گیا عقدہ میری شکل کا بیچ تحصیل کیوں ہے حاصل کا تمسی کہتا ہوں باجر اول کا کھل گیا آج پردہ محل کا محو حیرت ہوں نقش باطل کا دم شمیر دم ہی سہل کا ایک اراہج یہ میری ل کا قصہ ہی نسل موج حاصل کا
--	--

سیرا چنبا ہی نصف میں چلنا بیٹھی چلتے ہیں ہر دان نالا آہن گداز سے میرا کبھی ہیں ہر کمال کوئی نال	ناتوانان پای در گل کا ہر نفس میں ہی نصف نثر کا دُرجون میں نہیں سلاسل کا بجکورتا ہی ہی کمال کا
--	--

رگیا قیدِ نشت میں سالاک ساتھ تھا یہی ایک نثر کا
--

عمر بہ تیری کلی سے نہیں با رہونا کیل ہر بات میں ہی فتنہ مختہر ہونا اوسنی جانا شبِ حیران کی سیاں کو مضنون تم اگر در پہ جگہ دو تو زمانہ آجائے میری کوچہ سی گزر جائی عدد و دیکھوں تو تیری بیاغِ غمِ حیران کا احوال ہی یہ عجز ہی تھا کہ سلیمان کو بڑیا یا یہاں تک ہمسی پوچھا ہی اگر داؤد مختہر احوال تجہسی سیرِ رحم کہ کوئی شیدا ہو گیا نامہ شہر کی جگہ گام دی اسی ہمت شوق عشق کس نشتِ خطرناک میں لایا کہ جان	خاک ہونا مگر اس خاک میں ملکر ہونا اور ابھی سیکھتے ہیں آپ شکر ہونا ہو گیا تہر میری حق میں سخنور ہونا کسکو منظور نہیں آج سکنت در ہونا یہ بھی سبھا ہی مگر دل میں تیری گہر ہونا کہ تصور میں عدد کی نہیں بدتر نہیں ہونا ورنہ ایک مور کا شکل ہی سخر ہونا پاؤں ہی شہر کئی روز مقبرہ ہونا ظالم آسان نہیں برگشتہ مقدر ہونا جانتی قوت بازو سے کبوتر ہونا اسی ہیرے کا بھی چاہی ہر سہر ہونا
---	---

آپ آجائیں بھی چین ہو گا یہ بھی لطف دشواری حسرت کی برابر نہ

مہربانی سہل گذر جائیں گے دن بھر کا  
سہا لک انسان کو لازم نہیں مضطرب نہ

ہزار وعدہ کی ہر تہی کہیں کسی کو وفا نہ کرنا  
اگر نہنتی ہوں ہاتھ میری تیری صبر کا جیکہ میری  
خوشی اپنی نکو چاہتا ہوں گر میں کہنی کو اپنی  
وہ جانیں عشق و دہش کہ جب حیات شمع کی ہے  
سبب فراق کی عادت یہاں میں دلوں کی گر  
اگر ہی آنا تو اب ہی آؤ نہ تنگ اگر وہ کچھ کہیں ہم  
یہ ایک کئی ہی توقع مٹانے دینا الہی سکھ  
ہم تو مرنے ہی آخر ایک دن تھکا کر سڑکی پر تنگی  
تبار ہی میں فلک دشمن و فتنہ کی ہی جوتا  
کچھ دن کی بریان کیا ملی ہو اس سے ملو دن  
بوسہ ہرنا کہ جب یہ ملے ملو کی ہی نکو باقی  
میں اپنا ساحل نہیں ملی نہ دوح پلاؤ  
جیا کا پردہ ہی دہن تم ہویشان نہ گن

چلو اسی پر جو خیر کہیں کہیں ہمارا کہا نہ کرنا  
ستم ہی اول کا خوش رہنا غضب سے نہ کرنا  
کہوں یہ افسوس بعد مردن تم اکی تہم میرا نہ کرنا  
بیرنگی اس سی تہی اپنی کد غارت کو خود نہ کرنا  
یہ بھی نہ دو اسی ہمارے کہ چارہ ساز و دانہ نہ کرنا  
کہ جسکو نہ کہیں نہ کیا جاو سنی جو تہا نہ کرنا  
اگر ہی نہ خطو پاس اسکا ظہور نہ نہ نہ نہ کرنا  
ستای جانا ہمیں قسم ہی کمی نہ کرنا خط نہ کرنا  
اٹھی ہو یہ ہن جو ہاتھ اپنی تصور سکھو نہ کرنا  
جانی تہی ہن اسلی ہم کہ ہمی اگر گلا نہ کرنا  
کری نہ وعدہ وفا اگر وہ تو مجھ ہی جان نہ کرنا  
نہ نکلی جیت تہ حسرت اپنی الہی مشہر پانہ نہ کرنا  
ہنیں ہن فکر مصحت میں ہمیں ملکر حیا نہ کرنا

سہنے جو کچھ ہو تنگی ہم پر بلا ہن ہنستی ہو کیسی تم

اگر ہی منگو خیر سنا لکھ کر اور فی سیر نکلتا

دم دیکھی تیرا عاشق ناشا در گیا مٹ جا سگا خیال ارم ایک روز تاب و توان کی ساتھ ہی تا تو خوب خوبی در فوج مصلحت آمیز کی ہی ب ای کاش ہوتا کہ وہی ہی بکاغم دم بہر کو اگیا ہے خیال فافا سے اسی نالہ یا سناں ستم ہم تو ہو گئے	جور اب ہی کوئی ای ستم ایجاد گیا تیری گلی میں آکے جو شہزادہ گیا بیتاب رہنی کو دل ناشا در گیا بذنام ایک تیشہ منہ ہا در گیا جو لطف بزم یا رب مجھے یاد رہ گیا کیون چلتے چلتے خنجر جلا در گیا تو دھونڈتا ہی سپر خ کی بنیا در گیا
---	---

سنا لکھ اہل دل میں کر گئی فاضل  
وعدہ کیا ہوا جو کوئی یاد رہ گیا

ان آنکھوں نے کیا جانی دیکھا ہی کیا کیا وہ بی پردہ ہیں اور پردہ ہی کیا کیا اگر پوچھے گا تمنا ہی کیا کیا وفا کا میری او سکھو سکو ہی کیا کیا شب بھر ہی عشرت افزا ہی کیا کیا اجل کا الہی تقاضا ہی کیا کیا جو تم سن چکی ہو تو بیجا ہی کیا کیا	نہ پوچھو کہ نظروں سے گزرا ہی کیا کیا شب بصل کہتے نہیں جال شبنم خوشی سی نہ کچھ کہہ سکون کا قسم لو زبان تہک گئی جسکی شکر جبین رہین یوں ہی گروصل کی گھسگوٹین میری جان اگلی ہوئی ہے کسی میں کہان تک کئی جاؤں مگر احوال
--	--



<p>تماشا گدہر میں سیر کیے ہزاروں تمنائیں اور ایک دل بہت کاس سہر گئے ہم سے وندی</p>	<p>تماشا بنی خود تماشا ہی کیا کیا چمن سے میری دیکھا دگتا ہی کیا مگر سر میں اتناک ہی سو ہی کیا کیا</p>
<p>خبر کیا ہی اسرار قدرت کی سالک کہ پوشیدہ کیا کیا ہی پیدا ہی کیا کیا</p>	
<p>سودا جوستانی کا یہی سر میں ریگا ایک لڑلہ ہر وقت جب اس گہر میں ریگا کتی ہی بن فلک کی ہی فنا خسر کو نالہ جاسکا تصور تیری نثر گان کا نہ دل کتا ہی شب عہد یہ مجھ سے مل گیا دیکھ گیا میرا اگر یہ جو طوفان گذشتہ پاں کیا ہکونہ تو نے تو ہوا کیسا عاشق کو تو ہنگامہ ہی درکار کین ہو قافل بھی کیوں قتل کیا جرم و فاجر ای پر مغان بجلو نہ بہوش سمجنا</p>	<p>تا خسر فلک آپ ہی چکر میں ریگا دہ کیونکہ ہمارے دل مضطرب میں ریگا کیا تو بھی اسی گنبد بی درین ریگا یہ بال ہمیشہ میری ساغر میں ریگا کنا کوئی اوس گل کی عوض میں ریگا کشتی کی طرح آپ ہی چکر میں ریگا مر کر بھی دم اپنا تیری تہو کر میں ریگا جاسکا تیری درسی تو معشر میں ریگا اس خون کا دیشا تیری خجرت میں ریگا قطرہ کوئی جب تک خم و ساغر میں ریگا</p>
<p>یاد اگلی سالک سے تہفتہ مزاجی چرا میری مرجانی کا اکثر میں ریگا</p>	

غیر یون اوس سی میری بعد گلا کرتا تھا  
 طول سا طول ہی ای کا تب تقدیر مگر  
 شکوہ سنج آپ کیا جسے تونکا دیکر  
 کیا کہون کھنڈل و بستہ کا احوال نہ تو  
 کیا عجب گر نری بات میں پہلی تاثیر  
 وری میں ہون وہی چارگی تو طوی  
 میں کروں شکوہ تو غیر اوگنوسا قسی  
 مجھ سے ہی پوچھتی ہیں دسرا دھما کر ہی  
 کہ نہیں زندگی خضریٰ فحشہ نام کو  
 مقتل اس صنف میں یون مجھ سے نکلے لیکن  
 نہیں ایک بار ہی اب تھی کی طاقت میں  
 غیر کی جنبش لب پزیران ہی و شوخ  
 خوگر ظلم ہوا ہون تو بظاہر ہے کرم  
 دیکھنی جاوے اوینیں انجن غیر میں کیا  
 ہو کوئی نزع میں اب میری زبان بند تو  
 جان یون سہل دہی فرا دنی عاشق کر

دو ستم سہنی میں کیا جانی کیا کرتا تھا  
 آج کاتیتا نوشتہ ہی لکھا کرتا تھا  
 ورنہ راضی تھی ہم او میں حج خدا کرتا تھا  
 شبکو واکوئی تیری بند قبا کرتا تھا  
 ہو لکر آج عدد ذکر میرا کرتا تھا  
 تیری حسرت عبت اسی روز بجا کرتا تھا  
 تا وہ ہمیں کہ یہ پہلی ہی ہوا کرتا تھا  
 کس تجاہل ہی کہ یہاں کون ہا کرتا تھا  
 کیوں نکتہ در ہوس اب بھا کرتا تھا  
 قتل کی نام سی کچھ خون بڑھا کرتا تھا  
 پہلی سو بار تیرا نام لیا کرتا تھا  
 جو میرا قصہ غم روز سنا کرتا تھا  
 ورنہ کچھ چرخ سی بڑھ کر دجھا کرتا تھا  
 وہی جلوہ ہی جواں گھون میں ہا کرتا تھا  
 پہلی میں یاس سی کس روز دعا کرتا تھا  
 پہلی اقبال ہی اللہ عطا کرتا تھا

تہا وہ سہا لک کہ در کبہ پر ایک پیارا

سرجکای نبوی روتاها دعا کرتا تھا

بتوں کی بزم کہ کوتی نہیں جہاں اپنا پسند ہجرین کیوں سی زیان جان اپنا جو ہضم فیض نہیں کچھ ہی سرگزشت میری یہ ضبط راز ہی یا رعب حسن ہی کیا ہی زمین کو چہ جانان ہی آستان بلا حقیقت اپنی ہوں بھولا ہوا کہ مدت سے ندامت اور سکھو کیلئے انہی جو رستم گری میں چشم خلاقی سی خاک ہو کر ہم یہ نہ سپر نہوں سڈرہ اگر اپنے رقیب کب لے اگر زہر جاننا عاشق	خدا کو کر کی چلا ہوں نگاہیں اپنا کہ ہم عدد کو بناتی ہیں راز دان اپنا کوئی چمن میں بنای نہ ششیاں اپنا وہ پوچھیں اور نہ مجھی کچھ بیان اپنا زرا بھمکہ کی بنا گھر قریب وہاں اپنا میری نظر میں نہیں جسم ناتوان اپنا جو بار بار کر ہی فخر سی بیان اپنا ستم سی تم ہی کیا کس طرح جہاں اپنا تو کیا باتیں کہ منظر نبی کہاں اپنا تم ایک شب تو کو دیکھو مہمان اپنا
--	---

لکائی شبی ہو بستر مگر کین سہا لک

بجھ لیا درد دلدار کو مکان اپنا

جوش ہی لسی لبوں تک نالہ پر شور کا کیا بیان ہوا دس شبستان سراسر نور کا شرم سی گردن نہیں خم بار عصیان خوگرانہ وہ ہجران ہوں شب عشرت مجھے	پہر میری سینہ میں تلم ہی دل مغفور کا چپ گیا جبین چراغ صبح کا ہی طور کا بوجہ بڑبڑاہی تو جھکا جا ہی سر فرد کا غم سی بھلا نا پڑا ہی خاطر مسرور کا
--	---

چادر گل قبر بری پہول بستر نین	ہی شب قباب میں عالم چراغ گور کا
پیر گیا جو خرم کنبوں کی طرح ہنسی لگا	مل سکی دل میں تیا کیا اولین سور کا
می ملاوں کچھ سیاہی ڈور نیل و شیط	وصف لکھنا ہی کیسکی زر گس مخور کا
تاری آتے ہیں نظر روز سیاہ بحرین	تیرہ روزی زنگ لائی ہی شب بچور کا
ہاتھ آجای جو بکوتیرگی ظلمات کی	چاند سمجھوں او سکون اپنی شب بچور کا
کوئی جانان سی نکل کر سطح آتی ہنم	جسطح کوئی تہکا آئی کین سی دور کا

خود نہیں آتی دکھاتی ہیں عدد کو دورے  
وہ خباڑہ جارہی سالک مجبور کا

کام آیا جنوں ہی عشا خستہ تن کا	ہرزخم پر ہی پہا اپنی ہی پر من کا
باعث ہی لاکھ غم کا موجب صدمہ کا	ہی قہر یاد رہنا لطف او سکی غم کا
تیغونہ تیغ کہائی تیر و پتہ تیر بر سے	اب امتیاز کیا ہی زخم نو و کہن کا
کیا سو غم اسیری نظر و فتن ہی گلستان	بہمہ سی قفس میں پوچھو عالم چین کا
خوش خوش دہ سن ہی تین نگہ دل کا سکہ	گو یا کہ کہہ رہا ہوں وصف او کی ہی ہر کا
اب جا بجا شوق ہی سنگ فرار اپنا	آخر ہوانہ ہمسی ضبط آہ شعلہ زن کا
نکلا ہوں جسطرح ہی دل پہ نقش در نہ	غربت میں یاد آنا دشوار تھا وطن کا
جوش جنوں ہی یار با فرط ضعف یہ	جو تار رکھا ہی ایک بار ہی بدن کا
مطلب ہی مدعا ہی گویا میرا نکلا	ہوں انجمن میں تیری محسود انجمن کا

بیکاری خون میں ہوشعل ہی بلائے	رتہ گہٹا کے سیرالو کام کو کون کا
کوی تباہ میں جانایوں بار بار کیا ہی	انہی جگہ یہ سالک پتہ ہی لاکہ میں کا
<p>یوں ہی ہوتی ہیں خار کیا کہنا  بزم دشمن کا سن رہے ہو حال  دیکے سو طرے کے جھے آزار  ہوئے جہاں غیر وہ کب کے  شوق بیکر وصال میں بھی رہا  ای دنیا خوبگار دی ادکنے  آسمان کتنی دور ہے اے آہ  کر لئے سینکڑوں ہی اپنی سے  بجاء اغوائے غیر سے مارا  تجھ پہ مگر کبھی ہم نہیں کرتے  روزِ محشر کی صبحِ اول سے  ہاتھ جب تک رکے نہ قافل کا  قطع امید زندگانے کی  ضبطِ ادس بزم میں کئے نامے</p>	<p>اسی دل ہرزہ کار کیا کہنا  پہر ہی آنکھیں میں چار کیا کہنا  میں وہ بیمار دار کیا کہنا  میں ہوں اور شکار کیا کہنا  واہ اے منظرِ رکیت کہنا  ستم آموزگار کیا کہنا  تو ہے عفتا شکار کیا کہنا  چشمِ بیمار یا کیا کہنا  اب ہوئے شرمسار کیا کہنا  حیسی روزگار کیا کہنا  ای شب انتظار کیا کہنا  لب پہ ہے بار بار کیا کہنا  واہ شمشیر یا کیا کہنا  صبر پر خست یا کیا کہنا</p>

<p>بنگیا نامہ ایک دفتر شوق مین اگر کو کہن نبون تو اسے</p>	<p>پہر ہی ہے ختسار کیا کہن بول اوٹھے کو ہسار کیا کہن</p>
	<p>دم مین اوس کو سی نکلجی دم مین گئے سالک ہرزہ کار کیا کہن</p>
<p>کیا پوچتی ہو حال شب انتظار کا آہ زمانہ سوز کو مانع ہی یوں وہ شوخ ہی خود شکست سی نفرت اونہیں کمر شوق تم ہی یہ کہ میری دیکھتی ہیں نفس رقیب پر وہ بہانی لگی شکر تم ہی کہو کہ کیونکہ سہون طعنہ ہی غیر کہتا ہوں بر ملا یہ سنون کان کہو کیونکہ آئندہ کوئی کہ جھان دینے دشمن سی کہنی بیہ گیا ہی راز دل گو اتہ داعی شمعین سو شہر ہو چکے میری خموشی نہ کسی نے نظر نہ کی</p>	<p>وعدہ اور آپسی تغافل شعار کا گویا شیر یک ظلم مین ہی روزگار کا دل توڑنا پسند ہی امیدوار کا مجھ سی زیادہ اونکو ہی رنج انتظار کا آنسو کہین تہا ہی میری چشم زار کا یہ ہی ستم ہی کیا خاک بے شعار کا نامہ نہیں ہی آج میری ختسار کا پر کیا کریں کہ سامنی جلوہ ہی یار کا پہر پوچتی ہو حال میری مضطر کا کہنکا مگر ہنوز ہے انجام کار کا گویا چسراغ روز مہین رگزار کا</p>
<p>دکان می فروش یہ سالک پڑا رہا اچھا گزر گیا رمضان بادہ حار کا</p>	

بیوش و بخودانی طرح کونسا نہ تھا  
 محشر میں و سکودیکہ کی یون خلق ہی محو  
 تذبیر کیونکہ عقدہ تقدیر کہوتی  
 کیا تختب کو زندگالا لے راہ پر  
 تم غیر کہے ہو تو رہا کیا جہان میں  
 بیسی ہوی تہی ضبط کئے گریہ و آہ  
 کیون میری خواریون سی ہوں نگہی  
 کرتا نہیں ہی کیا دل بے دعا شہوت  
 فرہاد مر کے عشق کو دہتا لگا گیا  
 یوسف ہو تم تو میرے گرفتار ہو ہو

آج اوکلی نرم ناز میں کوی تہا نہ تھا  
 گویا کہ کوی طالب روز جزا نہ تھا  
 ناخن نہ تھا عدو کا وہ بند قبا نہ تھا  
 یون میکہ کہی مضیاں میں جھلا نہ تھا  
 گویا ہاری واسطے کچھ ہی بنا نہ تھا  
 تم آگئے و گریہاں کچھ ہسا نہ تھا  
 گھٹنا میرا جو باعث نشو و نما نہ تھا  
 کیونکر کہوں کہ سا غریقی نہ تھا  
 کچھ خود کشی طبعاً مل فنا نہ تھا  
 وز کہیں گی لوگ کے دعویٰ حبا نہ تھا

سالک جنای یار کی ہر دم شکیان  
 بیصبر تری واسطے روز جزا تھا

تھا چین رات کو مجھی سمجھیا تھا  
 گویا کہ ایک اشش چین کا تھا  
 واعظ فی آج قایل جف اقلم کیا  
 شوق جواب میں یونین قاصد خط  
 ابل کہاں کرم ہی کر دم تو قہر ہے

تجھ کو تو پاس عہد کا اپنی زرا تھا  
 دست خون سی کم مجھی دست دعا تھا  
 میں شکوہ سنج کارکنان قضا تھا  
 لکھا ہنوز ہمے کوی دعا تھا  
 وہ دن گئے کہ تجھ کو جفا کا کلا تھا

<p>ہم حشر میں چلی گئی جو فسطح غم کہانی کی رہی نہیں جب تو مر گئے کیون غیر کے کہی یہ گئی خبر ہی نہیں جو قنہ آسمان سی گرا جمیہ اگر</p>	<p>گو یا یہ قنہ ادسکا اوٹھایا ہوا تھا گو یا کہ یہ تھا یہ زرق مقدر سوا تھا مین شکوہ سی کہی نہواں نہ تھا جو تیر اس کمان سی چوٹا خطا تھا</p>
<p>مسالک یہ قدرت او کو ہی یا بظلم وہ رنج دیتے ہیں جواز میں ملا تھا</p>	
<p>تو راسی بت بے مہر بھی پڑی جھاکا چوڑا نہ گران جان محبت فی تیری م رکتی ہیں یہ بت شرم کی پردیغین ہی پہلوئی چپ میں تو بچہ کیوں نہواں پہوون میں بسالاقی ہی من م سی کیا لا ای اثر شوق اوسی یون میری لکڑ آجائگی بیان موت سحر موتی ہی ہوئے ادس بت کی برابر نہ سونگنا سونگنا سر پیٹے یا جب تیری کوچہ میں نہنچا کیا روز کہ فرقت میں نہ بنجائی تیرے گ</p>	<p>دنیا میں کوئی اور ہی بندہ ہی خدا کا سوار بہر خون میں پر تیر نفسا کا الہام کی رکھتا ہی صفت لفظ حیا کا کیا عشق میں شکوہ دل اندو فر کا دیکھا نہ کسی تار ہی دامان صبا کا دروازی ہی سی ہاتھ میں ہونہ ببا کا پائنگے شب غم میں ہم وقت دعا کا زاد بھی کچھ خبر ہے مے نام خدا کا قدموں کی عوض ہاتھ چلا رہا کا کیا شب کی درازی میں نور زخرا کا</p>
<p>پوچھو جو زمین کی تو کبھی عرش کی مسالک</p>	



دیکھا تو عجب نگہ ہی اوس مرد خدا کا

<p>پروہ اہی اوٹھہ جای اگر غیر خدا کا          بخشین تیری عاشق جو اثر آہ رسا کا          جل جای اگر او سکی ضعیف و نئی فغان سے          بڑھتے نہیں اس آہ میں جان دی کی اگر عمر          سوتی ہوئی چونکے نہ کہی راہ عدم کے          ہی ایک ضیاء دیدہ توحید نگین          اندوہ علاقہ سی چٹے عشق میں سے          بھولیں جو تیری راہ تو پہر کون بتائے          تعلیم ہی خاص ایک ہی دن کے منتظر</p>	<p>ہر سمت پاشور ہو موسیٰ صدق کا          موسیٰ کے لہی اور سہارا ہو عصا کا          شہپر ہو قوی اور ہی مرغان ہوا کا          کیوں زندہ جاوید لقب ہی شہدا کا          گو چار طرف شور ہی آواز درا کا          ہوتا نہیں یہ آئینہ محتاج جلا کا          اس دردنی بخشا ہی اثر ہکو دوا کا          یہاں نقش قدم تک ہی نہیں اٹھا کا          کیوں موسیٰ عمران کو ہو دیدار خدا کا</p>
---	---

سہا لک بھی تعلیم ہو لام والف ہی  
 ہوں قاعدہ آموز دبستان فنا کا

<p>آوارہ ہوں اوس وادی پر خوف خطر کا          دم بہرین بگارا مجھ دشمن کو بنایا          دشمن کی شب مسل ہی اور اپنی شب بھر          ناچار ہوا وادی محشر کو روانہ          کچھ ضعف ہی کچھ سرین خیال اب تک ہی</p>	<p>ہی ڈرسی نہاں جبین نشان راگنڈ کا          ایک شعبدہ ہی فلک شعبدہ گر کا          منظور بھی شام سی ہوناسی سحر کا          جنت نہ کو پایا نہیں شہد میری گھر کا          دشواری بالین سی اوٹھانا بھی سر کا</p>
---	--

	گہلری ہوی تیز چلتی ہو سمالک ہم سے بھی تو فرما وارادہ ہی کدہرکا	
تم کیون خضابوئی تھین منڈ کیا کہا وہ کہتی ہین کتاب تھی یا مدعا کہا دنیا میں جب سنا نہ کسی فی میر کہا باد سموم کو بہی شمال و صبا کہا میں فی شب فراق کو رو جب نہ کہا		خوبان ظلم دوست کو میں فی برا کہا ہم کہتی ہین کہا نیگا سمجھے کیا کہا فریاد کیا سنی گا میری خشر میں کوئی وہ سوختہ جگر ہون کہ جسے تمام عمر کیا کیا سزا ملی ہی بھی وصل کی غرض
	سما لک کے کچھ حواس مہکائی ہوئی کراچ نبدہ کو بندہ اور خندہ کو خدا کہا	
آپ میں ہی اگر آیا تو بہ مشکل آیا ثرہ شوق شہادت کہ وہ قاتل آیا کان میں آئی یہ آواز کہ ساحل آیا کہہ رہا ہوں کہ وہ پھر کر کی منزل آیا		تیری آئینکی ہو پھر کیا بھی امید کہ میں آج بانہا میں ڈرسی نہیں جانا کوئی غرق دریای محبت ہوئی جب گشتی عمر دیکھنا مجھ کو کہ وہاں تک نہیں پہنچا تھا
	دشت قیس ہی ہی تو مقرر سما لک چین لیٹے کو پس پردہ مجھ مل آیا	
آپ کہتی ہین عنم ایام کا دفتر کہلا ورنہ دروازہ قفس کا رہ گیا اگر کہلا		کیا کہا ہی میں فی حال دل جو ہو کر بیخ بہی کیا نا توانی مانع پر واز ہے

روزن درختی جهان کا اگیا دشمن نظر دیکھتی ہی پرکھیں چاک گریبان کی بہا	حال اوست بت کا کہلا بہتیر کیا تہر کہلا پہر نصیحت پر تیرا موندہ انھی نصیحت کہلا
اوس سی اور بوسہ کی خواہش انہی حدی تھا کہ وہ اگر دی تھی سا لک تیری موندہ کہلا	
یہی عہد وفا سے پھر جاتا گاہ مالہ سنا گھر فتنہ یاد	دل ہمارا تیر سی زبان نہوا راز جو سینہ میں مخفان نہوا
ڈر گیا کچھ حسد اسی جو سا لک عازم کو چہ بہتان نہوا	
کیا میں اظہار مدعا کرتا میرا فسانہ لوگ سنتی ہیں خوگر جو رہوں تم ہی میں	دلہ ٹوٹتی ہاتھ اگر دعا کرتا ایک تو ہی نہیں سنا کرتا لطف کرتے تو میں کلا کرتا
عشق اور ان تہوں ہی میں انہی حق میں نہیں بہلا کرتا	
غضب پیر اور لطف غبار ہوئی سخی خوش سب لک	زمانہ ادھر کا ادھر ہوگا کہروال اشکونین ہوگا
ہماری گر سے کس جا بہا نہیں دیا مخافہ دگر یہ کا اٹھنا ہی لک	سپہر چشمہ طوفان ہے اور زمین دیا نہاں یہیں کرہ نار ہے یہیں دیا

وہ دن کیے وہ وقت کیا وہ محل گیا	اب کیون تم اوٹھائیں زمانہ بدل گیا
جرم ہی سی بھی پر مغان شاد کیا	لاکھ میخانہ سی ایک شہر کو آباد کیا

### ردیف الباس

اس قدر سیلاب گریہ فی کیا می گھر خراب	دشت کیا ہی دشت لغت ہے اور دن خراب
میں کہاں صیاد کیا دام کیشی سی مگر	تو کرکلی طاقت پرواز بال و پر خراب
گام زن دلکی ہدایت پر ہوا ہون عشقین	اس طریق صعب میں ہی ہی ملائے خراب
ہی سوا اونی نگاہ ناز اوکئی نقہ ساز	سیل ختر خعلی گردش سی ہی بڑ بکھ خراب
تیرگی بخش دل روشن کہ ورت غم کی	میری آئینہ کو کرتی ہی یہ خاکستر خراب
دشت دل فی نہ دم لہنی دیا ایچا بھ	پہر رہا ہون چار سوئی عرصہ مخمر خراب
رتبہ اسکا ساغر گیتی ناماسی کم نہ تھا	مضطرب ہے کہ ہوا لیکن دل مضطرب خراب
منزل مقصود تک پہنچا نہ کوئی عشقین	مجھ سی پہلی ہو چکی اس راہ میں اکثر خراب
یار و دشمن میں الہی دید کا سی واسطہ	صورت زخم جگر ہو شگاف در خراب

سما لک بیمار کا اب معالج طبیعی

حال میں فی اوس پوچھا تھا کہا انتر خراب

یون جان فی کہ جسکی بنی تان ہی اب	مرنا ہما نام کا تیری نشان ہی اب
انپی تم کشی کا بھی امتحان ہی اب	درکار ایک دریا آسمان ہی اب
الفتمین کیا تغیر احوال ہو گیا	جو پہلی بات تھی وہ بونہر فغان ہی اب

طالب نہیں سچا اوج کا قسی ختمی نہیں مین لاغیرین طعن عدو کب اوٹھا سکا افلاک کو غبار پس کاروان کہوں سینہ جوم راز سے اپنا اوبل گیا کہو یا وہ دور دور کا جانا تو صفت و اما ندگی یہ میری کسینی نظر کی دیرو و حرم میں جاکوئی جہاں نہیں افشای راز خبرم انا تھی سدا ہوا	منطوق تجھی بعد مجھی آسمان ہی اب ہلکی سی بات دوست کے دلیران ہی اب خلق خدا عدم کی طرف کوروان ہی اب دل سی بھی جو چپاٹن منہ عیسیٰ ہی اب آج تیرنا فضا آسمان ہی اب ہمراہ ایک گرد پس کاروان ہی اب عالم اوسکا معصفت آستان ہی اب اس خوف سی ہی بندہ ہارن ہی اب
---	---

شمشیر ہاتھ میں لئی پرتی ہن آورده  
ہر ایک سی پوچتی ہن کہ سالاکھان ہی اب

اب کیا کریں وہ خط کا میری سچکر جواب ہم کہہ کی عا ہوی محو جال دوست ہو مضطرب شوق کو تسکین اونی کیا مین اور سرنگون رہوں یوں تنہا مین حاجت نہیں سی مگو حجاب و قفا کی کچھ عرض دعا کی خسرا بی پوچھتے حاضر جوابیوں کا نہ کچھ اونکی حال تو	یہاں زندگی سی چکی اسی نامہ بر جواب اب کیا نہیں دیا ہی ہوا دنی اگر جواب جو شام کے سوال کا دی تا سحر جواب قاصد گرا چکا ہے سر رہ گذر جواب یہاں دیکھی سی پہلی ہی اپنی نظر جواب کہتی ہن دینگے غیر سی ہم پوچھکر جواب مین فی کیا سوال کہ پایا او ہر جواب
--	---

مضمون خط یار نو چہ کہ شد م وہ کوچہ اور بہشت بہلا کیونکہ ہو سکے آئین گئے یا نہ آئین کی دو حرف ہیں کیونکہ عرض چاہی ہوئی گرم مقدر نامے ہی کہنچی آہ ہی کی لاری ہی کہ	دروازہ ہی پہ پہنیک نامہ بر جواب آدم کی وقت کا یہ پرانا سا گہر جواب قاصد کو دی چکونہ کہین مختصر جواب دیتی ہیں آدمی کو زرا دیکھا کہ جواب تیری ستم کا ہونہ سکا فتنہ گر جواب
--	--

قاصد کے ٹکری کر چکی مسالک نکلتا ہے  
اب راہ کسی نامہ کہا نکلا کہ ہر جواب

جی اس جو پرین ناتوان کب وہ اسے چوپہ ہو کر محسوس بان کب کیا شکوہ یہ دہو کا کہا کے افسوس اوسکی چال میں آئی قیامت جو ہوتا جذبہ کامل اسے زلیخا وہ آئین غمیر ہی کو لیکے لیکن کروند سی نہ تم اغیار پر لطیف تماشا ہی جہان میں دیکھتا کیا جسی دیتے ہیں دنیا کی فریضہ ستم سے تیری ظالم سرنگون ہیں	مجھ ہی طاقت بقدر امتحان کب پہرا میرے موافق آسمان کب کہ دشمن سی ہوئی وہ سرگران کب ابھی لایا ہوں میں لپے فغان کب تو منزل پر تھہرتا کاروان کب مجھ ہی آتی ہے مرگ ناگہان کب ہوا ہی پسینہ چھپر محسوس بان کب تہمتا ہوا اکٹھہ سی شک روان کب اوسی دیتی ہیں عمر جاودان کب گراسر پر سہارے آسمان کب
---	--

<p>کہلا دشمن پہ کونکر حال میسر وہ محشر میں نین گے کیا کیسی</p>	<p>وہ شے آئی میری دہستان کب بہر نے دنگی اذ کو شو خان کب</p>
<p>کہ تو تر شوق سے سننے کا افسار کہ سالک ہی ہوا غم کا بیان کب</p>	
<p>لیکی اور جانکی طاقت گزنائی غیب گر خزان کو فصل گل میں پہ بجائی غیب بیوفائی رنگ گل کی سب نظر آجائی خانہ صیادی کو پہونکتی ایک آہ میں حاملان عرش تک پہنچا خزان ایک کھٹو زندگی کیونکر ہو یہ صیاد کی شہی نہیں گر حصول لذت الفت کی رکھے آرزو وہ چمن میں بزم آرا ہوں تو دیکھوں طرح اشیانہ کی بنانی سی چمن میں فائدہ</p>	<p>غل سی گہر صیاد کا سر پر اوٹھائی غیب خاک کوں پختی شمن میں پہ سائی غیب خاک پای یار کا سرمہ لگائی غیب قید ہوتی گر قفس میں ہم بجائی غیب آسمان کی پار گندی ناہن بجائی غیب ایک فشار گوری گویا رات بجائی غیب پہول تربت پر میری اگر چہ بجائی غیب شمع پر پروانہ بجائی گل پہ بجائی غیب پہلی دل میں باغ خان کی گہر بجائی غیب</p>
<p>بس کہ اس شہاب سی نفرت ہی بد آگبر کو سالک اب کب تک جھکے جاؤں گا غیب</p>	
<p>ہی عمر بھر قفس میں تیری بجائی غیب اوس شہک گل کو روز جو دیکھ آئی غیب</p>	<p>سوار گر چمن سی خزان بجائی غیب فصل خزان سی کچہ ہی نگہ سرائی غیب</p>

<p>موج ہمای سلسلہ پای غنڈیہ آفت میں گہر گہای سر پای عیند سجھی ہی جہین کیا بھی سجھای عیند پوری ہوئی نہ کوی تمنای غنڈیہ</p>	<p>کینچا ہی سوی باغ نسیم بہار نے صیاد ہشیان کی تلی آسمان پر برق ہی گفتگو ثبات جہان میں چمن تو کیا فی باغبان کو موت نہ صیاد کو جہل</p>
<p>یہاں مفلسی میں گہر گہای سسالا گنج غم گل عاشق جو گل کی ہی تواد ہر ای غنڈیہ</p>	
<p>پانی کی بدلی پتی میں ای بخر شراب ساقی ہی کون جام کہان او کہ ہر شراب جہین سی ایک سجہ داماں تر شراب دینی شبے صالی نہ ہی ہر شراب آیا ہی پکی تو کہین ای نامہ بر شراب لایا نہ زخم دھونیکو پیر حارہ گر شراب</p>	<p>واعظ علیکی غلہ میں کب ہر شراب آدمین او سکی مست ہوئی کچھ نہ ہون اوس قلزم گناہ میں ڈوبا ہوا ہون میں مستی میں او کو لوگ گئی لو اور غیر کی اتوار وصل اور وہ مست غرور ناز میں ایک بار اکٹہ چرا کر جو پیگیا</p>
<p>سسالاک ملی جو بزم میں او سکی تو نصف ہے ور نہ پیا ہی کرتے ہیں ہم اپنی گھر شراب</p>	
<p>بس زبان سیر سی نہ کہلائی آپ سیری سہ کی نہ قسم کہائی آپ پانوا پنی ہی نہ پہیلائی آپ</p>	<p>کچھ بھی لکے نہ کہوائی آپ دوش پر اور نہ بھاری ہو جائے بزم ناز او سکی ہی امی حضرت دل</p>



غیر کے شکوی نہ پوچھو شربِ صل لوگ جائیگے تمہارا عاشق	پہلی مرد سے نہ اوکھڑائی آپ میں اگر آون تو سفر مائی آپ
کچھ پتا میرا ستا دیجیگا ساتھ میرے نہ کوئی چھ اوٹے	کچھ خبر گیری اگر پائی آپ نجلو محفل سے نہ اٹھوائی آپ
جائے جائے کہیں بغیر کی لہر	کاش رستے ہی میں ملجائی آپ

ایک دم اوسکو بہلا کر سالک  
جی کسی طرح تو بھلائی آپ

کیون رشکِ حور کنی سی آہنی خوابیں آپ سنتی ہیں سطر حسی بیان مجھی غیب رکا	بندی اگر زمین تو جیکے خدا ہیں آپ گویا کہ اوسکی نام ہی ناہشنا ہیں آپ
آراشیوں کے جیلہ سی فرصت نہیں ہی یہ جو عشق اور ہر ایک صبحِ ہفتہ سینہ	یہ وہ بلا ہی زلف کہ خود بے بلا ہیں آپ کشتی شکستہ حضرت دلی خاہریں آپ
تائیر میری گرمی شوقِ نہان کی ہی کہتی ہیں کس ادا سی وہ آئندہ دیکھ کر	خود وصل میں جو کہو تبتی بند قبا ہیں آپ شہرتِ جہان میں بجلی ہی نامِ خلد ہیں آپ

سالک چلی ہو کوچہِ سفاک کی طرف  
کیا زندگی سے اپنی نہایتِ خوابیں آپ

سن لیں جو کہیں میری نغان آپ مسجد سی ہی پاس میسکہ شیخ	شرمندہ ہو مجھی آسمان آپ بہکی ہوئی جاتی ہیں کہاں آپ
---	---

کر لیجے پہلے کچھ بیان آپ  
گردش میں نہیں ہی سماں آپ  
ہم ہی ہے دین میں کچھ زبان آپ

ہی روز جزا میں پریش جو  
گردش ہی میری نہ کوئی غلو  
یہ شوق بیان دعا ہے

اس ضعف میں وہاں کا غم سماں  
دیکھو وہ گلی کہاں کہاں آپ

وہ دل نصیب میں کہ کہوں رو بروی دوست  
کیونکہ ارم سی دی کوئی تشبیہ کوئی دوست  
ای رہران باد حیات جو دوست  
پہر لعل کاش دل مجھ کو دوست  
یہاں ل سی بزم و عین تہی گفتگو دوست  
میری طرح شام میں کتنی تہی دوست  
میں کیا کروں بدلتی ہی دم دم منجھی دوست  
پہر تہی ہی دلمیں اور بھی آرزوی دوست  
لیکن خراب ہو گئی طبع نکوئی دوست  
سو عاشق اور ایک لے ل کینہ جو دوست

یار ہی جس قدر کہ بھی آرزوی دوست  
ہی ایک پیراغ سا کاشا نہ تہی  
مجھ پہ پاشکستہ کو ہی نہانا ضرور ہے  
پہر جان لیگی غیرت ہم بڑی قریب  
کافر ہوں گر سناسو کہ واعظی کیا کہا  
محتاج پرہیز ہوئی یعقوب کیلئے  
اسی چارہ گردنہ ڈر میری تغیر حال سے  
گر صبر جاچکا ہی تو طاقت ہی جاچکی  
مگر آئے کچھ رقیب کا بنکر خوشامدی  
سبکے جا جدا ہیں حکایات جو رطلیم

صدا و شہر و دیر و حرم ایک کر دینے  
سماں ہی اب ہی حوصلہ جستجوئی دوست

یادی داغی بجی بھی استان کی دست	کر چکا تیرے خلد بسین کوی دست
میری قسمت میں ہی ہاں اطمینان چاہا	میری پیشانی پہ لکھا ہی نشان کوی دست
ہی جو مخلق سی بیرون درانا محال	تنگ آجائیں کیونکر ساکنان کوی دست
خاک اور اتا جا دلکا بجو جنون عشق ہے	خوف کیا اندھا نہیں گرا سپان کوی دست
ای صبا صد مہ سی پائی مور کی جو عین	رگیا ہوں وہ عبادنا تو ان کوی دست
جا بجائی نقش سجدہ کا زمین پر آشکار	سر کی بل چلتی ہیں رستہ ہر لون کوی دست
یہ زمین ہوگی نہ ایسا آسمان قاصدوں	کیا تاون اور میں تجھ کو نشان کوی دست

فروش میری قاصدوں کی سر میں ہاں سما لگام  
خاک پر چلتی ہیں ہاں سالکان کوی دست

دہو ٹک لانا تیرا در تمام رات	دکھانا میں فی دوش سی بستر تمام رات
ایک جان رگھی ہی ہماری باطن	وہ بھی رہی سی آج بونہر تمام رات
ہم جہن خوش تھی اگ لگی پر خبر تھی	وہ شعلہ رو عدو کی رہا گھر تمام رات
تکو تو وعدہ کر کے نہ انا ہی ایک ہا	وہ کیا کری گزرتی ہو چہر تمام رات
تاون کو جستجو نہو طفلان شہر کو	دشت میں ایک جا کئی تو تمام رات
غالم نو چہ مجھے شب تیرا کا	گذری سی روز مرگ سی بدر تمام رات

کہتے ہیں دیکھنا کیسی لک پہر گیا  
آجی سی بانگ نادر برابر تمام رات

آنسو بہای جبرین ای چشم تر بہت  
 احسان میں تیغ ناز کی چمچہ تہ بہت  
 میں دل میں در دوسرت و دران جدا  
 گہل نہ چارہ گر سہری تغیر حال سے  
 ہو گی شب فراق شب روز حسرت کیا  
 اب غیر کی خیال میں جانا سمجھ کے تم  
 آنا ہی دو کہینج نہ امی آہ آپ کو  
 رکھنا سمجھ کے دل میں ہمارے کویا  
 چپ چپ کے میری رو کی صبح خبریں  
 دیکھا تیری غضب سی تغیر نہ غیر کو  
 کہا دایک کو چہ جانان ہوا تو کیا  
 تو رنج اوٹھای کیوں پی کین میری واسط  
 عیش شب مصال دم صبح مٹ گیا  
 تیغ نگاہ کا وہ بھروسہ نین ہا  
 اگر تیری فراق میں خود رفتہ ہی رہے  
 بہت ہی مہنی رنج نفس کو سمجھ لیا

تو فی مای خاکین گنج گہ بہت  
 گڑھی ہوا جگر تو ملی ہیں جگر بہت  
 اس ایک گہر کی مہنی بنای ہیں گہ بہت  
 اندھ نے دیاسی دوا میں اثر بہت  
 سکو دعا کا شوق ہی وقت سحر بہت  
 جانی لگی ہے دور ہماری نظر بہت  
 تجھ سے تو بات میں ہی حد کی اثر بہت  
 ٹوٹی ہوئی پڑی ہیں یہاں شتر بہت  
 ہنستے رہی دو آج بھی دیکھ سکو بہت  
 تیرا نگاہ کا ہے ہمیں پراثر بہت  
 ہمو بہری بہری نظراتی ہیں گہ بہت  
 دشمن میں تجھی امی فلک کینہ و بہت  
 ہی عمر بہر کی عیش کو غم لمحہ بہر بہت  
 شمسیرا تو رکھتے ہو زیب گہ بہت  
 تہوڑی دنوں میں مہنی اوٹھای سفر بہت  
 ہر سو پڑی ہوئی ہیں نچی ہاں و پر بہت

پہلی حسرت میں سی لکھنا گئی ہیں پہل

	پہراندنوں میں جاتے ہیں سالک دہشت	
کیا ہو کر کہے نہوا استمان درست اب ترک شیوہ ستم ای سہان درست		وہاں فکر جو رہوش نہیں اپنی بیان دست افغان عرش میں میری لب پر ہنچ چکی
	سالک جو کوئی عشق میں مجھو برا کہے گتھا ہون موند کو اور یہ گتھا ہون ہاں دست	
تو غیر کی تھی روتا رہا وہ ساری رات یکسنی کی تیری کو چہ میں شکیباری رت		سنی جو وصل میں سحران کی بیکراری رات دہوان فراری اوٹھنا ہی تھکے جانو کی
کچھ آج کی نہیں ہی یہی عمر بھر کی چوٹ آتی ہوئی نظر نہیں آتی نظر کی چوٹ لگتی ہی بات باتیں دلہن کی چوٹ		اچھی ہوئی ہی اور نہوگی جگر کی چوٹ کچھ دل کی مضطرب سی ہوتی ہی اگلی گفتاریار سی کوئی عبادی عرس ہے
	سالک نہ کہے یوں تو اوسے روگ میں مگر ابکی بڑی طرح سی ہی اوہری جگر کی چوٹ	
پیدا کیا بھی کو جہان آفرین عبث تکو صد کی کہنی پر آیا یقین عبث		مخلوق کوئی خیر جہان میں نہیں عبث میں اور کثرت ستم و جور کا کلا
	مسالک کچھ اونچے زور ہی کر دے ہو بجا میں صورت بنای بیٹھے ہو اندو گین عبث	

مچکویون خاک میں ملانے کا ہا میں اور بھیہ پریشانی آنکھ سے کیوں لہو ٹپکتا ہے کیوں میرا ہو گیا ہے یہ احوال	گردش چشم سہ ما س باعث کیا ہی اسی کا کل دوتا باعث دل میں کچھ درد سا ہی کیا باعث تو ہی بے مہر کچھ تبا باعث
--	---

میری تخریب کچے لئے سالک  
ہو گئے ہیں ہزار ہا باعث

ساتی کی دلیں لطف کی گر کچھ ہی موج دریا کی دم کی ساتھ لگی ہی بقای موج یون جوش پر ہی بحر معاصی تو کی عجب ہم شناسی بحر محبت ہوئی تو ہیں غافل سہرا بگاہ جان سی کنارہ کر یہ بحر عشق ہے تو نہنگ بلا بہت گرد و غبار کو جائیں تیری ناتوان بحر بحر فاسی پار ہو کی کشتی حیات تنبہ دی چکی تیری چین چین سی ہم دیکھیں ڈوبی کشتی امید کس جگہ	می کا ہر لگنٹ نہ کیا دکھای موج پانی پر ستوار ہی کتنی مہربانی موج ہر ایک تار دامن ترین دکھای موج گرداب کی طرحی نہ چکر میں آئی موج جنش میں ہر گڑھی ہی لب بے صد موج گرداب ہی نکل کی ہوں کیا آشنای موج خس کی طرح کنارہ ہی پر پھینک جا موج گسترہ سطح آپ پہ ہیں جاہای موج ڈر ہی کوئی غضب کی نہ بجلی گرای موج ہمراہ ہی کنارہ ہی سی ناخدا ی موج
---	--

جس جارا دین بیٹکے سالک فاق میں

صحرایی ہو تو او زمین سمندر کی آبی موج

<p>طوفان ہی جو نرن جویہ چشم تر سی آج یہ تازہ رشک کسا ہی لارین بجز عدد قسمت کا آب و دانہ ہی صیاد تیری تہا فرمای شہر کیونکہ بیان ہونگی یہ ستم یہ نور ہر ترگی شب سے کم نہیں کہا خدا الکی کہ مقیمان کو ی دوست</p>	<p>منہی تو باتہ دہوئی دیوار درسی آج شاید ملی ہن وہ میری پیغام بر سی آج ہن اوڑگی ہی طاقت پرواز بر سی آج ہوئی نہیں ہیات ہی ایمان شیر درسی آج گذرا ہی کسا بلوہ الہی نظری آج نکلا ہی موند چپای عدد کسکی گہر سی آج</p>
---	---

اس ہی تو بقراری نہ دایہی خوب تہی  
مسالک نبی ہی جان پہ در دجگر سی آج

<p>لب پر فغان شور شور آفرن ہے آج کہا لک لب پر لگئی کیون جوش یا س سے کیون غیر کو بلاقی ہو کیون ہی یہ اتہام رزقارین سپہر کی سرعت ہی شام سی</p>	<p>آجا کہ ضبط راز کی طاقت نہیں ہی آج کیا جامی تنگ سینہ میں مان خیرن ہی آج زیاد کچھ نہی تو ہماری نہیں ہی آج ای دل دہ اپنی وعدہ پر امن یقین ہے آج</p>
--	---

صحرائی ایک گوشہ میں تہک کر رہا ہی ٹہیہ  
مسالک ہرزہ گرد ہی خلوت گزین ہی آج

<p>نقد جان تک ہی دون بھائی قدح نظر ساقی کو جانستہ ہوں او</p>	<p>ایک ہی گر کو ی پلاسے قدح ہوں طلبگار چم بھائی قدح</p>
--	---

<p>درد رکست اہول میں دعای قنوج یون ہی سر میں بہری اہو اسی قنوج ہاتھ سہی او سکی چوٹ جایی قنوج</p>	<p>ترک مے کر چکا و لے اب بہی قنوج مے ہو جس طرح لبریز کاش سہری ہی خاک ہو چہرہ</p>
<p>جہین آجای ایک خم سالاک ایسی وسعت کہاں سی لاسے قنوج</p>	
<p>یہ ضعف سی ہوی تیری بیمار کی طرح جانا ہی بجاکو ہی کہیں اغیار کی طرح پہلو میں ٹہیہ جاو دل زار کی طرح جانا کہ سب ہی کو چہ دلدار کی طرح ہم گر پڑینگے سایہ دیوار کی طرح ہم نشہ میں ہی چلتی ہیں ہشیار کی طرح</p>	<p>بستری ایک جان ہوتا ر کی طرح جھپٹ گمان شکوہ بیدا کس لئے اوسہی نہ نرم میں کوئی فتنہ جو ایک دم رضوان ارم میں جی ہی پہ پہلی تو کیا علان اسی رشک آفتاب چہا اچو تو فی موہنہ دشت میں پانو پڑتی ہیں اوس کے چہرے</p>
<p>سالاک گزار نے نفس چنہ ہجر میں آسان نہیں ہے مردن دشوار کی طرح</p>	
<p>ہر ہر قدم پہ کرتی ہیں عاشق ناروح اب کسکی نظر ہے شب انتظار روح عاشق کی جسم زار میں رہتی ہی نواروح پیکر میں میری پونگتی تہی چند بار روح</p>	<p>وہ چال ہی رہی ہی صدا گر عالم کی کب آتی ہیں وہ لب پہ ٹہرنی سی فایہ بیزار بات بات میں ہونا جہان سے عاشق نبل کے حق فی بھی ایک بیان ہی</p>



<p>آج تو مونہہ ہوتیرا دوزن دیوار کے رخ خود رکھوں شوق شہادت میں دہار کے رخ وہ سہرام چلی آئی ہن بازار کے رخ کہ میری یاد سی آتری درو دیوار کے رخ پہر گیا قبر میں مونہہ کوچہ دلدار کے رخ</p>	دل	<p>آئی ہن حسرت دیدار میں کشش سی ہم پٹ پڑی قاتل سفاک کی توار تو کیا کوئی میلانین کیوں جمع نہ ملتی لیکن سیل گریہ سی مٹی گہر کی نشان کچھ ہے مر گئے پرکشش عشق فی چوڑا نہ ہین</p>
روایف وال		
<p>رومن گئے اہل جہان سیری بعد کیا کریں دوست بیان سیری بعد نہ کوئی مکان میرے بعد دوتوں شور و فغان سیری بعد</p>		<p>قہقہے جائیں گے کہاں میری بعد کس کو معلوم نہیں عاشق تھا میرے نالوں نے زمین کو اولٹا دہر میں اتنا پہرا تھا کہ رہا</p>
<p>وعدہ بھیاں آئیکا اونکو سالک یاد آ جائیگا گھان میری بعد</p>		
<p>کیا دیکھئے گذرتی ہی روزِ جزا کے بعد شورِ عظیم نالہ اہل عسرا کے بعد</p>		<p>اب انتظارِ روزِ جزا ہی فنا کے بعد کیا اے فحش پر وہ میری جو پیا ہوا</p>
<p>اصحاب اسی طرح سی ہن سالک پس از نبی جیسے نبی کا رتبہ عالی خدا کے بعد</p>		
<p>آپ ہی مونہہ سی نظر میری تیری تو ہو کر</p>		<p>یہ صفتِ تعجب نئی ہو گئی بد خو ہو کر</p>

<p>             راست گفتار بنی آپ سخن گو ہو کر              اگنی ہی تیری گفتار میں جادو ہو کر              کہ دکھانی نہیں صورت بھی ہو ہو کر              لگیا شوق سلیمان اوسی بازو ہو کر              گرستان میں وہ ہمیں چرخ خواجه ہو کر              تو پریشان نہو مائل گیسو ہو کر              کہ سلامت رہی سر رونق زانو ہو کر              شانہ اوس لطف سی نظر سر ہو ہو کر              رنگ ہی چہرہ گل سی آوڑی ہو ہو کر              تیغ کو کاٹ ملا صورت ابرو ہو کر              خشر کی روزی وہ چٹ گئی بڑھو ہو کر              عشق فی کام لیا قوت بازو ہو کر           </p>	<p>             حال کہتا ہوں وہ طہری کیتی میں              پہلی جوابات ہی اعجاز و کرمت شہور              قمری رحم بھی جگر افکاروں پر              جانور کیونکہ بہلا نامہ رسانی کرتا              ہم وفا دار ہیں کرتی میں شکایت کوئی              بھوس کتی میں جمعیت خاطر اسکو              سراوٹھانکی تو کیا تاب غنیمت ہی ہی              دل صد چاک چسا ایک شکن سی کہی              لاف ہم پانگی عارض زمان ہی غلط              حسن صورت ہو اگر کچھ تو جی حسن سیرت              کہہ سکی کون کہ ہی بی سبب آزار ہی              حسرت اس ضعف پرانی ہی کج بھی ہو           </p>
--	--

کیون چلا آتا ہی ہر بات پر دنا سا لک  
 آج اوس کوچہ سی آیا ہے مگر تو ہو کر

<p>             کچھ قیامت نہیں بجای جو بریا ہو کر              دیکھتی ہیں ہمہ تن دید بنیا ہو کر              بیہ رہنا ہی ہمیں تو کہیں تہن ہو کر           </p>	<p>             تیری فحاشی کیا جانی رہے کیا ہو کر              وہ سراپا ہیں اگر حسن تو ہم ہی اونکو              منحصر تیری ہی در پر نہیں عالم ہی وسیع           </p>
--	--

ہمسی پوچھو تو کہیں نشان گہٹی جاتی ہی  
 غلم کا شوق ہی مرنے نیند تیں جھکو  
 ہمت امی پر مغان تشنہ لبی کو میری  
 وہاں ہی امید شہادت کہ دم بچ جہاں  
 چرخ ہر حال میں کرتا ہی مجھی کو پامال  
 خلق کو میرے نکلنے کی خوشی سی کیا کیا  
 وصل کی رات ہی اور ہم سحر ہی لہن  
 ظاہر طور میں آغاز محبت میں برسے  
 بیگنہ کش ہیں اور بی سبب آزار فلک  
 اجر بیداری صد سالہ قیامت میں اگر  
 میری نالی تیری دل میں اثر کرتی

غیر سے رابطہ بڑھائی کوئی تمسا ہو کر  
 طول آزار کو دیتے ہیں میسا ہو کر  
 جی چھرا نا کہیں سائل سی نہ دریا ہو کر  
 لب سی تکبیر ہی سنبھلے دم عیسیٰ ہو کر  
 ہی وہ کج باز کہ چلتا نہیں سید ہا ہو کر  
 میں رہا کو چہ جانان میں تمنا ہو کر  
 عیش بھی تھکو ملائی غم فردا ہو کر  
 یوں تو جو کچھ ہی قسمت میں رہیگا ہو کر  
 کیا کر گیا کوئی اس دور میں پید ہو کر  
 نیندا سگی مجھی خواب نہ لینا ہو کر  
 لب پاتی میں تیری شکوہ بجا ہو کر

کس کو دل تیری ہو کیا کرتی ہو دیکھو سالک

ہم نادان ہی جاتی ہو دانا ہو کر

مٹی ہی چشم عبرت صفحہ خوار و زبون کر  
 جلا دل سوز غم لہری رہنور شکوہ نہیں سہی  
 شب عشرت وہ میر طہرشی شاکر جفا کرنا  
 ہو جاتی ہی کچھ صورت دگر گون بنتی ہی

نظر آجی زیر خاک جانان سرنگون کر  
 مگر حیرت شرمگان نکل آئی ہی خون ہو کر  
 وہ چپ چپ مٹینا اونکا بھیج کر سرنگون کر  
 تمہارا ذکر آتا ہی میری آگے فسون ہو کر

پوچھو جی کچھ باب میری بھاری یہ کہتا ہوں کہ حال انسی کو لگا میری گم کردہ رہی ہر قدم پر آشکارا نہیں ہیں یہ بھاری کو کھن فتنی نکلتی ہیں	وہ مٹی میں نعل میں غیر کی صبر و سکون کو دم اٹھارے پر رہی جاتا ہی فزون ہو کر جی ہر جادہ پیش آیا یا مان خون ہو کر فلک سے سنگ میں نہان ہوا مٹیوں کو
---	---

نزد کو حضرت مسالک اور کچھ جانی  
سنبھل جائیں گی آخر آپ ہی خوار و زبون کو

ہی درو دیار زندان ہی میری پیدا ہوا او کو گلشت گلستان کو صحرایان آدمی کیا خاک میں بھی رہی آجاتا ہی دیکھنی میں آئے کی مجھ کو بھی کو شیریک جتنی اچھی ہیں شکایت منہ ہی تری ہیں ہم تو ایک شے ہی عالم کو میں بگیتی ہوتے ہم گریبان چاک کرتی تری ہیں فصلیں	کیا چمن میں گئی ای بلبل شید ابھار ایک طرح کا رنگ تھی ہی جا ہر جا ہار پرنہ بدلا حال نامح کیا خزان اور کیا ہوا کیا فراتا ہی مگر دیکھ کر تنہا ہوا دست تاراج خزان کا کرتی ہی شکوا ہوا تو فی ہی رنگ ثبات دیکھ دیکھا ہوا کون وحشی ہیں کہ جنبی ہو گئی رسوا ہوا
--	---

خیر مسالک گزر جای شب و عدہ کہیں  
اس نہ انکی سحر او کو دکھاؤ لگا بھار

نور چلتا ہی جی سی ناتوان دزار پر پاسبان ہم سا اگر ہوستان یار پر	تو کر لگا کیا ستم ای آسمان اغیار پر دھوپ کا انا ہی مشکل ہو در دیوار پر
--	---

جب بنایا ہی نہیں تو فی تو یار کب طرح حال نرم یار سنکر یہاں ہوا میں مضطرب	مہر خاموشی لگا دی ہی دہان یار پر یا الہی کیا بنی ہوگی دہان حضار پر
کھل کیا تھا حضرت سمالک نے خرقہ رہن می آج میخانہ میں ایک ساغر سپا دستار پر	
کیا کہتی کیوں ستم میں ہوا آسمان شیر کہا تا ہی کون آتی ہوئی بجکواس جگہ بس چپ ہوئی کوئی کب تک برا بھلا محزون کی سمت ناقہ لیلے کو ہانک دو کیا موندہ عدد کا ہی جو کری محبتی شکرے بات	ہو تا ہی بس غریب پہ سارا جہان شیر امی موت آدمی ہوں نہ میں ناتوان شیر کیوں ہو گئی ہی آپ کی مچھر زبان شیر بیہا نہیں ہی اوسط ف امی ساربان شیر تسنی ہی کر رکھا ہی اسی میری جان شیر
شودان شنگہ عدل سی ظالم شکار ہیں سمالک کہو بڑ ہی ستم کی دکان شیر	
نالان نہیں کچھیری ستم پر ہر داغ پر ایک زخم آیا لواہل جہان نوید فرحت کیسی ہی صدا حبیب آجا	ایسی ہی بنی ہی اپنی دم پر قاتل کا یہ سکھ ہی دم پر مانل ہی دل اپنا اخذ غم پر نار کا لگان کرین وہ ہم پر
سمالک سی کیا تسنی دلت یہاں او رہی جیتی ہیں کم پر	

دیکھہ لیتے ہن جو دروازہ کی اکثر باہر نامہ برسانی آیا نہ میری مجلس سے کوی قاتل کی زمین پانو پکرتی ہے نامہ اس قاتل پہر کو میرا دی ہے تو سی آہام پہ تافتہ دو بالا بوجا	تو مجھ ملی تہ سی کہدیتی ہن باہر باہر دیگیا خط میری دربان کو در پر باہر خون گرفتہ کوی جاتا ہنن اگر باہر گہری ہوانپی اگر کوئی کہو تر باہر ہی قیامت سی قیامت یہ سر پر باہر
---	---

سالمک اور توبہ می کیا سی جو گہری شاہ  
توڑ کر ہنک دیے شیشہ و ساغر باہر

خون میں نشہ گردی ہی میری آہاری ظاہر معیبت ہی اگر ضیاء کو جسی ہوئی آفت پس مردن ہماری قبری سعلہ نکلے مین حدوث خسر سی نصاب کی پید ہی روز یہ نوحہ سی جو دوپ مین روشن نظر آنا	کہ سو خوارین مین مراکتار سی ظاہر صدی خوش ہو یارب میری شکار ظاہر ہوا یہ کثرت مرغان آتش خواہی ظاہر یہ فتنہ روز ہو تاہی تیری فدا سی ظاہر تمہارا جہان گناہی روزن دیار سی ظاہر
--	---

نشان سنگہای کودکان سر پر نہیں سالک  
گل زخم خون ہی گوشہ دستار سے ظاہر

پیری ہوئی ہی کیسی نظر الہی خیر شب صال کی آہی سحر الہی خیر بتوں کی شہری نہ ہو کہو بخت ملی	اجل اشارہ کی ہی منظر الہی خیر عیور جہاڑ کے مٹی ہی پرنی خیر کئی ہی کہتی ہوئی عمر الہی خیر
--	--

اے دنیا میں رہا میں تیری عقبی جی صبر	سچ کہا ہی کیسی فی کہ ہی بنیابی صبر
برق تیار کہوں یا اسی سیاب کہوں	دل تیری قسمت سی ملا ہی بھی اچھا ہی صبر

وصل میں شوق سی اور ہجر میں غم سی تیار  
ہمیں سالک کہ تو ہر حال میں دیکھا ہی صبر

انکار وصل غیر میں جلت ہی آشکار	اس جھوٹ ہی تمہاری صلقت ہی آشکار
واغٹ میگی خاک میں جب مل چکیگی ہم	ادنا یہ ایک خوبی جلت ہی آشکار
صدی اوٹھائی وقت جانان میں تقدیر	ق چہرہ سی رنج بات سی حسرت سی آشکار
گر وحی کوئی کیسی ہو کہتا ہوں شکر سی	یوں موندنا کی جس سی شکایت ہی آشکار

سالک خاک میں رہی تو چہی رہے  
منعم کے ہر خایہ سی دولت ہے آشکار

وہ بہانہ جو سسک نہ لکھی جواب ہرگز	میری خط کو آسانی نہ کہو کتاب ہرگز
نہیں فرق عشق و غم میں یہ ہیں ذوا یکصوت	تیری شونیون سی جان کم نہیں اضطراب ہرگز
یہ ہی تیغ اور گلا ہی ہیں زہر ہی دہرا	کہیں نامہ بر تو آئے وہ ذی حجاب ہرگز
غم ختم کیا ہو جگہ غم زندگی بڑا ہے	کہ عذاب وعدہ حق نہ عذاب ہرگز
میری امتحان کو یار بے تنہم نہ کر رہی ہوں	جو دعائیں مانگتا ہوں نہون متجاہد ہرگز
بھی خاک میں ملا ناؤ نہیں ایک پہل سا	نہ سر عنایت او کو نہ سر عتاب ہرگز

میری تیرہ روزی اوین نہیں روختہ شرم	نظر آئی گمانہ واعظ بھی آفتاب ہرگز
اونہیں محسوس ہی یہ نفرت کہ اگر نہ نہیں سنا	تو عدد کی بزم میں ہی نہ پین شراب ہرگز
تیر چال فی شاگردہ بنای ایک صوت	کہ جہان کو اپنے لگا کوئی انقلاب ہرگز
کوئی ایسی جانی جا کر کہو سطح پہرے	نہیں نامہ بر کو خود ہی طلب جاب ہرگز
نہو حسرت ای زینجا تیرا خواب سنکی افزون	جو نہ آئی خواب میں تو نہ آئی خواب ہرگز
کوئی بزم یا مکان ہو مجھ سے کیا جانتا	میری سنی ہیرون تم کہ نہیں حجاب ہرگز

شب غم کئی ہی سالک سے صبح روز محشر  
مگر آج ہی نہ نکلی کہو آفتاب ہرگز

جی سچ جان سچ ندل فی جبکہ عزیز	سب سے سوا ہی صل تیرا فتنہ گر عزیز
اُسی خبر جو دیکھی تو جانتگی اپنے جان	اتو برابر اپنے ہوا نامہ بر عزیز
یجا من اپنی بی ہنرون پاس التجا	رکھتی ہیں لوگ اسلمی کسب ہنر عزیز
رہنی ندی جو حشت دل ہی تو کیا کرد	وہ کون ہی کہ جسکو نہیں اپنا گھر عزیز

سالک شب صال میں نفرت ہی بقدر  
اوس سے زیادہ ہی شب فرقت سحر عزیز

ختم لڑ بائیں سر بازار یہ ہی باک ہنوز	شرم میں رہتی ہیں اودہ نہیں پاک ہنوز
ملکی ہی خاک میں اندیشہ ہی اکیلا ہرگا	پہلی ہی ڈھنگ سے گرد نہیں افسانہ ہنوز



مل ملکی رزیکو گیا اجا صبا جمل کی پاس  
 چمن چمن کی جلوی حسن کی باہر نکل آئی  
 نظارہ جان بخش سی آزار کو دنیا میں مل  
 ہی ل تو او کی بزم میں چلی یہ حیلہ خوب سے  
 یہ رونق من نہیں اشک نہ پہنچے قتل  
 ہر گام پر دشت ہلا پر قدم میدان شہر  
 اب قنہ اوٹھا ہی کوئی اب بچن تم ہی  
 تخریب کے دون کیا ہوئی لو او رہی نیست ہی  
 گدزین گریبان کو اگر ثابت رہی دو چار  
 ہین ناخن تیر ہی دقت بڑھائی کی نہی  
 ہکو دکھلا سپے در ہی دیگی جان آج  
 ہوئی عمل نشین ملتو سی کچھ آگے روان  
 تہنا نہ او سکو چوڑتی گر چین تبا کچھ ہی  
 پہنچی تہ بحر فاج کشتی عسر روان  
 فاقی تہر تپا چوڑ کر دشمن کو ایما سیر کا  
 جاتی ہی آہ نارسا کر مرخ کی جائز تو کیا  
 وصل تانگی غیری تم اور سنا لک التجا

جانا ہی دنیا سی بھی جاتا ہوں بھائی کی پاس  
 بیٹھی ہی یوں ہی اگر تم پڑھو حاصل کی پاس  
 رخ سی تھا بٹھی ہوئی بیٹھی ہوں سب کی پاس  
 کھڑکی تھی کلام کیا آئی ہن اپنی دل کی پاس  
 بچہ تھی قتل کا محضری خود قاتل کی پاس  
 جانا بہت دشواری منزل تو کیا منزل کی پاس  
 بیٹھی تھوم جا کر کہاں اغیار ناقابل کی پاس  
 ہر آہ تار بن گئی جا کر تہ کامل کی پاس  
 جا بیٹھا ہوں آپ ہی میں با صبح جاہل کی پاس  
 پسندو کی صورت بگئی ہر عقد مشکل کی پاس  
 بتائی اب تم کہہ غلام تیری محفل کی پاس  
 جذبے ل مجھن مگر تمنہا نہیں محفل کی پاس  
 اللہ تجھی ملگتی ایک وڑل دم دل کی پاس  
 آیا زبان موج پر لو آگئے ساحل کی پاس  
 اسی کاش ہوتا زہری کہا ہوا سہل کی پاس  
 جلی فی کر کر کیا ایک کشت بچا کل کی پاس  
 حسرت بڑھائی ہی اگر سائل گیا سائل کی پاس

<p>دو افغان ہی سانا قفس  اور مجس منو بیا قفس  جان میاد جگر جان قفس  مین سمجھا نہیں بیا قفس  اب خدا ہی لگا ہا قفس  طالع بد ہی پھا قفس  کسپہ ٹوٹا ہی آسا قفس</p>		<p>مین ہوا زینت مکان قفس  لو اسیرو کر و بیان چین  ضعف سی مین نظر نہیں آتا  تو سمجھا نہیں میری صیاد  اگنی لب تک آہ آتش با  نہیں آتی خبر رمانی کی  کسکی فریاد فی سلا می مین</p>
	<p>مسالک انی سی ہو کے ہوگا  فائدہ اپنا اور زمان قفس</p>	
<p>او کونو فلک فی کر کے علامت کہ بس  ہوتا ہی خود بخود یہ ملر دم خفا کہ بس  بولا قلم ہی کاتب تقدیر کا کہ بس  جیتے رہی تو جینی مین یہ غم سہا کہ بس  بول اوٹھیں ایکبار تو ارض سہا کہ بس  کچھ ہونٹ ہی ملی تھی وہ کہنی لگا کہ بس</p>		<p>عالم شمش کشی مین یہ میرا ہوا کہ بس  بیشی ہو ہی مین کیا وہ کنار رقیب مین  لکھتا خرابیاں میری قسمت مین او ہر  ہم مر گئی تو حسرت وصل تباں رہے  اسٹ ہے ابکی روئی یوں ناکہ کھتے  بیٹھی تھی اوس سی کہنی کو ہم جا جانی ہجر</p>
	<p>اتک ہے ہی ہوش میری ٹھکانی نہیں ہے  مسالکک حال بات کہ ہا سنا کہ بس</p>	

<p>کیجی بیان خاک تیرے روبرو ہوس          کیونکر ساگئی ہن دل تنگ میں خدا          اس جستجو میں ایک نہ خراب ہی          اوس بزم کی ہون در دشوین کی چین سے          اسی اکٹھہ کو رہو جو بتوں پر کبھی شے</p>	<p>نکلی ہی کسکی تجھ ہی محبہ لاکینہ جو ہوس          ارمان حسرت آزا مید آرزو ہوس          کرنا نہ وصل یار کی ہرگز عدو ہوس          مینا امید جام تمنا سب ہو ہوس          ایدل دو نیم ہو جو رکھی انکی تو ہوس</p>
	<p>دیکھا شب کسکی بزم میں سالک کی یابی          کہوتی ہی آدمی کی ضرور آبرو ہوس</p>
<p>قیمت دل کو نوچو کہ کچھ کیا کوتسی          بادہ نوشی کو ملے طرف سفالین چھپے          بند کس واسطے آواز ہوے ماتم کی          یوں تو بیاک بجا سنے ڈھرو زوان          دیکھ کر انی سی بد ترکو تسے ہو جاے</p>	<p>دل سی لینی کا نہ کیجی جو خریدار کی پاس          بنتی ہی مسجد نو خانہ خمار کے پاس          کہیں آسپی ہن وہ میری غرا دار پاس          گہر بنایتی ہن ہم خانہ غبار کے پاس          ہم شفا پاتی ہن اگر تیری بیمار کے پاس</p>
	<p>اشنا ہی سر دشت زدہ میرا سالک          جتنی تیر میں شری دامن کہسار کی پاس</p>
<p>میں فرستے جان ہن غش سی دھجی کچھ بقیہ بیا          نہ دشت امین میں ذکر اسکا نہ طور ہی بڑھ چکا          تصور اولکھا ہی جگہ فرم شیکو تسکین چین          دیکھو</p>	<p>مگر کچھ تہی نہیں ابھی تک تم اپنا جلوہ حجاب عار          نہو نظر میں تیرا جلوہ تو ہر کو در خطا عار          ہو ہی ہن وقات سیرا نکل تباہ کا کل خط عار</p>

خوشی کی کثرت اگر ہو تو بکلی کٹھنیں اُٹھیں بیدار گئے مگر نہ تو دیکھو کہ لاکھ پڑ گئی ہیں حال ابھی میری جگر و نگاری قریب سنکار و نہیں نظر فرما جان ہی جلوہ نما، احساں سب ہوگا یہ نام بکا قمر کہا ہی تھیں ہی سی ایک داغ لیکھا کین ابھی شب بے ای تمام ہو نہ کو اگلی ہے ہو می جالِ نبون کی شہرت کا و نہی جھٹکے ہو چھایا	زیادہ یہ نہ تکیا اپنی حد نہ تھری عارضیں ابھی نقابِ ہما وہ کو میں مٹی ہی غیرت جاب عارض وہ مصلحت ہے سمجھ کے تھن کہا نیکو اتاب عارض اُدھما و عارض سے تم چہرہ دا تو گھٹنگی تا عارض سمجھو دیکھو بھرہ ہا ہی فلک اسی کو جواب عارض نمود صبح خبر ہو شاید کہ میں دیکھا ہی خواب عارض بنای لگ نکستہ میر بہت و نہی نقاب عارض
---	---

نہ پوچھو ہم سی کہ کی سب سے سیاہ روزی کا اپنی مسالک  
چمکے ہا ہی بہت دنوں سی عذہ وہ آفتاب عارض

پند کا نامع ہی اور میں دردِ الفت کا میر ہی ازل آورد یہ آزار اپنے عشق کا بعد میری سکے اگے روی جا کر پند گو محض اغیار میں جاتی ہو جاؤر شک کیا	اسن مانہ میں ہی ہر ایک اپنی عادت کا میر چارہ گرد کیا ہا ہی کوئی اتنی مدت کا میر ہو گیا پچارہ آخر ترک عادت کا میر ایک پروانہ ہی وہاں سوزِ محبت کا میر
--	---

عیش ہو یا رنج ہو ہر رنگ میں غم و شون  
شکر کا عاذ نہ میں مسالک شکایت کا میر

بجہ ناتوان پہ چشمِ میں وہمِ فغان غلط سب آنکھ بند کر کے عدم کو پہنچ گئے	میں گفتگو کی تاب کہوں یہ گمان غلط کرتا نہیں یہ راہ کہی کار وہاں غلط
---	--

دھوکے سے پہنچا ہی سوئی بخد قسین	کرتا ہی یہاں کی راہ ہر کسار بان غلط
تم ہی وہی کہو تو کہیں سب بجا درست	میں ہی وہی کہوں تو کہی ایکجہاں غلط
نا بوجھم ہی کی فقط ایک مثال دو	تا سمجھو تم نہ شکوہ سوز نھان غلط
بندی کے حقین آپ ہی طہین کچھ کرین	سیر نجوم و گردش مفت اسماں غلط
کرمی سی اسکی حسن کی کسا بگر جلا	تبیہ مہر و روی نکوی ستان غلط
کیسی اسیر خواہش سنل کوئی ہوا	دینی شال کا کل عنبر فشان غلط
سچ ہی کہ آدمی کو غرض آدمی سی ہی	وا غط بیان و لکشتہ حور جنان غلط

کہکر تمام سالک عنکین کا اجبرا	
مینی کھسا غلط ہے تو بولی کہ ہاں غلط	
تقہ پاتا ہے چین بھیاں رکھر	رہتی ہے میری گہر بلا محفوظ
سالک آفت ہی عشق اویون تو	
ہر بلا سے رکھے خدا محفوظ	
دصل میں تھا لطف گر تھا لحاظ	کہو دیا اسے نشہ صہب الحاظ
لیتے لیتے نام دشمن رکھتے	رہ گیا ہے اتو بس تنہا لحاظ
دہر میں پھیلین سیری رسوایان	
سالک اب نہ راوین کسا لحاظ	
اوس شعلہ رو کی سامنی جوت شمع	جھکے گئے نہ اکٹہ ہی آنسو بہا ہی شمع

<p>وہ اگیا ہی بزم میں یا ہو گئی ہی صبح          اوسکا خیال ہی مجھی شمع و چراغ ہی          شبہا ہی تار جھرمین ہونڈوں سحر کو میں          دلکا بنجار روکے نہ ہرگز نکل سکے          اوسکی فروغ حسن سے اتنی ہی بی خود          فرماؤ اپنی عارض روشن کا کچھ علاج          اس گرمی سخن سے جلاتا ہی جی فقط</p>	<p>کیون کم ہوئی ہی بار خدایا ضیائی شمع          حاجت نہیں مزار پہ کوئی جلای شمع          کہہ دو کہ آفتاب کی کوئی دکھائی شمع          آشکوں سی کیونکہ تش دلکو بجای شمع          پروانہ گر چراغ سی دہونڈی بنای شمع          مانا شب صال نہ کوئی جلای شمع          خاموش اگر نہ نہ آرام پاسے شمع</p>
---	---

سما لک جو ستار دی پروانہ پر اسے  
 اوسپر شمار بزم میں ہونیکا اسے شمع

<p>انصاف کی ہی مرگ سی اسی قندہ گر طمع          انعام کی ہی مجھی عبت بخیر طمع          چند ہی رہیں جو مالہ ہی نارسایان          زاہد فی خواب میں کہیں یکساں ہی طمع          دونو جہان ملتی ہیں ادنی عوض مگر          کر لی فلک سی عشق قضا لگای جبا          میں فی کہا کہ نیم نگہ دل کا مول ہے          دشمن ہو در میان تو نہیں وصل قبول</p>	<p>پوچھیں نہ پوچھیں حشر میں ہکو مگر طمع          رکھتا ہی اور زخم کی تیرا جگر طمع          بنجا ملکی ہماری اسید اثر طمع          اہل خرد تو کرتی ہیں کچھ بیکر طمع          اقد بڑ گئی ہی سیری کستہ طمع          لیکن رکھی نہ وصل تباکی بشر طمع          ہنسکر کہا خدا سے درواستہ طمع          میں اور تجھو ہی فلک کینہ و طمع</p>
---	--

مسالک کا نام بی نقطہ اور وہ بی نقطہ  
گیرے نہ اوسکو کیونکہ رہے بشیر طمع

<p>کبت تک غم فراق میں انسان اوسکا داغ کہو یا برنگی کو میری سرسی پاؤں تک مانا کہ میں ہی حشر میں کوثر کو پی گیا پہچ جای جان آتش بے زینہاری غلی ہر ہون آہ شعلہ نشان سی کو کیا علاج پہا ہا دہرون جو مرہم کا فور کا کہی فی نالہ فی فغان ہی نہ فریاد ہی نہ آہ میں فی شب فراق میں تاری گئی تمام غفلت کدہ سی اپنی ہو باہر کسی طرح تجسسی نہ ایک مہر ہی ایچنچ چپ سکا</p>	<p>نعمت تو کہ نہیں ہی کہ ہر روز کھا داغ کیا تھیک اگئی میری تن پر بکا داغ پر کیونکہ جاگلی تمیش دیر پای داغ یار ب درون غیمہ ہو دو رخ بجای داغ مانا کہ جی کی جی ہی میں ہمنی چہ پای داغ اوسکو ہی پر سن ہی سمجھک جلائی داغ اب رہ گیا ہی سبکی عوض لب پہ پا داغ تجسسی ہی ایفلاکت سے منی میں آ داغ آشوب حشر کو کہیں رستہ دکھائی داغ ایسی ہزار سینہ میں ہمنی چہ پای داغ</p>
--	--

مسالک کہلی ہیں داغ جگر پر کچھ اس قدر  
پیدا ہوئے دیکھ کی دیکھ ہوا می داغ

<p>رخسار ہمارے قبر کا ہی جادو چرائی داغ درون سینہ بھی ہیں نہ بچہ سکین دیکھو گی صبح لیتی ہے کسٹور مقام</p>	<p>رکھائی داغ عشق فی دل میں نہان چرائی بجٹا نہیں جو ہوتہ دامن نہان چرائی پردانہ کو جلا کی ہی نازش کنان چرائی</p>
---	--

<p>بعد فنا محمد میں میسر کہاں چراغ باہر نکل پڑی ہی دہن سی زبان چراغ</p>	<p>اچھا ہی داغ دوری دنیا لگا رہے بھسا ہی تو بھی تفتہ درون گر نہیں کیوں</p>
<p>روشن بیان کمین میری اوستا دسا پائین مسالک اگر لئی پیرین اہل حسان چراغ</p>	
<p>آنکھ پہلی ہی پڑی کوچہ جانان کی طرف یہاں نظر پڑتی ہی ناصح کی گریبان کی طرف پاؤں پڑتی ہیں میری کوچہ جانان کی طرف کہتی ہیں سیر کو آئیگی وہ زندان کی طرف نظر آتی ہی گستاخ گریبان کی طرف صبح موند کر کی نہ سوئی شجہ انکی طرف</p>	<p>مین عدم سی جو چلا عالم امکان کی طرف وہ میری چاک گریبان کا ملاست گری گر چلون اور طرف جہین ارادہ کر کے قابل دید ابھی سی ہوئی وحشت انپی آسمان خاک میں شاید کہ ملا کر دیا ڈر گئی دیکھ کی گہر میری قنوت کا ہجوم</p>
<p>وہ چلی ہی گئے غبار کی جانب مسالک کون آتا ہے میری کلبہ حزان کی طرف</p>	
<p>ہی کب غبار سی دل خانہ خراب صاف قاصد اگر ملا بینن دہان سی جوابات کہدی نہ مجھ سی طاووز حسابات</p>	<p>آب سر شکیں کہ سوچشم پر آب صاف کیون بات موندہ سی صاف نکلے نہیں ہی مظلوم بگینہ کو کوئی پوچھتا بینن</p>
<p>اچون میں ایک عیب ہی مسالک ضرور ہے کہتا سی دیکھ دلخ رخ ماہتاب صاف</p>	



<p>دراز تخی نہوتی جو دستان فراق ہماری لب سی گیا ہستے ہستے ناکھل ہوی نہ اونسی میر کہی ہم آغوشی سنی کسی فی نہ زہار سن سکی کوئی</p>	<p>تام حشر کی دن کرتی ہم بیان فراق گئی توصل میں بھی عادت نہ فراق مٹانہ ولسی میری داغ جادوان فراق زبان پہلاون اگر سوزن نہ فراق</p>
<p>لب کشنائی شکایت کہی نہ ہوا لک کہ ہو گیا ہوں بہت کہہ کاروان فراق</p>	
<p>نہ تیرے رخصت او کو دیتی ستر تک و عایہ مانگ کر جاتا ہوں گھر سے وہ مشتاق اسیری ہوں کہ صیاد وہی ظالم گیا جو رہنڈر سے سنائیوں حال وصل غیر میں نے تہادت میں شہر یک او سکوی کر</p>	<p>جیاب کون نالے کے اثر تک نہ آون پہر کے یارب اپنی گھر تک ہلایا دام میں میں نے نہ پرتک ہجوم خلق تھا دشمن کے گھر تک جیا کیون باز گشت نامہ ترک چلی لیکر جو اس قافل کے در تک</p>
<p>یہی طول شب غم ہے تو سالک قیامت ہم پہ گزریگی سحر تک</p>	
<p>چہر کا سی ایک کان کا زخم نہ بہا تک پانی کے بدلی خاک پہ مجھ دفکار کے حسن یلح عارض جانان پہ خط کہاں</p>	<p>ہو جائیگا جہان میں ابو گران تک بر سائی کیا عجب سی اگر اسان تک رویدگی ذرا نہ نکلی جہان تک</p>

شکل ملیح دوست سالک خیانت  
گفتار سی نیکنو کہ ہو میری عیان نمک

ایک عمر سی ہی لب پر پیر ہائی دل کیا ایسی چیز ہی کہ کہیں ہم نہ جانی دل عرش عظیم جسکو سمجھتے تھے سو کہاں سب کچھ عیان ہی دیکھو نہ بارے ناچار صرف دیدہ خوب رہ گیا سینہ میں ایک کٹکتے ہی گواہ گھین آواز بیہ جای فوجبوز در شہم	کوئی اگر سنی تو کہوں ماجرای دل جای پر اسطرح کہ کسی پر نہ ای دل مانا کہ داغ دلو سمجھ لیں بجای دل و چونہ صورت جگر و ماجرای دل دلین جو غم مای تو برین سائی دل ای چشم جلد بار کہیں بہ بجای دل کرتی رہیں گی مٹی ہوئی ہائی دل
--	---

ہم اور اوسکو دیکھہ سکیں بزم غیر میں  
سالک ہی تو دیکھئی کیا کیا دکھائی دل

اوٹھہ کی درسی تیری کیونکر نہو جانا شکل جہی خودرقہ کو کیا لذت وصل جانا صبح ہی پہلی شب وصل یا دوسان گئے ہاتھ کیا چرخ ستم گار پہ اوٹھی میرا کہو دیا کرتی میں عشاق اسی طور سی چا کو تپہ یار ہی جنت ہی عدم ہی کیا ہی	ہم کو سی اور زمانہ میں تھکانا شکل وہ جو آئین ہی ہی آپ میں آنا شکل ساغری میں ہوا زہر ملا نا شکل ضعف دست دعا ہی ہی اوٹھانا شکل تمنے پروانیکے جلفانی کو جانا شکل اُدھی کو ہی مان جا کے پہرانا شکل
--	---

<p>کینو کہ منون ہون میں اپنی گراںجا نیکا پہلی ہی تیشہ یہ بولا تہا دم کو کہنی کس سیاہی سی خد جانی لکھا کرتی میں</p>	<p>او کو نظرون سی ہوا میرا گرا نا مشکل کو کہن صد مہ فرقت ہی اوٹھا مشکل خط تقدیر جین سی ہی مٹانا مشکل</p>
<p>کام سالک نکل آتھی و فنادا نون سے جان قیسے ہن جی مردم دانا مشکل</p>	
<p>مایوس نہ امید ہن کیا د عاسی ہم آسی نہ باز تا بہ قیامت وفا سی ہم ہی حسرت پیام تو رشک پیام ہی کاش ای سپہر سی ہی کتی تو سہلین ہی چارہ گر گولاف مداوی درد عشق کتی رقیب ہی کی طرح سی تو ہستے فروشا طو صل سی ڈر سی کہ مرغیائین</p>	<p>کتی ہن او کتی ہن کس اتجا سی ہم کیجی ستم کینگے نہ ہرگز خدا سی ہم خط دیکے سپہر سی ہن باد صبا سی ہم وہ خواہشین جو کتی ہن دین قیاسی ہم موبہ پر تو کچھ ہی کہنیں کتھی سی ہم عرض وصال کرتی ہن کیوں اتجا سی ہم ذکر غم فراق ہی چہرین بلا سی ہم</p>
<p>ہو جانی گروصال تباں کی دعا قبول ساری خدائی مانگ لین سالک نہ اسی ہم</p>	
<p>آخر تو لائین گی کوئی آفت فغان سی ہم ہن شوق میں دلیل قدم کی شناسی ہم تم آگئے تو ہوش کہاں بیزمان ہو کو</p>	<p>محبت تمام کرتی میں کج آسمان سی ہم آگے بڑی ہوی میں بھٹان سی ہم آج آپا پنی گہر میں میں کھڑے ایمان سی ہم</p>

<p>یہ جستجو ہی یار کی خود رستگی نہیں          کیا کیا حکایتیں نہیں دل میں بہر مٹتی          بی اختیار راز نہان او فسے کہیا          چپ چپ پری ہوی تھی اپنی نقاہ          یہاں بھی زمین پر نہ گئی پانوا یک جا          یہاں جسکی جستجو ہے وہ منزل ہی اور</p>	<p>کیا جانی گئی دور گئی جہان سی ہم          چپ ہو سی ہن کثرت عجیبان سی ہم          مجھو آپ ہو گئے اپنی زبان سی ہم          کچھ کچھ کہلی میں بیعت پر معان سی ہم          گردش میں کم رہی نہ کہی آسمان سی ہم          مٹی نہیں ہن جان کی خود کارون سی ہم</p>
---	--

سہالک خبر نہیں کہ پس از مرگ کس نبی

چوٹی ہن اپنی زعم میں سحر تہان سی ہم

<p>یون عیان تجھ کو دیکھتے ہیں ہم          نہیں وادید ماسوا درکار          غیر کی وہاں نظر نہیں جاتی          دیدنی کچھ نہیں زمانے میں          جان دینے پہ کیون نہ ہو راضے          یون کریں سیکو پائمال عدو          یون وہ گل گشت کو چلے آئیں          آج اپنا کہا سنا ہو معاف          آرزو گو کہ ایک حرف ہے تو</p>	<p>کہ کھنڈان تجھ کو دیکھتے ہیں ہم          بی نشان تجھ کو دیکھتے ہیں ہم          اب محبان تجھ کو دیکھتے ہیں ہم          جاودان تجھ کو دیکھتے ہیں ہم          جانسان تجھ کو دیکھتے ہیں ہم          آسمان تجھ کو دیکھتے ہیں ہم          گلستان تجھ کو دیکھتے ہیں ہم          ناگہان تجھ کو دیکھتے ہیں ہم          داستان تجھ کو دیکھتے ہیں ہم</p>
--	---

<p>نکیرین اب کلیم سے بھی کلام ہم اور غیار سے گلا تیرا اور کرنا ہے چرخ کو دشمن</p>	<p>مہربان تجھ کو دیکھتے ہیں ہم بدگمان تجھ کو دیکھتے ہیں ہم مہربان تجھ کو دیکھتے ہیں ہم</p>
<p>اوسکا انا یقین ہی کیا سالک بگمراں تجھ کو دیکھتے ہیں ہم</p>	
<p>رسم الفت سے نہیں آگاہ ہم سر جھکا کر بند کرتے ہیں آنکھ دشت الفت کو کئی بھی نہیں</p>	<p>ضبط کی جا کھینچتے ہیں آہ ہم ڈھونڈتے ہیں کس گلی کی راہ ہم</p>
<p>نام کو ہیں سالک گمراہ ہم</p>	
<p>حسن کی کس نشی سے پیدا نہیں عقل کو کاموں میں تیری دخل کیا ہیں تیری بیمار کتنے اہل ظن تو ہماری سہارے ہی ہر حال میں کب ہو میں آنکھیں تصور میں زند کس جگہ ملتے انہیں تیرے سراغ نور ذات کبریا ہر شے میں ہے ہم میں یوں گم گشتہ اوسکے راہ میں</p>	<p>واہ میں یوں آنکھیں کہ بینائی نہیں اپنی دانائی ہے دانائی نہیں لب پہ دعوائے مسحائی نہیں ہم کو خلوت میں ہے تنہائی نہیں کب تیری صورت نظر آئی نہیں دشت میں ہی سہرا پائی نہیں کس صفت میں جلوہ آرائی نہیں عبر ہر اپنی خبر پائے نہیں</p>

بند تہیں آنکھیں تو کچھ پرزدہ تھا	کہل گئی آنکھیں تو بینائی نہیں
چاہتے ہر موصے حمد کر دکھا	آدمی محتاج گویاے نہیں

قصہ سالک کب کیا توحین کا  
ہو کر اس رستے میں کب کہا تہی نہیں

یاد او سکی بزم کب آئے نہیں شور افغان بنکے لب پر آگیا چارہ گردنت شناس دردمون تہی شکیا تے علاج مضطرب کار گاہ بے ثبات دہر کیا ہوں نہ جب مختار اپنے فعل کے بیمبر ہے حال بد سیسری کون لائیکے شور افغان سے آج ہم قدر کیا نیزنگ قدرت کی ادسی	ایک جہان ہی کج تنھائی نہیں دل میں جس عزم فی جگہ پائی نہیں احتیاج چارہ فرما تے نہیں چارہ ریخ شکیا تے نہیں آفت جان تماشا تے نہیں پہر کسی پر جبرم خود راتے نہیں عشق میں کس سی شناسائی نہیں وہ قیامت جو کہو آئی نہیں آپ جو اپنا تماشا تے نہیں
---	---

ایک ہوتے ہم بے سالک ہرین  
پر کوئے تدبیرین آئے نہیں

دل مھجان سی اوٹھای بیٹی میں	سبکو دیکھے دکھاے بیٹی میں
چاک دامن یہ کہہ رہا ہے کہ ہم	دل کے ٹکرے اوڑاے بیٹی میں

<p>وہ سر بزمِ حال کیا چھین اب اجل کیونکہ آگے دیکھوں کرتے ہیں یوں دعا کہ ہم گویا اگر آتے ہیں وہ تو آنے دو اوسکے دل میں اثر کر اے گز اوسکے وعدہ کو جانتے ہیں ہم درمی وحشت زدوں کو خود نہ اٹھا اتبولب تک بھی آنا اے نالہ تم بھی کربا و پامال کہ ہم</p>	<p>میرے مطلب کو پائے بیٹی میں وہ عیادت کو آئے بیٹی میں ہاتھ اثر سے اٹھائے بیٹی میں ہم بھی انکین بچاے بیٹی میں غیر کیا کھڑے بناے بیٹی میں شام سے زیر کھائے بیٹی میں یہ کوئے ایک جاے بیٹی میں ہم تجھے آزماے بیٹی میں نقش ہستی مٹاے بیٹی میں</p>
---	---

کسکو دیکھ آئے حضرت سالک

آج کچھ موندہ بناے بیٹی میں

<p>میری گردشِ محبِ لامی جھان میں خوابی اپنی مضمحلے فغان میں کہ آنا ہے شفاہِ پاسبان میں رہا کیا اب تمہارے ناتوان میں اثر ہے یہ ہماری دستان میں دہرا کیا ہے حیاتِ جاوداں میں</p>	<p>گداری زندگی کو گئے تباہ میں ادھر بجلی ادھر خسِ شیان میں تیری کوچہ کی چھپرہ رہا ہے تنگ سرِ پا جان کی صورت ہے منہم سندو اچی طرح اور پھر زہورِ حم ازل سے تا اب ہے ایک ہی ناس</p>
--	--

دعا دینا نہ کچھ دن اور اسے صبر کہوں خوشی نہ تم سے پر کروں کیا دل قیاب سے دم ناک میں ہے	ستم آخر ہے اس کے امتحان میں زبان کو آپ جنش ہے دہان میں مجھ جانے دو بزم وستان میں
--	--

خدا پر کام اپنے چھوڑ سالک  
نرہ اندیشہ سود و نریان میں

اجاب عبادت کو میری آئی ہوئی ہیں ہم شبیہ میں یوں منتظر اس راہ گذر میں آنا ہے تو آ جاؤ کہ حیلہ نہوں آخر اسی غیر نہ جانا کہیں اس لطف پر اوٹے یوں پوچھی ہیں جال کہ سمجھ نہیں گویا ممکن نہیں وہ اکھنڈ دھنکار مجھے کہیں انکار ہم آغوش غیبار بجا ہے تائیدی افسردہ دلی کی کہ نئے زخم مب تھک کے تیری ہاں میں تو جھلا جا	پر حال کچھ ایسا ہی کہ گہری ہوئی ہیں گویا کہ اوی شیخ کی ہر امی ہوئی ہیں اب تک دل قیاب کو بہلائی ہوئی ہیں مدت سی اسی دھوکے میں ہم آئی ہیں ہم خوب بھتی ہیں کہ بھائی ہوئی ہیں یوں بزم میں شبیہ ہیں کہ شرمائی ہوئی ہیں گل میسر ہے ہی بستر پر تو کھلائی ہوئی ہیں ہر چند ناک سود میں مرجہائی ہوئی ہیں حوکہوی گئی ہیں وہ تجھی پائی ہوئی ہیں
--	---

زافو پی سبر شبیہ ہیں دروازہ پہ سالک  
کیا محفل جانان سی لکھوائی ہوئی ہیں

مرغ عشق ہوں کب تک اکیس جاؤں	دوا اثر نہیں کرتی دعا کئے جاؤں
-----------------------------	--------------------------------



ضد او کو اور ہو کیوں التجا کئی جاؤں  
 شبِ صال کا آتا ہی گریخاں کہی  
 قیامت آئی نہ جب تک تم سہیں نہ ہی  
 اودھروہ ناز کہ پوچھیں بات بھی نہ کر  
 شکلب تابے تو ان جھوکیں ہی ہن جوا  
 ہجوم نالہ و افغان سی لب و لہجہ  
 جوان تبوں سی خدا کی پیروی لکو  
 پہر نیچے دن تو غموشی ہی کار گر ہوگی  
 میری فسانیکو کافی اگر موز خرا  
 بلا سی کیوں نہ درازی شہبازی کو  
 اگر رقیب کے کہنی سی تم نہ دوازار  
 خدا کری کہ ہمہ جائیں یہ کنایہ وہ  
 سنی نہیں ہی مگر تم نے بیو فانی عمر  
 نقاب چہرہ سی شو کہیں کہ میں کتب  
 یہ کیا ضرور ہی ہو جای آج وصل پہا

عدو کی حق میں کھان تک بھلا کئی جاؤں  
 تو چاہتا گن سہی تذکرے کیے جاؤں  
 کہ میں فغان سی قیامت پاک کئی جاؤں  
 ادھر یہ عجب نہ کہ میں التجا کئی جاؤں  
 تہیں کہو کہ کہاں تک فاکئی جاؤں  
 یہ شکر تو نہیں جسکو ادا کئے جاؤں  
 تو دل میں ہی کہ خدا ہی خدا کئی جاؤں  
 اثر نہیں ہی تو پہر کیوں بگاڑ کئی جاؤں  
 بیان دا ورور حیرت کئے جاؤں  
 بیان قصہ زلف و تان کئی جاؤں  
 سپاس لذت جور و جفا کئی جاؤں  
 ابھی تو حسن برین کا گلا کئی جاؤں  
 تہیں کہو کہ کہاں تک وفا کئی جاؤں  
 شکایت نگہ نار سا کئے جاؤں  
 خدا کہی تو سنے گا دعا کئے جاؤں

کہیں سی زہر ہی لاد تو سالک جہاں  
 مریض عشق ہوں کب تک دعا کئے جاؤں

<p>وام دلی واسطی کہتی ہین دلبر ہاتھ          دیکھنا شوق شہادت میں اونی کھین          برق ہی سیما ہی ایک شعلہ جوالہ          چاہی انا تو چشم مست ساتی کا اثر          رنگ اصلی ہاتھ کارنگ خاں چا گیا          ہنی مانا بی سرو سامان ری ہم عمر ہر</p>	<p>یون تو موتی میں لکیریں ایک سی ہر ہاتھ          آپ سی کٹری پھرتی ہین خنجر ہاتھ میں          سچ تو ہی دلو ہمارے ہین وہ کیونکر ہاتھ          ہاتھ سی اوسکی لیا جاتی نہ ساغر ہاتھ          بھی وہ رنگ خاں ہر نہ دم ہر ہاتھ          تیری کیا اجا سکا چرخ مست مگر ہاتھ میں</p>
---	--

ساکت خست زدہ جنگل سی کیا پہر گیا

شہر کے ٹرکے ٹی پھرتی ہین تہر ہاتھ میں

<p>ترک کیفیت دنیا ہین منظور ہین          پوچھتے ہو کہ بھی غیر کے گھر دیکھا تھا          رخصت ایک دم کی پیران قفس کو صیاد          غیر سی کام ہی تخریب جہاں کیا کا          بدگمان مرگ سی ہی چادر حرمان طلب          چارہ گرا تو یہ حالت میری پہنچی ہی کرب          دیکھنا صبح شب وصل ہی ہی کیا ہٹی          پای جاتی ہین بری داغ جگر کی طوا          کیا کہوں حالت بیتابی امید جواب</p>	<p>ورنہ ایک دم میں پہنچی ہین عدم دور ہین          جان کی خوف سی کہتی ہین مجبور ہین          کہ اب آجاتی ہین انا تو چمن دور ہین          لوگ کیوں ڈرتی ہیں نہ ہی میر صبور ہین          ہوس خسلد ہین آرزوی حور ہین          وصل جانان ہی علاج دل موہ ہین          میں تو میں شمع کی بھی مونہہ پرندہ لور ہین          گرچہ اب تک یہی کہتی ہین کہ ناسور ہین          کوی جانان میں چلا جاؤں یہ قندور ہین</p>
---	--

ق

<p>کہی کہتا ہوں کہ قاصد کو کیا قتل آوے</p>	<p>کہی کہتا ہوں کہ ایسا کہیں ستورین</p>
<p>آج جاتی ہیں ہم اوس نرم میں سالک کہ جہان</p>	<p>رحم کا ذکر و ناکا کہیں مذکور نہیں</p>
<p>ہم ہی جو نالہ ای فلک کینہ جو کرین آجای دل مباد کسی ظلم دوست پر کب دیکھی نفس سی رہای نصیب ہو کچھ تو رہے ہو وہی اب ضعف و بکنا جس خاکیر کسی سی گری ہو کہیں شرب یہاں مثل گل ثبات ہی یکروزہ ہی نسیم ہمکو ستم کشی کی عوض میں بہشت ہی نہیں ہی خون نہ پسکی رقیون کی انکھ سے</p>	<p>تو ہی بنا کہ تیری کھان جستجو کرین پہلے ستم کشی کی فلک ہی سی جو کرین کیا آمد بھار کی ہم آرزو کرین گر خسر میں خدا کے بچے رو بڑ کرین وہ خاک صرف کوزہ و جام و ہو کرین باغ جہان میں کیا ہوں گاہ و ہو کرین کیونکر نہ شکر جو رجحانی عدد کرین زخم دل و جگر کی جو ہم گفتگو کرین</p>
<p>یادشت یادہ کو چہ ٹھکانے ہی ہیں دو</p>	<p>سسالک ہم اور تیری کھان جستجو کرین</p>
<p>ہوا ہوں جاوہ پیاجبے میں دشت لائین غضب کے پیشاری ان ہون کی چشم قیامین نہ آئی نیند ای شبہ مدہ مگر یارب سبکو دشی نہ بعد قتل ہی ہو ملی قاتل</p>	<p>کہ اسی مجنون نشان پانہ تھاتیرا بیا بان نظر آتی میں رخنی سیکنڈون کی دین دایان ہماری نیند لیکر سوئی او سکی پانوداتان کہ پاتے ہیں زیادہ بوجھ سری تیری حسان</p>

کہ سب میں اور پہر گویا نہیں کسی شہساز  
 رہی ہمراہ یوسف ہی زلیخا کیوں زندان  
 گریبان ہی نہیں ناصح کہ موند ڈالوں گریبان  
 نہک تیز اس قدر ہوگا کہ تیری نکمہ میں  
 گران پڑن سکتے دیر سبک میں چشم دربان  
 وہی باہری قدر بوی گل جوتی گلستان  
 تو کیا تہا پر نگین خاتم دست سلیمان  
 کسی جا خاک اڑا یکنو نہیں ملتی سیابان  
 کوئی رخ نہ جب تک الٹی چھوڑ خان  
 نہیں یہ حضرت یوسف گردا چاہ کنعان  
 خدا جانی بہاری کیا ہی اوس چشم قانع  
 کہ کیا کیا حسرتیں ہوتی ہیں کئی جانان

یہ حیرت چاگئی آتی ہی اوسکی اہل محفل  
 گناہ تمہیں مشوق چاہا ایک بہانہ تھا  
 جنون عشق ہی بجھو بھل کیا موند نہایت  
 میری شوراب گریہ کو چھڑکے فی خیم پر قافل  
 ہماری ناتوانی جامع خندا دے گویا  
 جواچی ہیں وطن ہی نہیں ملک تہی ہیں اچھے  
 نہیں تھا نقش کوئی نام گر عالم فریب آئین  
 سرسبز افشا یون فی جوش حشر کا فزا  
 بیان عارض دہار میں کہ بچیں آتا ہے  
 بلند اختر بخت زلیخا کی سمجھ اوسکو  
 عنایت ہی جو ہو کہ قندہ محشر ہی رہ جاے  
 بنائیں آدمی اس خاک سی جب حال ظاہر

میری ہمراہ وہ گل پرین ہی گریبان ساک  
 تو میں کیا خاک اڑا یتکی لٹی جاؤں گلستان

نہ تھیرے لاغری سی ہم کہیں چشم گہبان  
 چمن کیسا نہ بانہ ہوں ششیا نا باغ طویل  
 سدا جک تو ای تیغ قاتل اپنی دامن

ادھر پہنچی تیری درپردہ راہی شہساز  
 چہرہ اپنی یصل خزان فی جی گلستان  
 جہو صبح مشرکت لے کر دہ ہی وہ کشتہ

ملا کیا جذب الفت ملگسی گویا خضر کو  
 سہاوی بزم میں کیونکر تیرے عشاق کا مجمع  
 نہ دیکھا تیرا جلوہ ہی جو دنیا میں تو کیا دیکھا  
 اگر جذب لیا الفت یعقوب سی کم تھا  
 زبان پر آئی دل کی ہمدردی میں  
 ادھر روتی بھی دیکھا اودھر دشمن میں جانی  
 یہ عقدہ کھل گیا ہم پر کوئی حسرت نہ ٹھیکسی  
 شہاد لگا بھاد لگا یہ گریہ گہ کوئی دم نہ  
 ٹکرائے خرق عادت پر معان زابہ  
 تصور سانس کی رکنا ہی وہ تصویر کا عالم  
 بسیر کو مکر کردن طول شب وقت یہ کتنا ہے  
 قیامت کا بیان تو کر چکا ہم سن چکی غلط  
 تعب سے دعای مرگ یوں قبول ہو جای  
 جگہ جاتی ہی کیوں ساتھ گنہ کی گردن  
 اگر لی آون لب پر ہی تو بھی مدعی کیوں

کبھی جان میں پہنچ جاتی ہیں لیکن کوئی جان  
 زیادہ اوسے درپری جو کثرت ہی شہستان  
 رہا ایک کورما درنار گویا مشرقستان  
 کوئی میں گر کی یوسف کیوں اویں آگیا  
 پشیمان میں ہم اپنا نام لکھ کر اپنی یون  
 مگر ہی چشمہ حیران کا پانی چشم گریان میں  
 کہ ارمائی میں ہیں اور دل اوس لہر پر شا  
 ہم اوس کشتی میں بیٹھی ہیں جواب قی طبعی  
 تصرف ہی کہ یوں چلتا ہی سا غورم دنیا  
 کہ ایک صورت نظر قی ہی سیر چشم حیران  
 ازل سے تا ابد دو روز میں ایام حیران  
 بہت کیل سی کی کیل سی میں کوئی جان  
 مگر ہی آرزوی غیر شامل اپنی امان  
 دلی جاتی ہوتی تو آپ ہی کھلنے ہی جہان  
 نہان ہی اوری کچھ مازانی راز چھان

میں پہر زخم کان کی غم کو تازہ مرگ سا لگے  
 یہ دوسازنگی کا کیا ہی کیا رکھا ہی انسان میں

یون تو ناچر خاکسار یون میں اختر و آسمان و ناصع و غیر میری لوح مزار لرزان سے میری ہی زہد تو ریائی ہے جنش نبض سے لرزتا ہوں کوئی دم نالہ سے نہیں خالی	تیری دل میں ہوں وہ بخار ہوں میں کس کس آفت سے اب دوچار ہوں بعد مردن بھی بقیہ رہوں میں سجھے زہد گناہگار ہوں میں چارہ کر سقہ رنزار ہوں میں غم میں سبکا شیر کاٹ رہوں میں
---	---

صنف سے گو نظر نہیں آتا  
نالہ سے سالک آشکار ہوں میں

ای کائنات سیر کو تجربہ ساچمن کہاں میں ہی سید کلیم ہوں کیا پوچھتی تم وہاں ایک کیل برہمی روزگاری خود ز قلمی میں بادیہ سپاہ ہوں رکھتی تھی ایک پیٹری ل میں لاش کی دلو کسی شکن میں چپایا تو کیا ہوا آوارگان بادیہ جستجوئے یار منطور عرب حسن کا ہی امتحان آوے لیکریا خیال غیر نہ آؤ خیال میں	پر مجھ کو مہلت شرہ برہمزدن کہاں برق ستم کرا سکا چرخ کہن کہاں وہ انجمن آئین تو چھہ انجمن کہاں بھسی نہ پوچھتی کہ ہی بیت الحزن کہاں تیشہ کی زخم میں میز کو سلکن کہاں غلام چپکے زلف شکن شکن کہاں اب اس تلاش میں میں کہ ہی انہن کہاں یون بات پوچھا تا وہ بیدار فن کہاں دل میں سیر ہی سائیکل انجمن کہاں
--	---

<p>ہر داغ پر ہی داغ تو ہر زخم پر ہی زخم ہو رشک ہر کنار جی دشمن تو دل کچھ</p>	<p>تین تر داغ تازہ و زرخسہم کہیں کہاں آنا فشاں اور وہ نازک بے کہاں</p>
<p>لا لہ بھی داغ کہا کی خلتا ہی خاک سی مرقد میں چین سا لکھتے نین کفن کہاں</p>	
<p>تم جسے اچھا کہو لازم ہی میں اچھا کہوں جان ہی جای پرنسی اب جی کہنا کہوں شک وہ کب اپنی زبان سی ہو کہ ہو سکتا سر کا ہی انوکھی قدموں سی راجہ ران ہو باطن و فک وہ کہ ہر زم دل پہ درد نگاہ غور سی دیکھوں اگر اپنی جنون عشق کو راہ پر آیا نہ اس سی بھی مل بیرہ رو وسعت آباد دل مشتاق وصل یار کو امتحان تک دیکھنی بنتی ہی کیا کچھ چاہے پستی طلع نے اس عالم کو اب پہنچا دیا رحم کہا کردہ نہیں منتی کیلی بات کو مر گیا میں اور نہ کوئی اوکلی ہی شام فرق ہجر میں جس طور گزری یوں ہی گذری</p>	<p>غیر کی حق میں یہ کیا کہتے ہو سکو کیا کہوں میری کہنی کو بھی گنجائش نہ ہو ایسا کہوں میں زبان غیر سی ہی آپ کو بجا کہوں اپنی سجدے کا نشان یا اونچا نفس کہوں گفتگو میں ہی یہ تہہ تناکہ بی پروا کہوں محبوب سو داہی کہ پہر صحرار میں صحران کہوں داغ ہجران کو چہ سراغ راہ بانیا کہوں آرزو کا ایک جہان امید کی دنیا کہوں لطف میں جسکی ستم ہو پہر ستم کو کیا کہوں چاہی تھی تحت الشری کہ عالم بالا کہوں کیون کروں فریاد و ناری راہ کیوں کہوں عمر اپنی نیمہ و زعشت اعدا کہوں دی کو امر و زور و فراد کو پس فراد کہوں</p>

<p>ہوں مود ما سوا پر کب پری میری نظر غیر کو ساتھ اونکی گرد کیوں مین تنہا کہوں</p>	
<p>ہمچ ہوں سالک گئے ہوں وہ حقیقت شناس ذرہ کو محسوس درخشان قطرہ کو دریا کہوں</p>	
<p>کہ دل میں ٹال نہیں اور جگر میں خاک نہیں دم آج عاشق شوریدہ سیر میں خاک نہیں کہیں اورانی کو آتی نظر میں خاک نہیں کہ تاب طاقت پرواز پر میں خاک نہیں تیرے عقل سمجھنا سب بر میں خاک نہیں کہ فرق اب میری دیوار و در میں خاک نہیں</p>	<p>لہو زنگ میری حشمت ترین خاک نہیں تمہاری جی میں ہی باقی غبار کچا اب بھی ہماری گریہ نئی دشت کی آبرو کو بھی قفص کو کیونکہ نہ دارالامان کہوں اپنا عدو کی سامنی کیا خط کا مانگتا تھا جوا شکاف ڈالنی میں سیلاب گے یہ نئی ہاتک</p>
<p>اور اتمی خاک یہاں تک جنون الفت میں کہ لوگ تیری ہیں سالک کے گھر میں خاک نہیں</p>	
<p>خوش ہوں وہ فیون میں کتاب ہی انکار نہیں تجہ عاشق تو تیرا سایہ دیوار نہیں جیسی بیزار ہوں کچھ دوسری تو بیزار نہیں مرض الموت سی بھبت کو می آزار نہیں خایہ غمیرہ تماشا گاہ بازار نہیں یہ دریا رہے اور طاقت فنا نہیں</p>	<p>طلب وصل پہ کہتے ہو تبکار نہیں خاک پر میری طرحی جو چڑا رہتا ہے کیونکہ نہ لون نہ بھی بیجائیں اگر وہ مجھ کو اس زمانہ میں تو مگر کبھی غنیمت ہی نہ جاتا کر کی آریش حسن آپ چلی کیونکہ بیباک سو گئی پانوی بھی کیا تیری طرحی انجی نہ جاتا</p>



تجہ سی دشمن کی ہی گردش پہ مار ڈیٹے	ہاں فلک صبح شب ہجر کے آثار نہیں
کچھ خریداری ہی زیب ہی ای جائیں	جنس تنغا سبب گرتی بازار نہیں
یہاں وفا ترک ہو وہاں ظلم کیونکر دان	مجھ کو سہل نہیں کیا اور نہیں شواہد نہیں
میں تو معراج بھبتا ہوں پہنچا لیکن	وہاں چلا ہوں کہ فرشتے کو جہان بار نہیں

گرفتار میں کوئی دو نو جہان ہی سہا لک  
تو کون رہتے ہی دیے مجھے بھی دکلا نہیں

فی گرد سامنی نہ جرس کی صد کہیں	میں کاروان سی دور کہیں کار کہیں
تہوڑی سی رگیتی ہی میری عمر جہر میں	ای صبر چہ روز ندین داغ کہیں
خلعت بقدر سایہ بڑی اور بخت میں	ہوتی ہی یہاں سعادت ٹل سا کہیں
کرنے پڑے ہیں یار کی مرضی پہ کاروبار	ای آہ لب پر اکے ہونا رسا کہیں
لکھ کر تہدا نام یہ بخود ہوا ہوں میں	اپنا ہی نام خط میں نہ مینی لکھا کہیں
پریش کا خون ہی تو اوٹھانا نہ ایکلام	بیشی رہو کہ حشر نہودی بپا کہیں
کیون چپ ہوئی وہ نکلی شب وصل پر مار	او کو خیاں حب مدد گیا کہیں
ای شمع کا تھے ہیں نہاں تیری کیلئے	بذکور بزم یار میں سہا کیا کہیں
او شہتے کسی طرح سی نہیں ہیں دہانہ	ای گریہ تو ہی گہر کو عہد کی ٹہا کہیں
سن شکے مات بہرہری فریاد کو کہا	دیا نہیں ہی موت ہی اہو خدا کہیں
سوفار کیونکہ دل سی تیری تیر کا کچے	قابل ہوا ہے گوشت ناخن جد کہیں

سنا لک ادی سی عشق دہوس میں ہی تیار  
کر ہیشتانہ بھر عس و دوسا کہیں

<p>نہیں سز تہا را تو خجالت سی گریبان میں نہیں ایسی عالم میں ہوں جو عالم مکان میں نہیں آپ گویا کہ کسیکے دل نالان میں نہیں وہ اشارہ کہ تیری زگر گن قنار میں نہیں شعلہ گویا کہ چسراغ تہ دامان میں نہیں پہول تہر کی جگہ دامن طفلان میں نہیں روز بہ ہی تو نصیب شبنم چھان میں نہیں کوئی حسرت تو تیری تیر کی پرکان میں نہیں دل میں جو چاک ہیں وہ چٹ گریبان میں نہیں خواب میری ہی طرح چشم گنہار میں نہیں ذکر تیرا میری گدنا پریشان میں نہیں</p>	<p>نہیں نکھو کیا تار جو باقی میری دامان میں نہیں کچھ تغیر میری احوال پریشان میں نہیں یوں ہیں اما وہ زمانہ کل ازار ہی پر مبتدل ہو کے مار قفسہ محشر بن جائے آتش افروز نہیں داغ غمسان کہتے تو لاف دیوانگی اور غیر مگر خیر ہے یہ صبح محشر ہی دکھائی نہیں تو یار دیکھ تو توڑ کے سینہ کو ہے نکلا ادا یہاں تیری عشق میں ظاہر ہی سی ادا یہ بھی ہی طالع بد نہ کہے تو رنگ ہی سب میں لہو لہو ہے</p>
---	--

تو حضرت آدم جہنم ہو سنا لک

نہیں  
نہیں جان کہ میں کو چہ جانان میں

<p>نہیں پانہ اور بھی ہوئی کہ چاک گریبان میں جان لوغیراوسی کی جو شبنم میں</p>	<p>نہیں نکھو گردش میری دھول کی پابان میں پہر تو کوئی کہ اثر نالہ و افسان میں نہیں</p>
--	---

<p>پرگزینگی گهری یهان شجبه ان نهین          صور گویا که میری ناله و افغان نهین          قیس کا نقش قدم نگه بیابان نهین          کون کتاهی که لذت تیری چکان نهین          آپ کی پانویسری گوشه دمان نهین          اب تصویر ہی تیرا دیده گریان من نهین          کاٹنی عمر نچھ حسرت واران نهین          ایک ت سی کوی طفل دبستان نهین          کیون مجھی صین تیری سایہ ایوان نهین          آج جو مصر من نگار ہی کنعان نهین          کیونکہ مانون اثر آه شرافشان من نهین          واقعی نفع و ضرر طینت خجبان نهین          جو صفت ضعف من ہی تحت سیامان نهین</p>	<p>کاش گذری تو بھی روز قیامت نک          آج واعط کوی دعوی ثبات اجرام          دشت عشق کو ثابت قدمی ہی ضرور          ہو گیا دوق فسخی خلش یاد مره          کیون میری پر من پاک سی نفرت نهین          سچ تو ہی رہگزیریل من میسری کوی کیا          صبح ہونی دوشب وصل یہ نچھ ہی نہ رہ          جوش دشت نی میری دہر کو جاہل          دہم ہم خلوتی غیہ غلط ہی لیکن          جوش نوید ہی یعقوب یکون تو کہون          اب تک جای تو اولسا جگر و دلکلا          عشرت غیر تماشا میری دیرانی کیل          دشت دشت من اوی ہر ہی کن ام تم</p>
---	--

جس کا ہر لفظ نہ وہ شوخ کنایہ سمجھے

شعرا یا کوئی سالک مسی دیوان نهین

یوسف کو خیال میں نہ لائیں

کیا ہو میرا گھبرا کر نہ پائیں

جو خواب میں تہ کو پوچھ پائیں

گرتی ہیں فلک سے جو لائیں

<p>محفل سی مجھے نہ آپ اٹھائیں  مین چسپنج کی تھہ چکا جھائیں  سینے مین یہ حسرتیں سمائیں  ایسا نہوجی سے وہ گرائیں</p>	<p>آجا گنگا نسر ق ناز کے مین  ہو تم ہی ستم شریک او سکے  اعجاز ہی تیرا بھیہ ہی ای عشق  دڑتا ہوں مین اپنی لاغری ہی</p>
<p>ہی بندہ قبول سالک  کچھ رآئیں زبان پہ کیوں عاین</p>	
<p>کیا تم گناہگار کو دیتی سزا نہیں  گویا ہماری واسطی کچھ بھی بنا نہیں  مانی کا شناسی کوئی شہنا نہیں  جو حرف حرف سنکی کہی کچھ سنا نہیں  تو پوچھتا نہیں تو کوئی پوچھتا نہیں  ہمکو ملا وہ درد کہ جسکی دوا نہیں</p>	<p>جانا عدو کے بلہوسی کو برا نہیں  دشمن فلکائے مین پھکانا زرا نہیں  ہر دل عزیز یوں ہی رہی تم جو خدو  کہنی چلے مین اس سی ہم فساد فرق  پہرتی مین داد خواہ تیری حشر مین خراب  وہ عیش غیر کو ہی کہ جسکو نہیں زوال</p>
<p>سالک کسی نہیں ہی میری حال کی  وہ کونسی جگہ ہے کہ ناگہ گیا نہیں</p>	
<p>آسمانی کوئی کتاب نہیں  میرے ابرام کا جواب نہیں  ہم کسی جاے کا سیاب نہیں</p>	<p>کیوں میری نامہ کا جواب نہیں  پردہ رخ سے اوٹھاکہ قصہ طور  کیوں ہوں سپید وار رو خبزا</p>

<p>تم چلے ہو عدو کے پاس ضرور          ترک عادت بھی ایک عداوت ہے          غلم دیکھو کہ شکوہ کرتے ہوئے          مجھے دو چار ہی پہ صرف ہوا          کچھ رسائی نگاہ کی ہی ضرور          کبیر لیکے زمین کو سیل شرک          جان لون کیونکہ زیست سی بدتر</p>	<p>فتنہ حشر ہمسرا کا نہیں          محکومت کین ہے اضطراب نہیں          اس وفا پر مجھے حساب نہیں          کہ کبھی غیر پر عتاب نہیں          پردہ نہ فلک محراب نہیں          یہ سندر ہے کچھ سزا نہیں          مرگ بہکتا ہوا عذاب نہیں</p>
--	--

سب ہیں اس بزم میں مگر سالاک  
 تو ہی اسے خانان خسرا بنیں

<p>نہیں ڈرتے میری فریادی تم جانتی ہو          شرم کی بات ہی دشمن سی مدد کی خواہش          یاس ہی وصل تباہی کی چلی ہم کبھی          دیکھ کر محکوم غصہ سی ادھی وہ سب بزم          یار کا وصل تو کیا اگر نہ وقت سیدھی</p>	<p>تپش دل کی ترپنے سی دوا کرتی ہیں          روز ہم روز جزا روز جزا کرتے ہیں          تادہ صورت ہی سی جانی کہ گلا کرتے ہیں          شعرا حشر زبانی ہی پیا کرتے ہیں          کیوں نظر جانبا فلک کیا کرتے ہیں          چارہ کچھ بن نہیں آتا تو دعا کرتے ہیں          سب فی جانا میری تعظیم سو کرتے ہیں          سہل سے کام ہی شور مچا کرتے ہیں</p>
--	---

<p>جاسی آپ اسی صبح شرب وصل مگر          کٹ گئی عمر یہ نہیں حضرت ناصح افسوس          یہاں وہ ازار پسندی ہی کہ قسمت پر          غوری دیکھ کہ معدوم ہیں ہی کی نقوش          کیا علی مبداء فیاض سے دیکھیں بہکو          جبکو تقدیر فی دوی روشنی نیرنجت          نور و ظلمت کی ہی کیا اہل بصیرت کو          تہ ہر حرف لکھا کرتے ہیں سو دفتر صدق</p>	<p>دیکھتی جاسی ہو بھی کیا کرتے ہیں          ہم سنا کرتی ہیں اور آپ کہا کرتے ہیں          چرخ سی ہم گلہ بخت رسا کرتے ہیں          پروہ دلکش ہوئی انکھوں میں رہا کرتے ہیں          آج انداز تسلیم و رضا کرتے ہیں          شمع کو وقف رہا دسبا کرتے ہیں          سایہ طور میں بیہوش رہا کرتے ہیں          وار پر چڑھ کے جواں ہار خطا کرتے ہیں</p>
--	--

دلیں ہم رکھتی ہیں عشق نبوی کو لک

دیکھ کہ عجب میں بدینہ کی بنا کرتے ہیں

<p>عشق ہی غیر سی جہتی تیری انداز نہیں          یہ وفا پی و ظلم آپ کی سب جان گئے          بزم اغیار میں پروانہ کو دیکھا تنے          جان بلب ہوں کہو نہیا بھی کو نہ کر لقمہ          ناتوانی کی سی شان نہ ڈرنا صیاد          یہ بھی دو وقت گئی او سلا یام فراق          انکھیں بھی نہ کو غیر سی منا ہی غلط</p>	<p>ہی وہ نازاؤ کو جو مجھ پر بھی ناز نہیں          جسکو ہم راز سمجھتے ہیں ڈاب راز نہیں          یہ نہ دیکھا کہ کوئی عاشق جاننا نہیں          تم مسیحا نہیں میں قائل عجب نہیں          دل سی اوڑتی جو میر خاں پر وار نہیں          ابد انجام نہیں بھان ازل آغاز نہیں          تم بجا کہتے ہو مجھ کو کہ نظر باز نہیں</p>
---	---

شب غم ز غم زنجار بھر کیوں میں چلوں جو مافی نہی کھچی ہی وہ نظر میں اپنی	گر میرا بخت سیسہ سڑکے آواز نہیں تیری تصویر کو کچھ حاجت پرداز نہیں
شب بس کر فی ہی اوٹھ بیٹھ کی مسالک تہ اوس مجد میں درسیکدہ گرا باز نہیں	
یہ انقلاب اوس نگہ فتنہ زاکا میں بٹھسی ہوئی تھی آپ ہی ہم سرسار سے برقی شب صال کی برتاوہ غیر سے اب فلسفی کو خرق فلک میں ہی غدیا کافی ہی ایک میری وفا جسکے واسطے مجھے نہ پوچھو حال میرا اور نہ پوچھو	ہر کام میں قدر کے کرشمہ قضا کی ہیں کیوں خوش وہ بزم غیر تلخی اوٹھا کی ہیں باتوں میں اونکی ڈنگا کی سی التجا کی ہیں گر یہ ہی گناہ رش رش آہ رسا کی ہیں مانا کہ لاکھ شہود تمہاری جفا کی ہیں جود و ست آپ سی قیاس شناس کی ہیں
مسالک پہ صبر بچھ جفا ختم ہو گئی ہنسی بھی دیکھی لاکھوں سی بندی خدا کی ہیں	
اونسی ظالم کا امتحان او میں کبھی کھتا ہوں اب وہ آتے نہیں بقیاری دلار ہے ہے یاد نہیں سنا کوئی کیسکی جھبان آخر آ ہی گئی غسان لب پر	یہ ستم تیرے آسمان اور میں کبھی کھتا ہوں وہ کھان او میں ہاٹی تیرے شوخیان او میں غم حبران کی دستاں او میں ضبط راز غم نھان او میں

یار کے گہر میں مہیمان اور میں  
تمہے دوچار بدگمان اور میں  
دور با بشل لگا ہمایان اور میں  
ایک بیچارہ راز دان اور میں  
ہر جگہ آپ کا بیان اور میں

چنچ ہولا ہوا ہے کیا گردش  
کچھ کہتے جاؤ کچھ نہ سنے جاو  
وہ گلی اور رات بھر بھڑنا  
فکر و شوار سے مطالب میں  
آئیے وزنہ دیکھ لیجے گا

پوچھہ سالک نہ گہر میرا مجھے  
رات دن ہے دربتان اور میں

زخم پر جو خواہش زخم دگر کھینچتے  
یہاں بھی رکھتی ہیں ہر جگہ خبر کھینچتی  
وہی نالے روز کی ہیں جو اثر کھینچتی  
گہر جہان ہم آپ کی دلیں ہی گہر کھینچتی  
جو زکات سی قدم ہر دن در کھینچتی  
شام ہوتی ہی تو امید بھر رکھتی نہیں  
ایک جیلہ پر وہ مرزا منحصر رکھتی نہیں  
کس طرح کہیں کہ ہم دامن تر کھینچتی نہیں  
دل میں جو ٹوٹی ہوئی سویشتر رکھتی نہیں  
کچھ گہرہ میں یہ بتان عشوہ گر کھینچتی نہیں

لذت نش غم نچھان مگر رکھتی نہیں  
قتل عاشق میں اگر تم کچھ خطر کھینچتی نہیں  
غیر نی کہہ کہہ کی اوس سی یون کا ڈریر  
خانہ بردوشی ہماری پوچھتی ہستی نہ کچھ  
وعدہ پرانگی رکھتی ہیں توقع اونی ہم  
صبح ہوتی ہی تو ہم سویاس کی تی ہیں  
جنسی اوٹھہ سکتا نہیں ہا وصدہ بھر کا  
دیدہ ترے کیا واعطکی لگی لا جو  
کہہ ہی ہیں ماجرا ہی ہا کھینچتی نہیں  
لی چکی خلق خدا سی نفت دایمان اوپر



رکستی ہن وہ درجہ کا چارہ گر کہتی ہیں  
دن وہ کشتی ہن کہ جو شام و سحر کہتی ہیں

رکستی ہن وہ راز ہم جو کہہ نہیں سکتی ہیں  
تیرہ نخبون کو شمار سال و ماہ عمر کیا

کان تک پہنچانہ سال کجی دی من کر غیر  
ہم سنیں کسکی خبر اپنی خبر سے کتنے نہیں

تیرہ بکلی تو کہا نثار کی تفصیل نہیں  
پانوں کی طرح زبان بستہ بخیر نہیں  
قتل کو آتی ہن اور ماتہ میں شیر نہیں  
اس سی بہتر کوئی مرجا سکی تیر نہیں  
چاہتی مجمع احباب کو تقدیر نہیں  
یہ میلہ نالہ کہ ایک جھگو بھی نہیں  
اگنی ماتہ کچھ غیار کی اکیر نہیں  
یہ میری بات میں گرمی تم تقدیر نہیں  
کہ سہا تی میری آنکھوں میں دھتور نہیں  
آج عالی صفت برش شیر نہیں  
اب کسی صدر سے گلن جی تغیر نہیں  
موت مانگوں تو کہی موت کب نہیں  
اور دنیا میں بھی حسرت تعمیر نہیں

لاغری سی نظر آتا کہیں تجھ نہیں  
نالہ رکنی کی خون میں کوئی تدبیر نہیں  
اعتبار نگہ ناز سے کیا کیا اونکو  
غلام جوانی رہی آپ تبادون اونکو  
دل کی دو حرف ہن اور وہ ہی نہیں  
وہ تیری بات کہ خاطر نہ زبانی ہی نہیں  
خاک ہونی سی میری خوش ہن الہی کیون  
دعویٰ تفتہ دلی پری دلی روشن  
گریہ فی ہجر من سکین کا نصہار اکو  
خون ناحق ہی کسی کا اونہیں کیا نظیر  
اور لی اور تی میری چہرہ کا ڈرگاہ تیرا  
عیش مانگوں تو کہے عیش کہ مانگی جاو  
ایک کا شانہ دل ٹوٹ کی وہ نہی بنا

حال اچھا نہیں بیمار کا تیری سچ ہے	ابکی دم کا نہیں جیلہ نہیں ترویر نہیں
عمر بھر گزار رکھا ہجر فی تیری ایسا	کہ میری نفس کو اب نہ دست شمش نہیں
شوق سنے کا بڑا ہوا ہوں ہی کہہ لگا کر	تم سمجھ جاؤ کہ یہی میری تیر نہیں

اوسکی کو چین مسالکے کئی کچھ نہ لے  
سنکے لولا کہ یہ میں ہوں فلک نہیں

یہ نہیں ممکن کہ افرایش نہوتا میر میں اک جہان کی خط لکھی لیکن ادھار ایک صحن رہرو ملک عدم کی ساتھ چلنا ہی محال کار فرما ہو مجھ کو تاکوئی تجھ سے سا اگر قابل تعذیر تھیا ہے وہاں جرم وفا تو قیامت تک انگلی تو کیا آئینکے وہ نار سائی میں ہی کہتی ہی قیامت کا اوس شکار افکن کی ہی بق تجلی کا اثر ملگنی دو گز زمین کیا اوس گلی میں دفن کو بزم کا بگڑا ہوا نقشہ نظر میں ہی ہنوز دل ہکا فی ہوا اگر میر تو کیوں ناکہ کروں ہو کیوں شاید کہ سدا ہی حشر میں ل میں یہ	گر ملا دون خاک پائی یار کو اکیس میں روشنی آئی نہ خط کا تب تقدیر میں چلتی چلتی دم نہیں ماتی تیری شمشیر میں ہم ڈلو دیتی تھی فرما دجوی شیر میں بیگنا ہی ہو گئی ثابت میری تعمیر میں ای اہل کیا فائدہ سمجھی ہی تیر میں بہر رکھا ہی صوفی آہ بی تاثیر نہیں جھقد رہی جوش حیرت دیدہ تھجیر میں اگیا سا راجھان گویا میری تخریر میں دیکھتا ہوں غیر کی صورت تیری تصویر میں عرش کا رکنا ہی قائم ایکس تعمیر میں بوی خون آتی ہی میری مادہ شمشیر میں
---	--

لیگے قہر دم کو جب گلے تک اگئی	دہاڑی بھر فنا کی کیا تیری ششیر میں
کو دوکان شہر کا دشت میں شکوہ کیا کر	سنگ فتنہ میں بہرے طمان چرخ میں

کیون پرہیز گار جای نہ انسان تیری سجا لک سگو  
چکیان عاشق کی دلی ہن کلام میر میں

ہلکویا پروا اگر برش نہیں ششیر میں	فوج کو کافی ہی قاتل کی صدا بکیر میں
کاشی تھی عمر دفع چرخ کی تدبیر میں	صوف کی بہت بحث فرما جوئی شیر میں
قرہ امی دشت کہ روز افزون ہی میری	پانہ سکتا نہیں میرا کسی پنجہ میں
رات کی چلنے میں کیا ہی کاروان سلاخ	ہیں کئی خورشید میری نازہ بلیگر میں
لوگ آتی ہیں خوشی ہی قتل پر نیکی لئے	آبدائی اشک شاد دی کی ہی ششیر میں
کس فری سی کہانی میں لذت نشان	گرچہ ہی الماس کا پیکان تمہاری تیر میں
تیر و خجی میں کیا ہی سیری ایک فتر سیاہ	آج تکس ہی دردمت کا بقدر میں
یہی ہو گا اسی ستم بیا د تجمہا ہی کہی	شوخیان انبک جوائیکی ہن چرخ پیر میں
رنگ کاری عمر ہر اوس ہی نظر آتی نہیں	علقہ زلف بتان ہی کیا میری نخی میں
مجبور دو دو تیرا دکھ کر نہ سکتی ہے بار	حفسکو کیا ہی میری فریاد کی تاثیر میں
دیکھنا برگشتہ بختی ہاتھ آجائے اگر	سودہ الماس کی تاثیر ہو کسیر میں
خود چہری پہری ہی تھی خود کا لکھنم	دیکھ لوسورت ہلکی دیدہ پنجہ میں
آتے ہیں بخت جگر اکھن میں خد شے سے	صورت مر کا جان جالمتی ہی تمہاری تیر میں

دیکھتی ہی سوز و کرتی ہن ماں نازان عشق	صورت محراب ہی قاتل تیری شمشیر
	چو شائقہ جنون عشق ہی سہا لک حال یہ صدا پہنان ہی میری پانوں کی زنجیر
عشق میں کیونکہ کئی عمر ذرا یاد نہیں عشرت وصل فی سبب نگر و کار کی ہوئی مہ تون جنگو چاہجر میں تیری سنے یہ وہی داؤتی الفت ہی کہ دیکھا سوار آفتاقا جو شب عہد وہ مل جاتی ہیں جورنی تیری ہلائی ہن سب اگلی سے تو ملا کی کہ خضر تلکے قاصد لیکن دیکھنا بخود ہی عشق کہ دل کو کہو کر تجھ کو دیدار دکھانا ہی اگر ہوں منظور رہتی ہن تازہ مصیبت میں گرفتار ایک دن یوں ہی قیامت کجی گذر جائیگی پیش آتا ہی جو کچھ عشق میں سب معلوم	یہ محبت ہی تبون کی کہ خدا یاد نہیں جو کہا یاد نہیں ہے جو سنایا نہیں کوئی اونہن ہی شب وصل گھلا یاد نہیں پہرہ کتا ہے میرا راہ منایا نہیں یا درکھتی ہن تو کہتی ہن ذرا یاد نہیں چرخ بدکیش کی ہی کوئی جفا یاد نہیں کیا لکھوں فردا مسرت سی تپا یاد نہیں کچھ گرا آئے کہیں اسکی سوا یاد نہیں کیا مجھے آیت موسیٰ صدق یاد نہیں سکھو آئی ہوئی دم بھر کی بلا یاد نہیں ہم کھینکے کیب فتنہ اوتھایا نہیں کس طرح کہی کہ قسمت کا لکھا یاد نہیں
	پہرہ سنسپا پستی ہوشیاری میں سہا لک پہلی غم کھانے کا حضرت کو فرمایا نہیں

غیر کی گھر و گیا خیرین  
 کوئی فتنه نہ با خیرین  
 فتنه چرخ کو پر چیرا ہی  
 نہ با ضبط فغان جب جلو  
 تجسیر ای نزع میری جان  
 کو چہ قاتل سفاک سی لوگ  
 صاف تہا دل نہا کچھ ہی  
 پر قیامت کی چلی آتی ہی  
 کہیں پہنچی ہم غوثین  
 زلف سی تم ہی خبر دار تو  
 کل تو قسمت سی جی ہی کر  
 غم سحر اور بڑیگا ابکی  
 جان کیا جانی کیونکر نکلی  
 گرمی عشق عدو کا شک

چلی آتی ہی قضا خیرین  
 اب ہوا خیر یا خیرین  
 ابکی ای آہ رسا خیرین  
 دہر میں شعرا و مہا خیرین  
 ادنی گہر کی کہا خیرین  
 آتی ہیں رہ بقضا خیرین  
 اب کی کرتی ہیں جیا خیرین  
 وعدہ پہنچی کیا خیرین  
 خود بخود دوم ہی خا خیرین  
 سر پر آئی ہی بلا خیرین  
 آج پر در دا و مہا خیرین  
 وہ محبت سی ملا خیرین  
 نہ ہر نکو نہ ملا خیرین  
 وہاں وہاں بند قبا خیرین

آفت آئی کوئی پہر سالک پر

سر ہی زانو پہ دہر اخیرین

آج یوسف ہی اگر ہوں تو خریدار کہاں

جلوہ حسن تو ہی گرمی بازار کھان

کبہ یقمان در دوست کو اتی ہی محل یار دشمن میں نبھن مرکی ہی پڑا یکاں جو قیامت کا ہوا غطسی بیان سب بجا نہیں بیکار نظر ترے تماشائی کی خود ہی اپنی قیامت کی خب لا لگی آسمان توٹ پڑا ہے کو قفس ہی صیاد ہو گئے سدرہ اشک جگر کے گڑے تن مجروح دکھاتا ہوں جہی کہتا ہے حشر میں ہی وہی جلوہ ہی جو تہا ہر حق	یعنے ملتا ہی فرشتوں کو یہاں رکھنا لیکن اوتھ ہی میری خاک سی دیوار کھنا اوسنی دیکھا ہی تیرا فتنہ رفت رکھنا ہو سکے تفرقہ کا سرودینا رکھنا ہمسی ہوش ہوا کرتے ہر شیار کھنا جائے اب ناہ مرغان گرفت رکھنا ورنہ ضبط اور میرا دیدہ خنبار کھنا دو زلالت سی اوٹھا سکتے ہیں لو رکھنا اب بڑیگی میری کیفیت دیدار کھنا
---	---

نی توحید کا ہر قطرہ ہی سالک دریا  
غرف ہی ہو تو ملے ساغر سرشار کھانا

بہت صبر رنج پارای ستم اچا کرتے ہیں بہلائی بیٹھے ہیں جگہ لئے ہم دین دنیا نہیں تہمتی جب آفتو سکتے ہیں تو ہر گوا پڑی ہیں راہ میں اوس شہسوار کی اگر کچھ ایسا بڑیگیا شوق سیری اندون کو دم آخر ہی چکی لگ ہی ہی موتی چکو	کہی تی ہیں ہم ہمسی کہ اب فریاد کرتے ہیں کبھی کہتا نہیں کوئی وہ ملکویا کرتے ہیں دل ناشاد کو ہم اس طرح شیاد کرتے ہیں ہم اپنی خاک اپنی ہوتہ سی برباد کرتے ہیں کہ خود کوشش کیں میں ہم تیری صفا کرتے ہیں قیامت ہی کہ اب ہی وہ ملکویا کرتے ہیں
--	---

توں سی تون کی کشور دلی خرابی ہے	کہی ویران کرتی ہیں کہی آباد کرتی ہیں
کہا جاتی ہیں عاشق کو نکلا دیجی کوچہ سے	یہ وہ بندی نہیں ہیں چمکو لوگ آزاد کرتی ہیں

کہاں ہم اور سالک پہلی ہنگامی محبت کے	
اب ایک کوشی میں بھی نہیں گویا دکر تے ہیں	

میں کیا کہ او کو شوق میری اتھا کی ہیں	سامان مگر خرابی کون و مکان کی ہیں
قیاب کقدر ہی ہمارے بگاڑتین	گویا کہ ہم بناے ہوئے تھان کی ہیں
ای خضر او کو الفت خوابان ندی خدا	ماری ہوئی جوز ندگی جاودان کی ہیں
مشکل ہی اپنی منزل مقصود تک نمود	ذریہ ہی ہم تو گرد پسر کاروان کی ہیں
اچھا کہیں تو آپ کہیں جائیں غیر کو	اچھی جبری نظیر میں ہماری جہان کی ہیں
داعون میں زنگٹ بومی و شاہسی چھی	داسن میں اپنی پہول یک گستان کی ہیں
نہیں شکے کر رہی ہیں بیان رقیب سے	شکوہ ہی کس طرح سی ہندی نغان کی ہیں
اچھی تو ہر چکے تیری زخمی مگر ہنوز	کچھ گہا دل میں لنت لوگ سنان کی ہیں
ایام کود کی دزمان شباب و شب	یہ تین تھیکہ تو سن عمر جوان کی ہیں
او کو خبر کہاں ہی کوئی آئی کوئی جاے	کوچہ سی ہم نکالے ہوئی پاسبان کی ہیں
آجا دیہان نصیب جاگین گی رات بے	خوگر وہ ایک عمر سی خواب گران کی ہیں
پہلی عدم کو جائیں گی ہو کر مزار سے	رہر و جو تیری کوچہ جنت نشان کی ہیں
قاتل کیا شبید یہ کس بگت اہ کو	در داری سب کہلی ہوئی باغ خان کی ہیں

سجود عرش تک نہ بالوں پہ کیا کروں کچھ جرم بڑھ گیا کرۂ ز محسیر کا مٹ کر ہی میل گریسی رخصت ملی ہے	پانی بلند اس سی تیری کستان کی مین ٹھنڈی تیری زانمین جو آسمان کی مین دھوکے مکان پر اپنی بھی لامکان کی مین
--	--

جس جا گیا نئی کوئی آفت پا ہوئی  
قصے نزار سالک بی خانان کی مین

نالہ ہی کر کی جلا دون نہ انہیں خاک کروں وصل میں ہی تو رہا شوق میں مضطرب حسرتیں بگین دل میں میری خون ہو ہو کر اشیا نے بہ گرامی برق کہیں گر بتاک کر نہیں گریہ میں تاثیر ڈبو دے بجھو دھوپ کا جان ہی ہاتھ تو پہر کیا ناصح کھلبلائی مین میری ہاتھ نہ کہوں کوئی تا وہ نہ آئین تو کھلا کاٹ کی مر جادوں میں خوف بیلادی پہر کوئی نہ چاہی تجھ کو جہی دیوانی کی سمجھانیکو آئے ناصح بیوفائی سی وہ راضی ہیں فاسی ناش سچ ہی صحرا میں فواہر جنوں کا کیا کام	کب یہ فرصت ہی کہ میں کوہ افلاک کروں بھرمین خاک علاج : غمناک کروں ہمت اسی گریہ کہ سینہ کو زرا پاک کروں نفس سودی پاس خس خاشاک کروں اور پر کیا تجھے اسی دیدہ نمناک کروں اتو جو کام کروں چاہی مہیاک کروں فصل گل اٹھی ہی آرائش پوشاک کروں آج چلکر کہیں اس قصہ کو ہی پاک کروں کہہ کی ظالم تھی دنیا میں تیری دہاک کروں آج حضرت کی گربان ہی کو پاک کروں مین ہی تقلید رقیبان ہوسناک کروں خاک اوڑانی ہی نہ آتی ہو تو کیدناک کروں
---	---



تم رہو بی سبب از روی زمین او کی تیرک  
اور گردش مین مین ہمارے افلاک کرک

دل مین ہی اور وہ دکھائی نہیں تیا  
جب یہ کہ نہیں ہو تو کیا دعویٰ اور اک کرک

غلط نہیں ہی کہ دل ہی مکان یار نہیں  
یقین دلائل نہیں جس قدر محبت ہے  
کینگی ہم درخت پہ کیونکہ رضوان سے  
اور ہم کلام عدوسی ہی مین یہ کہتا ہوں  
بیان و غلط نادان کوئی سنی کبت تک  
رقیب پر نہ سکی دو قدم بھی ساتھ نہ  
اوچھل و لچھل کی کہیں حال حشر مین ہم کہیں  
وہ کا دوش ڈوبھی نہ خوش ابرو کی  
یہ ضبط دیکھ کہ عمر اوسکی یاد مین گری  
نہ دلکی ماسے ہوصائب اپنی فکر سا  
غش اپنے نرم تصور پہن کہ گہر شیعے

اگر نظر ہو تو کس جانشان یار نہیں  
ہماری بس مین دل بد گمان یار نہیں  
وہ اوسکا در نہیں یہ پاسبان یار نہیں  
زبان ہی نہ ہی جب ہاں یار نہیں  
کہ چند و غلط ہی کچھ داستان یار نہیں  
کہ دشت عشق سرا بوستان یار نہیں  
بیان کا کل عنبر فشان یار نہیں  
جو زختم خوردہ تیر کمان یار نہیں  
مگر زبان تک ایسا بیان یار نہیں  
ملا وہ دوست کہ جو از دان یار نہیں  
وہ شب نہیں ہی کہ ہم میجان نہیں

انکار غیر سی اوسکا شاہی سالک فی  
کہ شکوہ ہائے غم جاودان یار نہیں

یہ صورت امی شکار افکن تیر بخیر کہتی مین  
سر بر زخم چشم انتظار تیر کہتی مین

دہی ای کو کہن امید جو شیر کہتی ہیں  
 ازل سے چاک کرتی ہیں کہ ہم دامن کا رو  
 زبا ای سوز غم مشعل فروزاغ ہو جانا  
 ہماری دلی پوچھو تم قدر اندازیاں اپنی  
 ٹپ کر جان ہی ہی یوں شہید ازنی تیری  
 سراپا قید و حشر میں کیا فکر رہی تھی  
 یہ شہرت ہی کہ اتنی ہیں وہ دلکی داغ کنی  
 کہا ہی بار ہمنی گلاب کیوں ہی لو لگا  
 ادای شکر اوس لوگ ملک کا ہمو آسان ہے  
 سہمی کس طرح دفتر کی دفتر انچھیاں کے  
 جھکا ہی سر کب دھکا قتل کر سکی ہمت  
 شہادت پاکی ہم کیا جا کس خواب کر رہیں  
 ازل اور وہی دشت ہادی شکوہ کی کسا

نظر کے سامنی جو بار کی تصویر کہتی ہیں  
 ہاروں ریشہ ہی غامہ تقدیر کہتی ہیں  
 عدم کو جاتی ہیں درپیش ہم بگیر کہتی ہیں  
 کہ سینی میں نہان ٹوٹی ہوئی سوتر کہتی ہیں  
 کہ حیرت ملکہ ہی جو ہر شہر کہتی ہیں  
 کہ داتم ہاتھ میں ہم پانون کی زنجیر کہتی ہیں  
 ہم اونکی آنی سی پہلی ہی سینہ چہر کہتی ہیں  
 سنا ہی بار ہاتھنی کہ یہ تاثیر کہتے ہیں  
 وہن زخمون کی سب گویا زبان تیر کہتی ہیں  
 گروہر کی چین ہی چین سب تحریر کہتی ہیں  
 مگر گردن پہ خون عاشق دلیگر کہتی ہیں  
 کہ نیندا آتی ہی جب گردن شمشیر کہتی ہیں  
 ہم اپنی ہاتھ ہی اپنی گریبان گیر کہتی ہیں

کرین کیا ضبط دلیں دہی لکٹ دفنان کا  
 ہم اس آئینہ میں اوس شوخ کی تصویر کہتی ہیں

محشر کا دن بھی ہوتو نہ پورا ادا کروں  
 کچھ سر پھر انہیں ہی جو تیرا گلا کروں

میں دفتر شہادت جان جو ادا کروں  
 گردش سی تیری نگاہ ہی چرخ کیا کروں

<p>د وصل تیان کو مانگ کی پھر کیا دعا کرو یون دام میں پنہا ہوں کہ صیا چیر سے جب تم نظر میں ہو تو نظر آؤ چھ کرکنا بسمی نہو گے کیا میری صورت کیوں کر بس بس ہجوم آہ کہ اب چاہتا ہی تو یون غرق ہوں تصور جانان میں رات دن</p>	<p>اب کیا جہان میں ہی توقع سوا کروں کہتا ہی بار بار کہ تجھ کو رہا کروں میں کیونکہ شکوہ کہہ نہ سکا کروں میری زبان کہاں ہی کہ مطلب ڈالوں پہر میں تصور نہ کہ سہ نہ سا کروں ہو پاس ہی تو یاد اوسیلی کیا کروں</p>
---	--

میر پر فلک ہی خواہش غل رہا ہی ہے  
غفلت پر اپنی کیونکہ نہ سالک نہ سالک کروں

<p>کیا ناپسند کج روی آسمان نہیں وہاں ناز غیر یہاں ستم اولی گرا نہیں یہ ہی کمال صنعت حق کی دلیل ہے جب تکویرم آئیگا بھی ہوتی ہیں ہم افسانہ بیکے کان میں اسی صد اسی صورت کیا علاج چارہ کہاں کہاں ہیں زخم اندیشہ ہی کہ بھول بجائے پیامبر کیا جانی اضطراب دل مضطرب کی قدر ہو آری ہی آمد فصل عہد بار کی</p>	<p>لیکن زمینوں پہ خدا مہر بان نہیں نازک نہیں ہیں مد بھی میں ناتوان نہیں تم خود یہ کہہ رہی ہو کہ میرا وہاں نہیں ہمسی زیادہ اور کوئی خستہ جان نہیں مرقد میں بی سبب بھی خواب گرا نہیں ٹھنکوں میں جنگی سوزن عیسی رواں نہیں تکرار مدعا میں اولہجہتی زبان نہیں غلام نظیر میں جسکی تیری شوخیان نہیں ریخ خزان متوجہ فصل خزان نہیں</p>
---	---

اغیار کا خیال نہیں یہاں جو تم کو	گویا شبِ صال ہی خالی مکان نہیں
سلاک نموش بیہر ہی تڑپ کی چند سر	پورا ہوا فسادِ عنم کا بیان نہیں
اب تاب ضبط آگ آتشِ فشان نہیں باور نہیں تو دیکھو دیکھو پیر کہہ کی تہہ یہ پاس آبروی عنم جبرِ ہاتھ کس آفتِ جہان کی زمانی میں رگھی کھلتا نہیں تجھ سر بازی وفا پاتا ہی بار کب میری بزمِ خیال میں اذ کو کہ در تین ہیں تو کیا مدعا برائے تنکے جلے ہوئی نہیں امی برق کس جگہ ہستی کو خیر باد قضا پہلے ہے وہاں یوسفِ جمال آپ ہی لیکن آپ سے	چوڑے ستم جو دشمن کون و مکان نہیں اب تک عدد کی زعم میں تم وستان نہیں دیکھا کبھی کسینی مجھیش دمان نہیں گردش میں ستارہ ہفت آسمان نہیں شوقِ ستم ہی اذ کو سر امتحان نہیں دشمن کو جاتا ہوں تیرا راز دان نہیں کشتی کسی کی ریگ روان میں روان نہیں باندہ ہچمن میں ہمنی کہاں ہشیان نہیں آشوبِ رستخیز کو جس جا امان نہیں پنچا کی کو فردہ نخت جوان نہیں
سلاک سمجھ کی لاف و کرافِ ستم کشی	بیدار کچھ ستم آسمان نہیں
بخاین ہو جبہیں تمہارا شکوہ ہی نہیں نظر ہو کچھ ہی جو رسا تو کوئی ڈان نہیں	یہ حال پنجا کہ وصال کی تمنا ہی نہیں پڑی کبھی غیر پر تو چشمِ بنیاسی نہیں

<p>وصال جانان کی سوانہیں ہی تیر کوئی          کہو تو کیا شے ہی وفا تا تو کیا خیر بھی          اوٹھا پکے جود جاسی بہت رخ و لم          نہیں غیغہ کہ اسی تو کہو لی ای باد صبا          سنسی کی باتیں میں تو نکونامہ واہ و قن          سمجھ تو دیکھو کہ تون کو دیکھی دل سا دگی          قدم اوٹھائی دے گیا ہی آج کیا سوچی عدد          رقیب کو ہی تو ستاؤ تا کھلے لاف و فرس</p>	<p>دو آئی عشاق خیرین جہان میں پیدا نہیں          تمہاری محفل میں ہوا کہی یہ نذر کہ نہیں          عدد سی ملتی ہو ملو اب اسکی پروا نہیں          گرہ یہ میر کلیم کی ہی کہی ہوئی ہی نہیں          جو آپ کرتی ہیں یہ بوی فادہ بجا نہیں          سمجھ رہا ہوں میں کہ جان کا تھا ضامن          جہان پامال جو موت تو اسکو پروا نہیں          ستائی ہو اسکو تبو کہ جسکو شکوہ نہیں</p>
--	---

ہی عشق سالا کہ اگر حواس پر کہو نہ کہ میں  
 نہا چین کہ نہو ذرا دھبہ ہی نہیں

<p>ابھی تو کوئی دم جڑی رہو تم تیر چٹکی میں          میری برکتہ بختی کی ہی یہ تیر چٹکی میں          مزارش شوق کی ہی کبہ تر سکتی ہی گلاب          گشت امنی ملک فلک گر دل عشاق کی سج          خام بھی ہو فدا کی اود پر ماند ہی ہر کوئی          سر نہا نہیں کہو لا نہیں پی ایک مدت          ہم اوس ناوک فلک گر بڑھو تھی پرتی جڑ</p>	<p>تا شای نگاہ حسرت بخیہ چٹکی میں          کہ بکر خاک اٹھتی ہی جوں اکبر چٹکی میں          قلم کیا جانی کیوں کر ہے دم تیر چٹکی میں          شہر نکا نہیں ہی ایک دم ہر تیر چٹکی میں          یہ شکل ہی میری جی نہیں تیر چٹکی میں          مگر ہی اکجک بھی بوی می جاگیر چٹکی میں          صدا پائی کہ کو سون اوڑ گیا پھر چٹکی میں</p>
--	--

<p>دکھائی تھی ہی سو فار کی تصویر چمکی مین          ملواس سی تو جان عاشق دلیک چمکی مین          زبان شمع کو پکری ابھی گلگیر چمکی مین          لہی پرتی مین خوبان جهان کیسر چمکی مین          اوڑھی جو بھی اسی آسمان پر چمکی مین          جاجاتا ہی کچھ خامہ دم تحریر چمکی مین          تپلی پر اوہ جان ہی دوسری شکر مین          زبان کو تمام تیار ہوں دم تقریر چمکی مین</p>	<p>نہ کینچ ای چارہ گھوٹکی ہی تیرا دسکا اڑھان          نو یوں چمکی چمکی چمکان مصل مین شمع          اگر آتش زبانی کا کری اوس بزم مین جو          مہترامی لیا پے شانی سی کھداوے          کچھ انداز پوچھ اوس نوجوان ناوک اگلن کا          یہی جی چاہتا ہی حال اونکو کھنی جی          دکھاتی مین قدر اندازان کو کو کو کو وہ          نہ لب تک بات کوئی ہسید کی آجائی ناہن</p>
---	--

کمان اوتری نہ سالک سطح تدبیر ناوک  
 فلک جوڑی ہوئی ہی ناوک تقدیر چمکی مین

<p>پاس آجاتی مین اغیار تو جب سنتی مین          خوب کیفیت بیداری شب سنتی مین          کہتی مین خشر کا نگارہ عجب سنتی مین          مین پکاری ہوئی کتا ہوں سب سنتی مین</p>	<p>غم دوری کا بیان مجھ ہی کب سنتی مین          جان کر دلتی مین نید مین بس آپکو          خشر کو خشر نہ بھی تیری آفت زدہ لوگ          میری زیاد قیامت ہی نہ پھیر دیکھو</p>
---	--

سالاک خستہ عجب تہی ہی روتی صوٹ  
 بھس جی سنتی مین ہم رنج و تعب مین

<p>اور رنگین ہی بیان جن جگر سی استن</p>	<p>وان مضر گنت گلمای تری استن</p>
---	-----------------------------------

دیدہ طوفان فشان اتنی تو فرصت ہی داد خواہوں کی کمین شہر نہیں اتنی	خشا کے لون سوزش فاع جگر سی استہن پہر چپا تھی فی فاقل کسکی ڈرسی استہن
	ماجرای اسٹخفین کت اسالک رقم باندہ دون بازوی مرغ نامہ برسی استہن
اپنی در پر بھی رو فی دی کہ سائل مہروز صبح کہتی ہیں جی ہی شربصل موت ہوتی ہی رحم و نراکت میں لڑائی کیا کیا	جہولیان گوہر شہوار سی بہر قلعہ ہیں جان کیوں بولکی مرغان تحریر قلعہ ہیں سربار جزا نوپ وہ دہر قلعہ ہیں
	یہی قسمت کہ ہونا نام ہمارا سالک بی نقطہ ہی وہ سناتی ہیں اگر لیتی ہیں
کمنی کا غیر کے تو سیکو تھیں گیری جولوگ رہی ہیں مجکو تو شرم سی خط میں نہ لکھ کی حرف و فاکا و شہائی اوٹتی ہیں روز فتنہ و آشوب یہاں سی ہی کیا سوربن رہا ہی خدا یا کہ چرخ پر	پر تیری انگہہ راز کی تیری امین نہیں آتا خیال میں ہی وہ پروہ نشین نہیں ور نہ کہیں گی لوگ کہ یہ نازین نہیں کچھ آسمان سی کم تیری گہر کی زمین نہیں منا شان مانہ شور آفسہین نہیں
	ہم ہی اسی اوٹھائیں فرشتوں کی کیا محل سالک یہ بار عشق ہی عرش برین ہیں
دل پافت آبی اب ایک آن میں	زلف کچھ کہتی ہی اوسکے کان میں

<p>کیونکہ اوس کا فر کو لاؤنی بیان میں  اگے جو اے تیرے ایمان میں  شک کا مضمون بھی سہم دیوان  جیتے ہیں پر موت کے ارمان میں</p>	<p>ساتھ اوسکی غیر بھی آجائے گا  قیمت دل چاہتے ہو سے کئے  ہی یہ نفرت غیر سے لائے نہیں  پوچھا کیسے ہماری زندگی</p>
	<p>طور مرنیکے نہ تھے سالک تیرے  ہاں مگر رکھا ہی کیا انسان میں</p>
<p>ہم تجھی کو گواہ کرتے ہیں  یوں ہی نامہ سیاہ کرتے ہیں  ہر نفس قطع راہ کرتے ہیں</p>	<p>تیری بیداد کا قیامت میں  ہو س زلف حور میں وعظ  جانوالے عدم کی بیٹی ہوئے</p>
	<p>کیون میرا انصاف اوسکو دے  کار فرادہ نگاہ ناز ہی  کستی ہیں دل دہشتی قصہ ہی  وصل سی خوش خیال دی  لیتی ہیں عشاق انکھوں پریم</p>
<p>اور روزِ خزا ہوتا نہیں  یہاں مقدر کا لکھا ہوتا نہیں  پر وہاں اوسکا ہی نام ہوتا نہیں  دخل یہاں غبار کا ہوتا نہیں  ظاہر اوسکا نقش ہوتا نہیں</p>	<p>غیر کو واقف اسرارِ کروں یا مکروں  سو ستم کرتے ہوا انصاف کھدو تم آپ  جانکر مقررہ کیا جانی کہیں کیا امید</p>



جہانکرم مجکو و ہرٹ جائیں جسے نگاہ	جانب رعدن دیوار کروں یا کروں
صدای غیر پری آئی جو سوزناز و زک کہوں نیکو ستازی کیا دل تباب کی	مقراری نگاہ شوق آیا ویرگی دہون ہوا ہی ارمین کہ خجانی بیٹن
روان ہی شکستہ شمع ایک شہ میں شبہا ہوتا عجب احوال سی سالاک کے یہ کہا بزم دلبرین	
مرض عشق کا علاج نہیں وصل نہیں سی کو امید عشق کی بی نیازان کو	کل اگر چ گئی تو آج نہیں کہ میرا درد لا علاج نہیں ہکو اپنی ہی صلیب نہیں
کبھی برسوں خلوت میں جب کام چو پائی غیر سی مشورہ ظلم و ستم کرتی ہیں رشتہ کی غیر کی نیک خوشی ہی کہی کہینچ لی ابروی جانان کی جو مانی تصویر خود بنا چاہتی ہیں مورد بیداد اغیار کہ حال غیر مجھ ہی قسم لے اگر کہوں دشمن ہی اور کون جو برسامی یوں بلا نزع میں مطلب دل کس سی کہلانا ہی ایک تو رخ اسیری ہی اور ادھر صیبا	دگر کبھی رکتی میں سر پر رزبانو گہ بناتی دیکھتی آج وہ کیا ہم پہ کہہ تے ہیں اب نیم مجکو ہوا ہی کہ وہ غم کرتی ہیں تو اسی تیغ سی ہم ہاتھ قلم کرتی ہیں زہر دیکر مجھ اپنی لٹی سم کرتے ہیں غلام میں وہ نہیں کہ ادھر کی اور کون کس طرح آسمان کو مد نظر کہوں اب بھی مجھ تو اشاروں سی ادا کرتا ہوں چھترتا ہے کہ تجھی آج رہا کرتا ہوں



نہ پہنسا ہمو دام میں صیبا دہ	اگ ہم بال و پر میں رکتے ہیں
ہینن رکتے تصور مژدہ ہم	ایک برجی جگر میں رکتے ہیں
لطف سی ہی ادھر نہیکہیں کاش	غیر کو وہ نظر میں رکتے ہیں

جو دل میں غم نہو چشم اشکبار کیونکر ہو	سمای دل میں تو راز آشکار کیونکر ہو
اگر نہ وعدہ کرو اتنا غبار کیونکر ہو	سکون خاطر امید وار کیونکر ہو
اگر لکائے نہ کہو کمر سے تم خبر	ثبوت صنعت پروردگار کیونکر ہو
شب فراق یہ کہتے ہی اور تاری	سحر سے پہلی ہے روز شمار کیونکر ہو
گرہ سی اپنے جو ہر نقد جان تو دوں انکو	کسی کی چہنبر کسے پر شمار کیونکر ہو
جلای دیتی ہی صحرا میں گرئی رفا	چہا ہوا میسرے قدموں میں خار کیونکر ہو
کسی طرح سے ہینن قربت ملک منظور	ہماری خاک سی اونچا غبار کیونکر ہو
زبان کیل کہی ہے میری محبت نے	زمانہ دوست سھے راز دار کیونکر ہو
نظر عدو کی طرف اور محسی وعدہ وصل	تم اہی جاؤ مگر اعتبار کیونکر ہو
زمین کی جوتے ہیں پیوند ہم ابھی لکین	کسی سی پوچھو کہ زیر فرار کیونکر ہو
تقین نزع ہتے مگو گمان شکوہ ہین	کہ جملہ سے پوچھتی ہو بار بار کیونکر ہو
وہ بد گمان ہیں اسکو کنا یہ جانتی ہیں	شکایت ستم روزگار کیونکر ہو
نبا کے حق نبی کہا اہل من علیہا فان	نباے دارف استوار کیونکر ہو

<p>نکاح یار جگر کو غم نہ زول کو غم نہ خدا فی دالی سے بجلی غم نہ لکی گئی ہیں خواب عدم میں ہم آخر شب جگر کی تری ہوئی سداہ انکھوں میں وہ لی چکر میں اب لطف ظاہری نہ کو بہن ہی فرصت ہی اوس گلی مجھے</p>	<p>خدا تک ہی سہی سنی کی پار کیونکر ہو ملازل ہی نہیں اب قسار کیونکر ہو ہماری نیند بھلا ہوش یار کیونکر ہو وہی قرہ ہی مگر اسگب ار کیونکر ہو شکار کر کے کین شکار کیونکر ہو وہ رونق اب تیری ہی کو ہمار کیونکر ہو</p>
---	---

وہ وضع سی اب تیر ہی گیا سالک  
تیری گلی میں گرز بار بار کیونکر ہو

<p>نہیں مکن کہ سید ہا آسمان ہو عنیت جبر میں کیونکر نہ جان ہو جوان نختی سے کیوں خوش ہی کی غم وہ سرگوشی کسی سے کر رہے ہیں رہے دعوے کہ روئی عمر بھر ہم جو ہم وہاں خاک میں ملنے کو جائیں نہو غش ہی تو میں انکھیں نہ کہولوں زبان ہکتی نہیں ذکر عدو میں یقین ہو عرش پر بجلی ہو پیدا</p>	<p>عظ سچو تو بچپن بھر بربان ہو ستم پر جب گمان تھکان ہو اوی پیری رہے لازم جو جان ہو کہیں یارب نہ میرا راز دان ہو شب وصل اشک شادی کروان ہو زمین کو ہی جانان آسمان ہو میری نظروں میں تم ہر دم نہان ہو خدا نا کردہ تم میری زبان ہو اگر سدا رہ پر اپنا شیان ہو</p>
---	---

<p>منہن سنتے وہ کوئی دہستان ہو</p>	<p>مشابہ ہی ہمارا حال سب سے</p>
<p>اگر روکون نہ چشم ترکو سالک جہان کا نام پھسے کیون فلاں ہو</p>	<p>وہ دشمن دوست ہو یا آسمان ہو یہ الفت کیونکہ سینے میں بھنسان ہو</p>
<p>اجل نیکر ہی کوئی مہس زبان ہو کہ خاموشی بھی جسکا ایک بیان ہو دعا سے آدمی کیونکر جوان ہو مکین بنیے اگر کوئی مکان ہو وہ رسوا ہو کے شاید بدگمان ہو قیامت سامنی ہی تم کھان ہو کوئی بیمار غم جب پنجبان ہو کہو کے پہر کہ تم سب پر کران ہو فغان ہوا دیکھو میری فغان ہو</p>	<p>زیلجا وصل دائم کی ہے خوبی نظر میں ہی حقیقت شہبخت کی بھی رسوا کیا دشمن فی خوش ہون کہوں احوال یا دیکھوں کروں کیا کرین ضرب اہل صحت کو میسے اوتھایا در سے کتنا سہل مجکو سین اچھی طرح اور پھر سین نہ</p>
<p>اگر زیر زمین ہی جاؤں سالک زمین کو گردش ہفت آسمان ہو</p>	<p>مہلت ایک دم گرد پہر لہنی کی دی نچر کو لاؤنگا مھر سلیمان ہی تیری تیختر کو وہ فواشکار خفت کش کب کراہی یا</p>
<p>روک چٹکی میں ذرا سی ناؤں فگن تیر کو گو نہ پنہی وہ کلام غیر کے تاثیر کو علاق نسیان میں لگا ہی بہری تھو کو</p>	<p>مہلت ایک دم گرد پہر لہنی کی دی نچر کو لاؤنگا مھر سلیمان ہی تیری تیختر کو وہ فواشکار خفت کش کب کراہی یا</p>

<p>             میں نے یہ دیکھا کہ وہ مجھ ہی ہوئی ہیں مجھ کا نام              صورت دل بستگی زندان میں کچھ ہو جا سکی              یہ بھی تھا ایک امتحان کا پروازان شوق              تم بھی ہو میں سخت جان تھی مقتیل چلی              میری سینے میں جگہ پانی بہت دشواری              عقدہ قسام ازل فی جب لکھا یا تا کام              حلق پر چلتی ہی رک رک کر گریا ہی کیا              خطیشانی نہیں مٹا مٹا میں لاکھ ہم           </p>	<p>             جاوے پوچھوں اونی ہی اسباب کی تعمیر کو              زلف سی دیجی کوئی حلقہ میری بکھر کو              ورنہ فتن عشق میں کیا دخل جوئی شیر کو              دیکھ نیکے ایک م میں جو شہر شیر کو              تیری شکر گانگی نہ صورت گر بناتی تیر کو              خامہ سی پہلے تراشا ناخن تیر کو              تیری نازک ہاتھ سی چلنا تیری شیر کو              مل گئی تھی کیا سیامی کاتب تقدیر کو           </p>
---	---

اوسکی عاشق ہو کی رضا میں تھی نام اوری  
 ورنہ سالک کون پوچھی غش کی تشیر کو

<p>             تیرا کرم ہو تو کیونکر وصال یار نہ ہو              جگر جلا ہی کہ آنسو میں تیرگی سی ہے              وہ وعدہ کرتی ہیں اور زہر کی سی جگہ لگا              وہ بد گمان ہیں کہ کرتی ہیں امتحان لیکن              پناہ عرصہ محشر سے مانگتے ہیں لوگ              نظریں خاک سمائی وہ ہو قیامت ہی              بیان کرتے ہیں ہم خاکساریاں اپنی           </p>	<p>             وہ زندگی دی الہی جو مستعار نہ ہو              یہ رہ گھر ہے جو دہونی سی ابدانہ ہو              ڈرا ہوا ہون کہ پھر درد انتظار نہ ہو              جو مر ہی جاوے تو الفت کا اعتبار نہ ہو              گمان بکھو یہ ہوتا ہے کوئی یار نہ ہو              حرام ناز سے جو فتنہ آشکار نہ ہو              الہی اوسکی طبیعت میں کچھ غبار نہ ہو           </p>
--	--

<p>ابھی سی ناخن دست جنین یہ کاوش کیا          ہنوش کش امید و یاس میں رہنا          جہان ہوں زبر زمین دفن تیری سوختہ جان          خبر کوئی نہو یوں چسبج کو جلا دیجی          وہ ایک غیر کے ملنی سی میل انکھ میں لگا          شبیدہ ناز ہوں کوثر پر نشہ لب جاؤں          زبان سی کرتے ہیں وہ وعدہ میل لگان</p>	<p>خراش سینہ موجب پیرہن میں تار نہو          یہ خوف سی متلون مزاج یار نہو          ہر اہوا کوئی گلبن سرفراز نہو          وہ آہ کنہیچے دل سی خوشعلہ باز نہو          جولا کہہ جسم نرم کڑی اور شمر ساز نہو          دعا یہ ہے کہ وہ شمشیر ابدار نہو          ادایہ کتنی ہے کوئی مسید وار نہو</p>
--	--

دام وصل تباں چاہتی ہیں ہم سالک  
 وہ لاکھ بار ہو کیونکر جو ایک بار نہو

<p>ادھاروں بھر میں زانوسی کیلئے سر کو          بہائیں گریہ سی ایک بار ہی سمندر کو          وہ کشتہ ہوں کہ میرا نام زندہ ہی قاتی          کہوں قریب سی گردنت خلش اپنی          فلک گرے تو گرے ہمیں پہلی ہی سر پر          ابھی تو روکے ہوئی ہیں ہم کہ عالم سوز          سمجھتی ہیں کہ تعین ہموئی انتظار بڑھتے          نہ تھا کوئی دل بی گزرو کی لائق کیا</p>	<p>کہاں داغ کہ دیکھوں میں چرخ خضر کو          نبائیں کیلئے ناسور دیدہ ترکو          ابھی نیام میں کرنا کہیں نہ خضر کو          تو کہیں لے میری سینہ سی نوک نشتر کو          فغان سی اپنی اٹھایا ہی غیہ کہ گہر کو          ابھی تو دیکھتے ہیں چرخ کینہ پرورد کو          وگرنہ پوچھتے کیوں وعدہ کر لی گہر کو          کہ جم کو جام ملا سینہ سکندر کو</p>
--	---

عش پسند میں جو درد ہو دو اچھین شریک خواہش زہد ہم ہی ہو جاتی مناقص سی نکالی سلامت ابلی اگر بہرا نہ پیرفان کیا سمجھ لیا تو نے کہان کی صبح کہ ہر کا طلوع مہر بہان	ہم آپ توڑ کی رکھتی ہیں دل میں نشتر کو ارم کے بدلے ادھاتی جو کوی دگر کو بچھائیں توڑ کے ہم آشیان میں شہر کو حیات غیر کا پیسا نہ میری ساغر کو شب فراق دکھائیکے روز عشر کو
--	--

چلی ہیں کو چہ جانان میں حضرت سدا  
یہ جان کو کہ گئے گزرے زندگی بھر کو

کیونکر کہوں کہ نزع میں خاطر خیر نہ ہو دہب کا میری جان کہن کو نبادی ہو دیکھا تھا مجھ کو خلق فی دشمن کی گہریت رگ رگ میں نیش عشق ہی اچھا رہ کر میر فصل بہار جامی تو یوں دام میں نہ ہو نامح کی پند ہی کہ میرا نالہ وہ سخن	تو سامنے جو میری دم واپس نہ ہو یارب یہ آسمان نہو بھیہ زمین نہ ہو چرچا یہ ہے دہر میں تم شکر مین نہ ہو یہ درد وہ ہین کہ مین ہو کہ مین نہ ہو صیاد کو ہی چاہئے رنج کین نہ ہو موہ نہ سی نکلی ہی جو تیری لاشیں نہ ہو
--	---

ساگ جو صبح تک کئی جاوے میں نفع  
بیدار شب کو زاد غلوت نشین نہ ہو

لگی پہاڑے بہت حق ابروی لاش لگ گئی نہا دوست ایک ت میں معنی لاشی شکر کو	شایا سنگی نے صورت عریانی تن کو کنوی لا کہوں جہ کا کر راہ پر لی آئی نہر کو
--	--



<p>تور کہہ لیتی شرہ کی جامی ہم کہنویں سنسن کو  ہمین ہی دیکھنا ہی ننگا ہ سامری فن کو  ابھی ہی چاک کہ کہوں جنوین چرب من کو  ابھی اوش شہسوار نازنی چہیرا ہی قوس کو  اگر بجلی گرائی ہی تو رکھدین میری من کو  رفتار گریبان ہی کیا ہی چاک امن کو  کوی سنتا نہیں ہی چوں کی شور و غوغا  ہمین کیا خاک چمن ہی سکون ہو جنت فن کو  کہ ایکے خون کی اگر ہادی ہی ہی فن کو  کیا ہی گرم تپہ کو کیا ہی نرم آہن کو  کہ ازار محبت یا الہی ہو نہ دشمن کو  پرایدل چاہنا ایسی جفا کردار و فن کو  ملا لیکے صدائی صورتیں گرمی شمع کو</p>	<p>تیری غم کی سوا اگر ایک ہی نسل انا  وہ دشمن ہیں کہ ننگ ستم ہی لٹا ہی  بیکے زخم ننگ کو دکان شہر کی پہاڑی  ابھی ہمو ملا دی خاک میں ای چرخ کپور  وہ کیوں ہیں تنگی کا نشانہ اغیار سنی خوش  جنوں ہی کم نہیں یہ بخیہ سازی چارہ گری  نکٹے کو ہیں وہ گہری حجوم خلق ہی در  زمین بخش میں ہی بیانی دل ہی دشن  ریگا دفن ہو کر کیا شہید عشق کا پردہ  خدا جانی وہ دل کیا ہی گزیر میری کون  ہوا کیوں غیر خوش میں فی تو غیری گنا  تبان خوب رو کی چاہی میں کیا برائی  فزون ہو جا سکا غوغا بقدر ایک و شہر کی</p>
---	--

ابھی ہولا ہوا ہی ایک ذرا وہ کوچہ یاد آئے

تو پہر سا لک دیکھن کون لیجا تا ہی گلشن کو

پر تیری یاد میری دل سی کہی دو پہی  
وصل میں دن ہی اگر شب دیو بحر ہی ہو

جاو نخت میں کہ وہاں چن ملی خوبی  
تیرہ دزدی میں ہی اعلیٰ شب قیاب

میری نزدیک تھے ہی پہل عدم کا جانا میری ظلمت کدہ میں شمع محروم بجائے کر یہ خون کا بہانا نہیں آسمان اسے بار نجات وہ حال یہ کیونکر ہو بھی فصل بہان	اس قدر بعد مگر یاری منطور ہی ہو جس سے دنیا کی افلاک جی وہ فوری ہو یہ جب آتا ہی کہ دل میں کوئی ناسو جی یہ تو جب ہو کہ مقد ر بھی ہو مقدور ہی
--	---

ای بی اکی بکر گزری سالک	خستہ در عشق پتی مجبور ہی ہو
-------------------------	-----------------------------

ظاہر کیا ہے فتنہ رفتاریار کو اس طرح کہیے لذت آزار یار کو ڈر ہے کہ اونکو دیکھہ کی آرام آئے جائے افسوس جان بیتیہ میں سب دل دعا ہم لیکے ساتھ حشر میں داخل کو جائیں گے یہ جیلہ درستی بند قبا ہے کیون شاید کہ امین دیکھنے میری غم کی پیر نظروں میں چو پٹے میں اشارات و بھڑ یہ کس جہان فریب نے پردہ اوٹھایا مطلعان شہر نے کہیں چھوڑا نہ ایک پہان میری نظر سے یار کہیں فلک احوال زار اذ کو دکھانی چلا ہوں آج	آسودگی پسند نہیں روزگار کو حرص جفا ہو بوالہوس بدشعار کو آمیہن دیکھنے وہ میری نظر ار کو خاموش دیکھ کر وہ میری راز دار کو دیکھنے شان رحمت پروردگار کو ذکر گذشتہ میں نگہ شرمسار کو کہد و نہ اونے شردہ فصل بہار کو مشاطلی ضرور نہیں حسن یار کو پہچا تا نہیں ہی کوئی یار یار کو دشت فی میری دشت کیا کو ہمار کو آنا سیاہ کر میری شبہا می تار کو کاشا بچتے ہیں جو میری جسم دار کو
--	---

ساک ملا رہیگا مجھے خاک میں یہی

سمجھا ہوا ہوں میں فلک بد شعار کو

بس ہو ہزار زندگئے مستعار کو  
روون نہ اپنی ہستی بی اعتبار کو  
عمر گزشتہ جانیئے فصل بہار کو  
آغوشِ جان زمین کی فشار کو  
یجاون ساتھ زندگی مستعار کو  
جنبشِ نہیں زمین سی ہماری غبار کو  
پائین فرار میں نہ میری جسم زار کو  
اب چین کیونکہ ہو قرۃ العین زار کو  
اسی زمین دکھائی ہی ہر شہسوار کو  
اچھا بہشت میں نہ ہوں کوئی یار کو  
عذر گنہ کیا گنہ شر مسار کو  
نوسید پیر تے نہیں امید وار کو  
پاتا ہوں ہیرانِ فلک کینہ کار کو  
اسد عمر دی میری شہزادے تار کو  
بزم شراب میں وہ میری رازدار کو

دیکھوں اگر گہٹا کے شب انتظار کو  
کیون ہنسکے دیکھوں خدہ برق شرار کو  
ابکی تو بس خزان ہی میں قصہ تمام  
کھل جامی گزرا میں کھڑکی کشت کی  
کیسی عزیز شے سی کہ بس ہو تو قبر میں  
اوس کو میں چلکے دیکھ لی طوفانِ غبار کو  
چمکی نہ داغ دل تو کہی منکر و کیمیر  
چیرا ہے ذکر آپ فی طوفانِ نوح کا  
ہو رکھ رکھا و خضر ہی سی رخسار کا  
آجائیں دیکھنے کو نہ جو رین یہ شرک کی  
انہیں نہ چار داو و محشر سے ہو سکیں  
ظالم سوال وصل پہ کچھ تو زبانِ بلا  
دہو کا نہو بلائیں نہ اوٹیں زمین سے  
دیکھوں دکھا سکا بھی غور شید حشر کا  
رکھی خدا ہی پردہ خود لیکئی میں ہی

چندی ہماری پیڑھی کرنی ضرور تھی	قبضہ میں کیوں؟ غنائی رکھا اختیار کو
سیراب میری آبِ پائی سی دشت تھی	میری قدم عزیز ہیں ہر نوک خار کو
شعلے ہزارا دھتے ہیں تھوڑے سا کی	پہچانے کیا کوئی میری شمعِ خزار کو

آئینہ دیکھ دیکھ کے روتی ہو عشق میں  
سالمک نہ سوچی پہلے ہی انجام کار کو

شوق ہی لوحِ خزار ہو نیکیو	ہی کیسا گلزار ہو نیکیو
یار بھیجی ہیں دسکونم کجا	چاہی عسیر یا رہو نیکیو
شرم ہی چرخِ پیر شرم کہ تو	کیوں نا بد شکار ہو نیکیو
چشمِ بنیابی بھوس درگا	محور دے لگا رہو نیکیو
عہد لون اونی پر کہا لانی	عمرِ مسید وار ہو نیکیو
اوینن الکا ہوا سی م پنا	آئین کیوں شرمسار ہو نیکیو
ایچی ورنہ خامشی سی ہی	راز ہے آشکار ہو نیکیو
ای دل اس بختِ غنیمت جان	ستم روزگار ہو نیکیو
خوابِ گنہوں میں شمعِ	غش انتظار ہو نیکیو
یون ہی انکار وصلِ غیر اوین	کہ ہوں میں شرمسار ہو نیکیو

بزمِ جانان میں حضرت ملک  
آپ کیوں آئی خوار ہو نیکیو

<p>بہ نام جانکر ہوں جو وہ نیک نام ہو          جھکی نظر میں جلوہ بالائے بام ہو          مصروف ماتم دل حسرت مقام ہو          در نہ ہماری نقش یہ پیرا درد نام ہو          وہ می جو محکو حجبرتان میں حرام ہو          وہ قصہ کیا کہوں چرا بہی نام نام ہو          پر کیا کہوں کہ غیر سے تم بہ کلام ہو          مشہور اس زمانہ میں تم خوشخام ہو          ہرگز نہ ہوں ساز جو دشمن نام ہو          جس صبح کو نصیب دنیا میں شام ہو</p>	<p>منظوری خلاف و کوئی کام ہو          ٹوٹے اگر فلک تے ہوں سرگون کہی          بیٹھے ہو کیا یہ کہتی ہی صبح شبصال          خود آئی ہیں ضرور وہ تشریف کے لئے          افسوس بزم غیر میں یوں روح بخش ہے          پورے ہوئی نہ اوسکی تم ہی توجہ میں          ہن کج میری کہنی میں کچھ کہوں کہیں          چالیں نہ سیکھنا فلک کج بہاد کی          دین سجدہ بڑے چار قدم اوسکی فدا          یارب شب فراق کو میری وہ صبح دے</p>
--	--

کسی کیا ہی وعدہ یہ کسا ہی انتظار  
 سالک بحث اسیر خیالات خام ہو

<p>ایچھ وہ آزار ہی دی چک جو رہا ہو          اس ڈھنگ سی نالہ تو کیا نہ رسا ہو          کچھ موند سی ہماری ہی نکل حامی تو کیا ہو          ظالم نہ کہیں غیر نے یہاں پانودہر ہو          کیا تیری سیاہی سی کمرانی لفظ نا ہو</p>	<p>کہنچوں میں اگر نالہ تو کیا جانی کیا ہو          وہ آئی ہی تو ساتھ لئے غیر کو یارب          کرتے ہو جو تم صحبت اختیار کی تہاں          جگتا نہیں سر کج تیرے در پہ ہمارا          ہو جای اگر صبح ہماری شب دیو جو</p>
--	---

<p>سب صرف کیا یار کی مختار فی حیط وہ منکے ہی سنتے ہین نالہ میرا اورین</p>	<p>قفسے میں بہا کیا جان کہ اب خبر نہا اس دم میں مرا ہوں کہ ابکی نہا ہو</p>
<p>سالا لکئی ایسی سی ہی کرا ہی محبت کہنت یہ کیا تو فی کیا تیرا برا ہو</p>	
<p>میری خضر خوش کہ نام رہی اور شان ہو یہ گہر قیب کا ہی یہ کو چہ ہی یار کا پہر تہا ہی اپنی بات سی کوئی جو ہو جو وہ کیا جفا ادٹھای کس امید پر جی کیا جانی رسم کرمت و شیوہ سخا یہ خوریاں ہین ذوق وصال دوام کے کیا کہنے باجرا ی شب غم وصالین تہا نہ مجھ و صل میں احت ہی ہنگام کثرت سی غم کے سینہ و دلین بگمین</p>	<p>ہمکو نصیب زندگی جاودان نہو ای نالہ عزم سیر کہ لا مکان نہو کہتے ہین اسکو دل یہ تمہاری زبان نہو جسکے نظریں کوئی حد تھکان نہو جو پروطریعت سپر معان نہو ورنہ کہی دعا سے زلیخا جوان نہو وہ حال پوچھتے ہو جو کچھ ہی بیان نہو تجکوبہ ہی بیم ناکہ آتش فشان نہو جائی کہ ہر کو اور جو ہو ٹھونہ جان نہو</p>
<p>جو دشت پیش آسکا سالک پس از فنا اوس دشت کی فلاح کہیں یگانہ روان نہو</p>	
<p>شکر کیجیہ کہ ہین تاب تکلم مجکو اپنی باتوں ہی اگر قتل کرو تم مجکو</p>	<p>ورنہ اسطرح ہی جو چاہو کہو تم مجکو نسنوں حضرت عیسیٰ جو کہیں تم مجکو</p>

ہمہ گیر نی سیری ام کئی دستور  
 ہوا اگر چشم حقیقت تو نظر آجائیں  
 او سکودیکھو کہ وہ ہی مجھی سو اگر دشمن  
 جسکو خوشحالی و عشرت پر غور آتا ہی  
 ہو کی رسوا اسی ضد دہری آجاتی ہی  
 حشر کو ہی ہوا شامل لعنت اموات  
 غصہ قاتل کا بڑا یا یہی لعنہ دیکر  
 غرت منظور کو ایک قطرہ فی حبس کہہ دیا  
 کریہ کو ہی وہ ترقی کہ نظر آتے ہیں  
 غرق کرداب فنا ہو کے یہ پایا آرام  
 جستجو اسکی اور اس ضعف میں حیران ہو جاتا  
 آپ ہی سوچکی برسوں میں کون تدبیر

خاک پانی ہو جو جو عسز م تھیم مجکو  
 قطرہ میں موجہ و گرداب و تلاطم مجکو  
 آسمان نیلے ستارے نہ کہیں تم مجکو  
 دور سی او سکود کہہا دیتے ہیں دم مجکو  
 خوار رکھتا ہے میرا شور قتل مجکو  
 کر گیا جلوہ دیدار کھسان گم مجکو  
 زندہ گویا کہ نہیں چوڑ نیکی تم مجکو  
 عشق اس می سی پلاتا ہی کئی غم مجکو  
 ہر جگہ خاک میں دریا کے تلاطم مجکو  
 جانتا ہوں کہ ملا ساحل قلم مجکو  
 اپنی سایہ سی ہی کیونکر یہ تقدم مجکو  
 اور پرہیز ہی پردن ہو تبسم مجکو

نہ پہی عشق تباہ میں کوئی سالک لیکن  
 چشمِ عبرت سی نہیں دیکھتے مردم مجکو

اسی اجل تو ہی کہیں آجا بلا سی رات کو  
 جاگتی ہیں سیری نالو کی ضد سی ات کو  
 ہم کہیں کچھ حال اپنا کیا ضد اسی رات کو

ہو چکا وعدہ وفا اس بیوفاسی مات کو  
 ناز شب بیدار سی زہا دکلی یہ اسل ہے  
 روز عشرت تو کہتا دنیا کے جگر و نین عام

دو ہی آجاتی جواتی نہیں کرتا کوئی	موت آئی ہو جتنی التجا سی رات کو
شام ہی ہو جگو مزا تھا کہ سالک اور گمنامی	نیندا و سکی شیون اہل خواہی مات کو
کیا بھر میں امید محسوس ہو کہ ملی عمر	اوتنی ہی کہ جتنی ہی درازی سیر شری ہو
لکھا ہے سیر نام پر غم پہلی قلم نے	باقی جو رہا کچھ تو دیا دہر میں سب کے
ہر چرخ سوافق بھی تو کیا لکھے وہ مالک	دیکھا ہی نہو جس نے کہ سامان طرب کو
خوش ہی تیری کو چین کہ وہاں خشر بیا	یہاں میں کہاں سالک بھگا طلب کو
زینت ہی چرخ کی یہ اثر کیا پسند ہو	تارا سا چمکے لب سی جونا لب نہ ہو
سو نہ کا فرہ بگاڑ دیا بھر مارنے	جو خندہ لب پر آئی سیری زہر خندہ ہو
اچھی میں خوب رشت سخن سی ہی جھگو کام	سالک نہاں اوسی جو مخلص پسند ہو
اثر نالہ نہو آہ کے تاثیر نہو	غرض اسے چرخ کوئی وصل کی تدبیر نہو
دعویٰ سوختہ جائیگا نذر کیا دشمن	جب تک ایک شعلہ زبان پر دم تقریر نہو
رہ نہ آئی نہ جلی چرخ دل کیا اسکا	کہ میرے لب پر کہی نہاں شہ گیر نہو
ہے خذک قضا طے دیکھو	جس طرح دیکھو دیکھو
ہو چکی بس بس آپکی بیداد	اب میری آہ کا اثر دیکھو



کہا اوس ی کہ مارتنے سالکے لاکے	کہا تم ہی کہو روکا ہی کنسی کئی آئی کو
چشم خوبا رسی پکا ہی لکڑ غن سالک	دیگر می کہاں تپی جو تم ساغر سراسی ہو
ہین شب و روز گرفتار کست ادا نام	دیگر ہم جہان بہتہ گئے ہی وہی نذاں کو
لیکی جیب صد لکٹا ہی در جان خطی	دیگر شوق میں جاتا ہوں ہانک آستقبال کو
نوش دار و ہوا گرز ہر ملے کہا نیکو	دیگر زیت ہم جانتی ہن بھر میں مرجانیکو
وصل میں کثرت شادی ہی ہونی چاہیو	تم ہی چہر و میری گزری ہوئی افسانیکو
تہا جفا کش ایک سالک سچ وہ ہی مر گیا	دیگر اب کسی ہستی رہو تم شیوہ بیدا کو

دل وہ شی ہی کہ جو دیکھی تو کچی یار کی تہا	یہ دکان وہ ہی کہ طہق ہی خریداری کی تہا
ایک م بہر کی لئی ہمنی نگا یا تہا گلے	عمر ہی کٹ گئی قاتل تیری تنواری کی تہا
طعنہ و ظلم و ستم لیلی و شیرین عیش	کیا کیا آپ نے عشاق دل انگاری کی تہا
تین چل نکلی دم قتل گلی پر میرے	میں فی تشبیہ جو دی ابروی خوداری کی تہا
خسر اختیار کا شہاد کی ہو گا ہمارا	جوٹ کہتا ہوں تو بس خسر ہو غیار کی تہا
نہ ڈرین خلد میں جاتی ہوئی جو ہواں	اوسکی دروازی پر رک جائیں خبر داری کی تہا
سو گئی نخت شب عہد یہ بھی کہہ کر	کون جاگا ہی تیری دیدہ بیداری کی تہا
اس قدر چرب بانی بنین اچھی امی شمع	بزم جانان میں زبان کشتی ہی گفتاری کی تہا
خسر میں ظالم و مظلوم جدا ہونگی مین	ہی وہاں ہی نہی اوس بت عیاری کی تہا

ہای افوس ہی سالک کی جو انگریز کا  
عشق کی بات گئی اوس جگر افکار کی تیر

<p>اب بعد مرگ دیکھنی کیا ہو خدا کے ساتھ گو یا کہ تجھ سے ملنی چلا ہی قصا کے ساتھ نیچی نگاہ بھی نہیں کرتی حیا کے ساتھ گو یا کہ ہو لئے ہیں کسی رہنما کے ساتھ اب اونکی مدعا ہیں میری دعا کے ساتھ گو یا کہ محکو عشق ہی اپنی دفا کے ساتھ میں گم ہوا نہ کیوں دل حسرت خزا کے ساتھ کی تھی دعا وعدہ فی ہماری دعا کے ساتھ تقرر میری داور روز جزا کے ساتھ</p>	<p>اچھی نہیں بتان تم شننا کے ساتھ روتی چلی ہی خلق تیری مبتلا کے ساتھ جب سی وہ سن چکی ہیں کہ ہم خاک میں یوں مگر ہاں عشق میں نہ رہن کی ساتھ ماگنوں دعا میں مرگ تو امین کہیں عد یوں کہتی ہیں کہ تجھ کو ستائی ہی جا خیر دن فی بی بی سی میری پای دعا آتی ہی اوسکی موت ہی آئی شب صال چپ چپ نہ جانا بھی ایک روز دیکھنا</p>
---	---

شرمندہ بتان ہوئے لاکھ لاکھ شکر  
سالک نے انی سکھو اوٹھایا دفا کے ساتھ

<p>رقہ رفتہ بگیا خورشید منظر آئینہ پہر جوئی عاشقوں کی دلیں شتر آئینہ بزم اعدا رات بہری اور دن بہر آئینہ توڑتی جاو گی کب تک آئینہ پر آئینہ</p>	<p>رکھتی ہیں وہ سامنی عارض کی اگر آئینہ اوس شرہ کی عکس سی گر پامی جو ہر آئینہ کلبہ تاریک میں میری وہ آئین کس طرح عکس ہی برق تجلی کا نظر کیا آئینا گکا</p>
---	---

فرط گریہ نی بڑھایا اور ہسی دل کا بچا دیکھتا ہی وہ تو او سکی دہنی کی شوی صورت جانان ہی سین اور او سین بکری	ہو گیا پانی میں دھونی سی مکر آئینہ کیا عجب خود نکلی اپنی گہری باہر آئینہ دل کی آئینہ سی ہو کس طرح بہت آئینہ
---	---

قدر کیا عاشق کی دل کی بقراری گزرو آئینہ دہان ہاتھ میں ہی اور لکیرن ہاتھ کی زانونی نازک پہ تم یوں بی تکلف دیکھو بسکہ دشمن کام ہوں اپنی طریقہ کی خلاف ہاتھ میں آئینہ کیا تر تم دکھاؤ غیب کو	ولہ بڑھتی ہی سیما ب سی توقیر پشت آئینہ دلبری کا نقش ہی تحریر پشت آئینہ سیری سیری پوچھتے توقیر پشت آئینہ اس غزل میں کر گیا تقریر پشت آئینہ وای بخت روز ہی تقدیر پشت آئینہ
---	---

ہو گیا سیما ب سی شمی کو مگر سا لک سکون دل پہ کہہ کر دیکھ تو تاثیر پشت آئینہ	
--	--

کیا کیا گناہ کرتی ہیں اور پھر رسیدے دل وعدہ جمال ہی شتاق دیدے یکسی غم کی آگ ہوئی ہی گناہ سوز آوارگان دشت خلج میں تہکا ہوا کانوں دل میں آتش غم ہی بہری ہوئی کوشش سی او سکی راہ میں جہاں سے گئے	لا تقنطوا منین ہی یہ اچھی نوید ہے جس دن قیامت آئی وہی روز عید ہے اوتھتا جو دل سی فخر ہل میں فزید ہے شبلی کہیں پڑا ہی کہیں بازید ہے صہبای معرفت کی اسی میں کشید ہے بھی دیں کہ منزل مقصد بعید ہے
--	---

دل سی بھلائی دونوں جان ایک یاد	ہم اسکی ہونٹیں بین کیا اسید ہے
پہنچی ہی دیکھنا نگہ نارسا کہان	یہ قصر لامکان ہی یہ عرش مجید ہے
جمشید حال دہر کہلا جام میں تو کیا	جوبات دیدنی ہی دہی ناپید ہے
ہرزہ سی ہی جلوہ خورشید آشکار	ہر شئی گواہ قدرت رب مجید ہے
رہی ہی رحمت اسکی ہمیشہ بہاد جو	انجام نیک ہو تو شقی ہی عید ہے
پہنچی ہی عرش تک نگہ دور عین	دیکھنا یہ کہ فردہ جبل الوریہ ہے

سالمک پھوڑ محمد خداوندگار کیچہ

تقل دہن کی واسطے اچھی کلید ہے

کہتا ہوں اپنا حال بہت اختصک	آگاہ ہوں درازی زور شمار سے
یہاں ہی نہیں نجات دل بقرار سے	پہر تیری در پراقتی ہن اوٹھکر فرار سے
کیونکر زبان پرایگا راز خسان عشق	ہم کیا کہیں گے داور زور شمار سے
غش دونوں ایک صلبہ دیدار میں ہو	آئینہ گر چراگف دست لکار سے
ایک تمسی دوستی ہمیں اور لاکہ سی عناء	ایک عسی دشمنی تمہیں العت ہزار سے
فتنے تو سینکرون ہی اوٹھی نرم میں دے	اوٹھانا نہ ٹھیکہ کوی پہلو یار سے
نوا و گرم ہو گئی محفل رقیب کی	کیا کیا جلا ہوں میں نفس شعلہ بار سے
وقفہ حدوث حشر میں ہی ایک رات کا	ثابت ہوا یہ طول شب انتظار سے
کیاشی ہی عشق ہی گویا دل گرہ لای	بیشے ہن سر چکامی ہونی شرمسار سے

اوس بونفا کی دھپ سوتی ہی کیا نسیم پیدا نہیں ثبات جو رنگ بہار سے

سالاگ اگر ہی سانس تو باقی ہی کن ہی  
ما یوس ہو نہ رحمت پر در دگار سے

فرط جذب شوق کا ڈر ہی دل پھر سے  
اور برہم ہو گئی وہ شور بی تاثیر سے  
سخت جانی فی بڑھای اور ہی سماج  
رحم بھی زخمی پرانی اوکھو آیا ہی تو کیا  
توڑا دھندہ تعلیم کو نقتے تو اوٹھ سکی بہت  
دشمن جان ہی تیشہ ایک دن نجانگا  
ماجرای جبر سکر کچھ تو دی غلام جواب  
کام مشکل اور وہ مکار ہم سادہ فرار  
جان لیتی گرازل میں یہ مانگی ہم رنج و بدا  
انتہا اپنی جوان عشق کی کہدین جو ہم  
یہ نہیں خواب زلیخا جکا شرہ وصل ہو  
ہم ہی او سکی وصل پہ ہو سوتے تھے رنج  
چ ہی کہہا ہی اثر اللہ فی ہر بات میں  
یہ ہی ہی نیز نگ الفت ایک ہی درو

چھینے پیکان بن اوں لاکھن کی تیر سے  
دن بڑی آے ہماری ناٹھ بگی سے  
تو کٹر چریان بہت ٹھیلے ہی شیر سے  
زخم ہی سینے کو مٹھیں ہیں توک تیر سے  
بزم میں مٹھنے یوں ہی تو کھانگ تیر سے  
بوس خون اسلی اس فرما دجوی تیر سے  
یوں تو پہر و دل کہتی ہیں تم تصویر سے  
سعی وصل یار میں ہی غیر کی تدبیر سے  
چھین لیتی خامہ دست کا تھیر سے  
دیدہ حیرت ہو پیدا حلقہ زنجیر سے  
منید اوڑ جاتی ہی میری خواب کی تیر سے  
اب کہلا حال جان بستہ ہی تغیر سے  
منہ نہایت بڑھ گئی ناصح تیری تیر سے  
اور سنی میں میری چہتی ہیں لاکھون تیر سے

<p>روز و عہدہ ڈر رہا ہو و نو کی تاخیر سے لیکن انسو بڑھ گئی کچھ سرتہ تسخیر سے پرا دلچسپی بشرم آجاتی ہی جیج پر سے کس گنیں بیان انکھان ہی کرت تیر تیر جاتا ہی نہیں بچکر دل نچھیر سے سیکھ لی قاصد اگر چلتا تیری شیر سے</p>	<p>یا الہی ایگی کیا موت اور وہ سارے گو بناوٹ ہی سی روئی شکوہ احوال بی اثر سا ہی میرا ایک لہ کا فی سہی اسے اسی تعامل کشن سٹ نیت کچھ دی کج جواب کر دیا او کو قدر انداز جذب شوق نے نامہ شوق شہادت کس خوشی سی ادھو کو</p>
--	---

دیکھی دل جاتا رہا افسوس نہ سنا بولنا  
سما لک تبو آپ شبیہ رہی مین دلگیر سے

<p>اس سنی ظاہر ہی نہیں غلبہ ان دہلی ورنہ تھی رشک فلک شمع کوشان دہلی کون ایسا ہی کہ ہو جس ہی بیان دہلی ہی الگ عالم فانی سی حببان دہلی ہی اسبوقت کی نکلی ہوئی جان دہلی رہی آبادہ حجر کر بھجے مکان دہلی کوئی دھڑندی تو اسی پر ہو گمان دہلی دیکھ کس رتبہ کے ہین پر و جوان دہلی جنی کہا یا ہی نوز کہ خوان دہلی</p>	<p>روی جنت مین ہی ہم کر کی بیان دہلی اسکی شمنی سی ہوئی عالم بالا کی نمود کس کا تہر کا ہی لکس سی سنا جاتا ہے محشر غدر سی ہی مٹ سکھا او سکھا جو ہی خط و خال کا عالم وہی اتنا گویا حسرتوں کا ہی کینوں کی عجب نہنگا مٹ گئی پر ہی تو ملتا نہیں دلی کا جوا نہستی مین بخت زلیخا پہ تو یوسف پر ہی سج سلوی کی مری سی ہو وہ کیونکر آگاہ</p>
---	---

ہوتی مین دور کی بسج بول سہا و غلط	خلد مین کیا ہی نہیں ہی جیساں پہلی
اس قدر خلع و نوشادی تعریف نہ کر	نہ مشین آتھی دکھاؤں تباہ پہلی
مین فی دیکھا ہی ملا یک کو خریدار سکا	مین فی چلتی ہڑی دیکھی ہی دکاں پہلی
غالب و نیر و ثاقب سی بنا ہی گویا	بیماروں کا محلہ صفہاں پہلی

سکے ہر شعر پہ نہیں نہوں کیونکر نہناک  
سالاک غمزہ ہی مریسہ خوان پہلی

مہر ایسی جفا کی کثرت کی	کہ اوسی غیر فی ملاست کی
تکو اپنی خرام سی مطلب	بہو کرین کہا ہی خلیقت کی
وعدہ وصل صبح دس کوئی	کٹ سکی جس سی فاقہ کی
اپنی بیدا کو نہیں کہتی	سیر سی فریاد کی شکایت کی
اب کہاں حوز خلد مین غلط	تو فی برباد یو نہیں منت کی
ہن جو دنیا کی یہ پرزادین	یہی حورین بنگی خبت کی

ترک عشق اور مین غلط سالاک  
کون روکے زبان خلقت کی

غلط ہی غلط الفت سو نظر مین ہے	کہ داغ سینہ داغ پر مین ہے
وہ میری گہر کی جانب گامزن ہے	سیر سی قدموں ملی چرخ کھن ہے
شب وعدہ کیشگی کیونکہ یارب	یقین وعدہ پیمان شکن ہے



<p>تری گردش ز جی سپنج کہن ہے  یہ کس سی طور پر تو ہم سخن ہے  دل و اہبتہ کیا تیرا دہن ہے  غضب کی وہ لگا چھرفن ہے  کہیں خجہر کہیں وہ تیغ زن ہے  ابھی تک تاب اظہار سخن ہے</p>	<p>ملی ہم خاک میں کرب کے لیکن  کلیں ایک دن نہ کہو بیٹھے کہیں ہوش  کشا د کار عاشق کیوں ہی دشوا  عدو چننا بگر جائے نہ صورت  بڑھا جاتا ہے کیوں ثوق شہادت  وہ کیوں آئین عیادت کو کہہ مخمین</p>
---	--

وفا کا نام ہے سالک سی باقی

یہی محنون ہے یہ ہی کو کہن ہے

<p>ہی درازی شب ائی کی  تسی امید ہی بھلائی کی  دہستان اپنی جہہ سائی کی  دہر میں خستہ شنائی کی  پہر شکاری تھی نار سائی کی  تھی کیوں مجھ سی کچاوانی کی  جس قدر راوی خود نمای کی  بندی بندی میں مٹاؤنی کی</p>	<p>انتہا صبر آزمائی کی  ہی بڑا تھی نصیب کی کہ بچی  نقش ہی سنگ تہاں پیر  تھی کچھ ملکی خوشیوں کی  ہی فغان بعد امتحان فغان  کیا نہ تار وصال شاد و مرگ  راہ کہلتی گئی میری سب  کتنی عابض ہن ہم کو پائی</p>
---	--

اگلی عمر پار سائے کی

رہ گئیں دل میں حسرتیں سالک



<p>یا خفا ہو کے یا خفا کر کے          کہ رہی حشر ہی بپا کر کے          پہر نظر جانب خدا کر کے          اوس سی انہار مدعا کر کے          پر گداز نیلے عمر کیا کر کے          پر نہ اغیار کا کہا کر کے</p>		<p>اوٹھی آج اونی فیصلہ کر کے          اوسکی رفتار سی غنیمت ہے          اوس صنم کی گلی میں جاتا ہوں          غیر تک اپنی بات پہنچا کر          کر تو لین ترک عشق ہم فصیح          بھبیہ جو چاہی ستم کیجے</p>	
	<p>مفت دلت اوٹھائی سالکے          ذکر اوس بزم میں میرا کر کے</p>		
<p>تلا فی عید اضحیٰ کی غم ماہ محرم ہے          بھائی شہکے مدت ہوئی پر گنہ میں ختم ہے          تاشاگر سیری دیوانگی کا ایک عالم ہے          پڑی کانوں میں اپنی کہستانِ آم دم ہے          نتیجہ کوشش و تدبیر کا انسان کی غم ہے          نہ بھی تھی قسم کہانی جلدی میں ہی غم ہے          اگر غیرت نہ ہوا تو چاہیہ ہی ایک دم ہے          تو پر بیہودہ ہی گداز دیتی ساغر غم ہے</p>		<p>نشاط وصل کا محل مقرر ہجر کا غم ہے          جلائی دلو گدازی عمر لیکن غم ہی غم ہے          کوئی ایسا ہی آجای بھی جسکا تماشا ہو          نکل کر تیری کوچہ سی توقع کیا پہر آنیکی          ترپنی سی ادب جتا ہی زیادہ دام میں طاق          نہ کہانی مگر قسم کہا کی تو ہم نہ کہہا بیٹے          وہ ضد پر کام کرتی ہیں کہوں اغیار سی بیٹے          دل بی مدعا سینے میں گداز انسان رکشا ہو</p>	
	<p>قدم سی پہلی پڑنا ہی میں پر سر پر سالک</p>		

کہوں کیا ناتوانی سی قد اپنا سقد فرم ہے

<p>پنہ چو مجھ سے نالے کو کہ کیا ہے مگر وہ فغش پر آیا ہے میرے رہا تھا کیا میری مرنی میں باقی ملاست میرے دل دینی پر اتنی رہی جس جس خرابی میں دان ہم بڑیگی تیرگی بخت سید کے رضا جو ہوں تمہارا میں و گرنہ لیا گردن پہ خون مجھ بگینہ کا تیرا گھر چرخ چارم سے پر ہے تو بنی اور بگڑے جو باتوں میں تیرے</p>	<p>شکست شیشہ دل کی صدا ہے کہ اتنی کثرت اہل عزا ہے غم جانان بقدر جانفزا ہے گرہ سی تیری ناصح کیا گیا ہے اب اوسکا ایک افسانہ بنا ہے میری سر پر اگر غل ہما ہے قبول آما جگر تیر دعا ہے نزا کٹا تمہیں بچہ اودعا ہے ہماری بھی سچا کچھ دوا ہے وہ اپنے خانہ دل کی بنا ہے</p>
---	---

دعا کر نزع سے پاؤں رلائے

نہ کرہ سالک یہ دن سبکو دہرا ہے

<p>میری حالت ہی شب ہجر دعا دینی کی نامہ برجگو ہی خوابات بڑا دینی کی مکو دینا نہ کہیں خضر دعا دینی کی اب کوئی خیر نہیں ہو مزا دینی کی</p>	<p>ہی عبت چارہ گرو فکر دوا دینی کی خط میرا غیر کے آگے اوی دنیا گیا کام سب میری ہوا کرتی یوں پیش کی یہ مزا مونہہ کا بگڑا غم جانان تو نے</p>
--	--

چشمیں آپ کی اغیسا ہی دیکھیں بار غمرہ و مار بلا شوخی و انداز غضب ایک دو جام سی بڑھ جاتی ہیں تثنیہ بہنا بزم میں یوں غیر کی پہلو میں تیرا	پر کروں کیا نہیں خو مج کو جانی کی ہیں ادائیں تیرے عشق کی مٹا دینی کی اور عادت نہیں ساتھی کو سوا دینی کی سہل تیرے یہ میری ادھادی کی
---	---

گر یہ ہی آمد جانان کی خبر بازاری  
ہی مگر سالک مضطر کی مسنادینی کی

گریہ کے میری بعد ہی آثار رہ گئے خود نرم سی وہ بکھو ادھائی غل کی شہ باتیں و مان رقیب کی تاثیر گزشتہ گویا کہ مجھ سی حال میرا سن ہی ہن جھوٹ وہ دیکھتی ہی کرنے لگی وعد وصال کیا شوق قتل ہی کہ یہ کہتا ہوں زنت پہر شیان کا قصد ہی ای برقی گئے کسکو ملی نہ دولت بیدار خواب مرگ قربان اپنی غش پہ ہوں دل سی کہ دیر تک کردش سی کا پتا ہوں تیرے مال ہو کی ہی	ٹوٹے جگمگ جگہ درو دیوار رہ گئے ہم شکل ازمنی دیکھنے ناپار رہ گئے نالے میری اثر کے طلبگار رہ گئے یوں دیکھ کر وہ جانبہ غیار رہ گئے ہم لب پہ لاکے شکوہ آزار رہ گئے تم تو دکھا کے خنجر خونخوار رہ گئے کیا اب ہی نیم سخت کچھ غار رہ گئے مخروم ایک ہم ہی گنہگار رہ گئے وہ دیکھتے مجھے سرد دیوار رہ گئے اب کیا ستم سپہر جفا کار رہ گئے
---	---

سالک بچا ہوا ہے بہت بادہ سخن

گنتی ہی کے مگر بہن قلع خوار رہ گئے

کیا خود وہ خوش فہمی رفتار رہ گئے	کیوں جاتے جاتے جاتے جانب انخوار رہ گئے
ہم سوختی ہی عاقبت کار رہ گئے	روز جزا تمام ہے سب حال کہہ چکے
تم ہی تو ایک جہان میں خریدار رہ گئے	دیتی ہو جس دل کی بھابھو سے قریب
اس رہ میں قافلہ کی ہبیا رہ گئے	ایدل طریق عشق میں رکھنا سمجھ کی پنا
سر رکھہ کے زینجبہ خو خوار رہ گئے	لذت سپاسِ نعم کی مانع سوچی کہ ہم
چرچے اویسکے اب سربازار رہ گئے	جوراز دل میں یلکی گئے زیر خاک ہم
خاموش محو لذت دیدار رہ گئے	عاشق مزاج حشر میں کیا داد خواہ ہوں
پیر مغان کچھ اور کہ ہشیار رہ گئے	اتنی پناش اب کہ گر کر نہ کہہ سکیں
گر گر کے میری پانوسی کچھ خوار رہ گئے	کہتے ہیں خارزار اویسیکو کہ جس جگہ
فتنے جگہ جگہ دم رفتار رہ گئے	یوں تیز اویسکو سوئی عدو لگیا مٹا ہی سوئی

سالک سڑی دہر میں کیا نچوٹا

دو چار آگے بڑھ گئے دو چار رہ گئے

صورت میری تم زدگی کی گواہ تھی	اوسکی سی ایک جہان فی کھی شرم تو کیا
جانا طبعیت اپنی حریص گناہ تھی	شرمندہ کیوں ہوں نامتہ اعمال کیونکہ
وہ ہی نظر جو ہم پہ تیری گاہ گاہ تھی	افسوس اب رقیب سی لڑتی ہی بابا
وہ دن گئی کہ یہاں ہوس غو جاہ تھی	جاتی نہیں میں اتو دیا تک بھی ہم

<p>اوس کو میں کیا گئی کہ گئی ہم جہان سے  ایا نہ لطف نشہ می کچھ مگر کہیں  مشکل سی لب پر آہ جہان سوز لای ہم</p>	<p>گو یا عدم کے جانکی سید ہی یہ راہ تھی  ہم رات جبین تھی وہ کوئی خالق تھی  دل میں کوئی امید مگر سدا راہ تھی</p>
<p>سالمک کو وقت نزع ہی تھا تیرا انتظار  کیون در نہ ایسے حال میں ہر سوز گاہ تھی</p>	
<p>آئی صبا کی ساتھ جو بوز ف یار کی  تم تو ہنسی سی کرتی ہوں ذکر وعد مگر  اس ضعف میں ہی گر کوئی نالہ لکل گیا  گرتا ہی میری ماتہ سی کیوں چہرے کے جام  برسون گزار میشت نور دی میں کیونیکہ  اتباک تیری گلی میں نہ کافانی نہیں لگا  ذرات خاک اپنی پریشان ہیں خود خود</p>	<p>کیا کیا نہ بن پڑی دل سید وار کی  جاتی رہے نہ جان کسی قبیلہ کی  شامت ہی آنگی فلک بے شمار کی  مینخانہ میں ہی خاک کسی ہادہ خوار کی  ہمسی تو رات کٹ نسکی تھار کی  مٹی خراب ہی میری مشیت بخار کی  ہی آمد آمد آج کسے شہسوار کی</p>
<p>سالمک زمانی میں ہی کیا کیا نہ انقلاب  بدلی نہ شکل میرے ہی لیل و نھار کی</p>	
<p>کیا خوب تم تو دیتی ہو یوں گایاں مجھے  اسی نالہ پردہ ہی فلک سے نکلتی تمام  مظلوم بگیاہ کو آخر بہشت ہے</p>	<p>گو یا خدائی دی ہی نہیں ہی زبان مجھے  کچھ تو اوپر کا حال ہی ہو دی عیاں مجھے  لطف خدا کی وجہ ہی جو رہتاں مجھے</p>

وہ بھی ہوا رقیب تو عموماً کون ہے	کرنا نہ تھا ندیم سی تیرا بیان مجھے
کہتا ہی رشک غیر نہ بیٹھا ہو یہاں کہی	ملتی ہی جای بزم میں تیری جہان مجھے
لاغر ہوں یہ کہ شب تیری در پر راز	وہوٹا کیا چہرا غلئی پاس بان مجھے

وہاں ہو رہا ہے مشورہ قتل غیر سے  
اور یہاں ہی اسکی ملنی کا سالک گمان مجھے

بس شکایت کیا سیر سی فریاد کی	داد دیجی اپنی ہی سپرد کی
بچکیاں آئین تو روزِ ناتھم گیا	اچھی وقت اوسنے ہمارے یاد کی
مرجا ای ساکنان کوئی دوست	کیا خبر میرے دلِ ناشاد کی
فکر تکلیف نفس میں مر گئے	گور ہے ٹہی بہن صیا دکی
داہ روز جزا گہبہ اگیا	میں فی اتنی حشر میں منہ یاد کی
صبر سمجھے میری بیتابی کو یار	دیکھ کر شکل اوس ستم حیا دکی

سالک آجائیں وہی خجہ رکھتے  
آرزو ہے اندون جہلا دکی

کسکے خزان کی فی غلٹ غار و خس مجھے	صیا دیشیان سی ہی بھتہ نفس مجھے
فریاد عرش س کی رسائی کہاں نہیں	ملا مگر نہیں کوئی منہ یاد رس مجھے
چکر میں ہوں کہی تو کہی عنہ تو گیا	گرداب بحر عشق فی سمہا سی خس مجھے
لین عمر بہر نہ نام نکویان زشت خو	غیرت سی دیکھتی نہیں اجاب بس مجھے

سبھا ہوا ہون تیری گلی کی خسران مین سیکستا ہون ذکر خفی بد گمان کیا یہ بھی وہ گلی ہے کہ باہر نہ جا سکوں خود دیکھتے ہو ایندین اپنی حسن کو چھپے ہوں قافلہ سے ملو لگا مقام پر	کبکشت لی چلی ہی یہ میری ہوس مجھے کرنا ہے تیرا نام شیر کا نفس مجھے زندان میں قید کر لیکو لایا جس مجھے دیکھوں جو میں تو کہتی ہو دیکھو جس مجھے ہی دور سی پسند صدائی جبر جس مجھے
--	--

سالاک چکھا دن اذ کو فرجا رکا ہی  
ڈٹا ہوں کچھ برا نہ کہیں سنکے دس مجھے

بڑھائی ماہ فی خبی تمہاری روی انور کی تماشا ہو گیا حور دن کو داغ حسرت دور کی آگ بھڑک رہی افسردگی فی میر کا شان بڑھ جاتی ہی کیوں بہشت کی کا کوچہ پان کیوں جس حیرت خیر کا اینسے گلشن دے دیا ہوں شوق جستجو کو ناتوانی سے رہ نوا موز شوق غلم کیا سمجھ میرا شکوہ ہی کی دور میں صہبای زمر الوہ دہی کیا یہ رنگ باران کو دکان شہر مجھ پر سایا کو نسا پردہ نشین انکھ بی یارب	کہ بدتر ہی سی قدر زمرت ہوتی ہی تیر کی ارم میں لای ہیں ہم یہ نشانی کوئی دیکھ کی تو کیوں صبح شب شربت مٹی رونق گل تیر کی گہٹی جاتی ہی کیوں ہر قدم پر چال تیر کی مگر سبھا نہیں کوئی اشارت چشم عہر کی نشان پاسی کچھ اگی نشانی ہی میری کی کہ ہر ہر لفظ کی منی گنجائش ہی تیر کی اوی ساتی سی ہی جھکو تمنا اور ساغر کی سر شوریدہ کو مٹی نہیں دیوار پتھر کی میری ابد وان شک میں ہی نکل چادر کی
---	---

اسی کو چین دل کر دیا اسی کو چین جان بھی  
 سین ہنسی لٹا ہی ہی کما ہی زندگی بہر کی

ادامطوع انسان ہی تم ہوا کرم سدا  
 بتوں فی مردم آزاری سی ایکے نیا سحر کی

مائل کیا ہی کس پہ دل بقرار نے  
 پامی جو راہ کچھ میری دل کی غبار نے  
 معلوم ہو گی گھر کوئی نالہ نکل گیا  
 رکھہ دینگی نام خشرائین میں سی ایک کا  
 رونما تیر ہی بزم میں افشای راز کا  
 جنبش ہی تیری زلف کو بی منت صبا  
 ہو مجھ میں ابر کیونکہ تیری سنگ درین  
 بدلی میں تیری جوہر کی چائینگے تر ازل  
 دشمن سی جو نہ وہ کیا دوست دار نے  
 بر سائی خاک دیدہ خوشا بہ بار نے  
 جانا ہی چین کیا فلک بدشعار نے  
 فتنے پاکے ہین جو رفتار نے  
 آخر ڈبودیا ثرہ اشکبار نے  
 کی اسین جانی کسکی دل بقرار نے  
 پتہ بنا دیا ہی تیری انتظار نے  
 پوچھا جو ہم سی داور روز شمار نے

معا ہی مای سدا لک یہ خواہ خاک میں  
 یہ کیا ستم کیا فلک بدشعار نے

خفا ہی آئی وہ کل اور گئی خفا سے  
 الہی اگنہ سی بہ جای خون ہو ہو کر  
 سوا ہی تیری کسی جیکی موندہ دکھا ینگے  
 رضای دوست پہ راضی رہی کہی نہی  
 کہو کہ تاب توان کون لگیا سے  
 وہ دل جو ہو ٹنڈی سوا تیری عا ہے  
 خدا خواستہ ناصح چنی و غا ہے  
 خلاف خواہش دشمن کوئی دعا ہے



فلک کا حال کہیں یا عدو کا یا ستر وہ دن نگاہ بلا نہان فغان قیامت	پنچہ کاش قیامت یمن کھنڈ سے ہمیں اونی کلا اور اوہن کلا سے
قدم کا کام کیا اپنی سانس فی یارب ہمیں ہی ضد ہی بجای فلک ٹہا من کے	نفس نفس یہ ہوئی طی رہ فنا سے جو پہر گئی ہی تیری چشم فتنہ را سے
سرایت اثر تیرہ روز گاری یکہ ہماری نالہ گردون شکاف کا احوال	بنا ہی بخت سیہ سایہ ہما سے فلک سی پوچہ تو تم پوچھی کیا سے

عجب نہیں ہی کہ کہا یا ہوز ہر سالک نے  
کیا ہی مشورہ ایسا ہی بار ہا سے

گر سفینہ میں ہی آگ تو اٹھو نہیں ہی پانی ہم جان ہی تنگ کہے پیسے آفتن	نیز نگ تیرا ہی دل ناشاد غضب ہے اسپر ہی ہو کر نازش صیاد غضب ہے
جب دب گئی نالوں میں میری مور کی لانا حیرت ہی کہ کہنچا تیری تصویر کو کیونکر	کہتی ہیں فرشتی تیری فریاد غضب ہے تو سامنی اور ہوش میں بہر غضب ہے
وہ حور میں کیا ہی جو تبوں میں نہیں یاد یہ شوق شہادت کہی جان آتی ہی تن	پر خواہش ہو ہو مہ زبا و غضب ہے مرتی نہیں گو خنجر جلا و غضب ہے

تو اور گرفتار ہو یوں عشق بتان میں  
افسا و نہ کرا می سہا لک از غضب ہے

صبح روشن ہی شام روشن ہے	دل کے سام دشمن ہے
-------------------------	-------------------

یون ہی عشاق کو جلاتے ہیں پوچھتے کیا ہو کہ تم نالوں سے اس سے ہو دو لکھ روشنی اسی شیخ ای شب جبراب تو چین آیا ایک ہی آفتاب ہی جس سے	آپ کا کیا ہی نام روشن ہے حال اپنا تمام روشن ہے دیکھ لی مجی ہی جام روشن ہے صبح روز قیام روشن ہے دیر میں ہر مقام روشن ہے
--	--

جلو کا اوسکے جوشن گرے  
ساکل اوسکا کلام روشن ہے

جہر لیں ایک چٹکی صاحب تاثیر مٹی کی نہا کر آدمی کیوں اب گل میں عشق کو ڈالا ہماری قبر ہی ایک حجوم سیکے ہوگا زمین کو چہ دلدارنی کیا پاؤ پکڑے ہیں ریگا ٹوٹ کر ہی خانہ دل عالم حسرت یہ ہی مٹی ہی جس سے بنائی جاتی ہیں یہ وہ کشتہ ہوں کہ روی خاک پہ گئی سرخی جنون عشق میں تیری زمانہ خاک بر سر ہے زبان دی تھی خدائی بونی کی وہی لکین کہاں سیل حادثہ میں پیاسم خاک رو نکلا	ابھی شرمندہ تاثیر ہو اکیر مٹی کی لکالی ہے خدائی یہ نئی تغیر مٹی کی دکھا دینگے پس مردن تجھی تو قیر مٹی کی ملی دیوانگان عشق کو زنجیر مٹی کی اسی ہی پیچھی ہیں کہیں تعمیر مٹی کی توں میں کیوں بدلتی ہی پھر تاثیر مٹی کی خوشی ہی شکل بدلی ہی دم بکیر مٹی کی بڑی ہی اندون تو قیری تو قیر مٹی کی بنایا ماز و نمین فی تہین تصویر مٹی کی کہیں تاثیر ہی روی آب تو قیر مٹی کی
--	---

<p>مسلط خاکون پر کیا سی چسب کو یارب          وہ کیا خاک ڈلاتی ہیں زبان کھڑا توئی تو          تم آئی میری گھر کا ذرہ ذرہ ہو گیا روشن          اڈاتی تھی ہیں خشت زدہ میری کوئی دکان          وہ آئی خاک اڈا نیلو پس مدتی صبر تھے</p>	<p>نتہا مقبول عذرا و کاتو کیا تقصیر مٹی کی          ہماری بات ہی اسی ناکہ شکیں مٹی کی          ہوئی مھر درخشان سی سوا تنور مٹی کی          بڑھیکے جستجو اب صورت کبیر مٹی کی          ہماری روح کھتی ہی نہی تقدیر مٹی کی</p>
<p>نبایا اس سچی دشمن کو اور بھلو مگر سالاک          کہیں تو قیر مٹی کی کہیں تجھ قیر مٹی کی</p>	
<p>آپ کی چال قیامت ہی سی          کر کی فریاد رہی کیوں خانو          سیکدہ کی نین ملتی گراہ          دم عیسیٰ ہی جو داعط اعجاز          کوئی تو بات ہنسی کی نکلے          کام کا گردل بیتاب نہیں</p>	<p>داو خواہی میری عادت ہی سی          نارسائی کی شکایت ہی سی          آو مسجد کی زیارت ہی سی          یار کی بات کرامت ہی سی          خذہ صبح قیامت ہی سی          تو تیار غم فرقت ہی سی</p>
<p>وصل اوس بت کا نہیں گنگ          آج کی رات عبادت ہی سی</p>	
<p>گو جون پر جان ہی لیکن ضبط افتخار چاہئے          طہی بولفت میں پیا بان پر پیا بان چاہئے</p>	<p>اور ہی اختیار پر کچھ دن تو حسان چاہئے          پا نوجب تک میں تلاش کوئی جانان چاہئے</p>

<p>دیکھ کر حرمان تاثیر دعا یہ جی میں ہے  دوستی کب تھی کہ ناصح کو کہیں دسوز ہم  دیکھ کر ارمان نو کستی میں پہلی حسرتیں  پوچھنے طول شب غم کو نہ مجھے جاسی  عجز سی روتی نہیں ہم آسمان کو دیکھ کر  بر حین میں ایک نالہ ہر دوش پر ایک آہ  وہ بہار عمر ایام جوانی اب کھان  کچھ دھوک پر گیا ہے زندگانی کا  شبہ ہو کر داغ نہاں کا تو مر دم ہو کر  جس قدر مصلحت زمانہ دی عنیت جانی</p>	<p>ہاتھ خالی ہوتی ہی ٹکڑے گریبان چائے  خوف سی کہتا ہی ضبط آہ سوز ان چائے  یہ ہی حزن گلہ ستہ ہر طلاق نسیان چائے  دوش پر اغیار کے زلف پریشان چائے  گریہ کہتا ہی کہ یہ ہی غرق طوفان چائے  غمزدون کو نیری کیا سیر گلستان چائے  چاہی آئندہ ترک عشق خوبان چائے  یہ ہی ایک دم میں ہولن شور و افغان چائے  درد کا شعلہ ل میں گرا ہی تو درمان چائے  جس قدر فرصت ملی عشرت کا سامان چائے</p>
--	--

شہر و صحرا ایک ہی سالک شگھ گزرتا  
کرک شب تاب میں سیر چراغان چائے

<p>دیر و کعبہ کو رہ گزرتا  اشک خونیں مجھے تو ہم کو  نالہ غیر ترش افغان ہی  نہ اوٹھا اپنی بہتان جی میں  نامہ دیکر نظارہ جی منظور</p>	<p>دکھو جو کوئی تیرا گھر بھیجے  ہدف ناوک نظر بھیجے  شب مصلحت کی تم بھیجے  ہم تو بیٹھے ہیں اپنا گھر بھیجے  ہم تقاضا ہی نامہ بر بھیجے</p>
---	---

<p>ایسی رہزن کو ہر سچھے اور ہم آہ کا اثر سچھے ہم تیرا گریہ چشم تر سچھے</p>	<p>غیر سی پوتی میں کو پھیا وہ ستم کرنی میں ایجا صرف کرنا ہی غصہ آئی</p>		
	<p>اوس کی یاد کا کہوں لاک صلح کی بات کو جو سچھے</p>		
<p>الاماں دادی پر خوف و خطر سی میرے نالہ نازان ہی کہ چکری اثر سی میرے تنگی گور کو نسبت نہیں گہری میرے اسی خلک فائدہ کس کا ہی ضرر سی میرے دیکھا آگ نکلتی ہوئی پر ہی میرے تیرگی کیوں ہی عیان نور سحر سی میرے</p>	<p>روٹ گئی تن پہ کھری ہوتی ہیں ڈری میرے چرخ گردش میں کئی جانا ہی کام اپنا اور سایہ مور سے خورشید چہا رہتا ہے میری فریادی ہی ایک مانہ نالان رشتہ کی جالئی صیاد نے فولاد کی تار کیا شب بھر شب وصل عدوی یارب</p>		
	<p>کیا کیا تشرنی فریادی سالک چو کچھ ناخن درد کو کاوش ہی جگر سی میرے</p>		
<p>جانا کہ ہر ہون اور ہی جانا کہ ہر مجھی رضوان نروکتا جو درخند پر مجھے پوچھنا نہ چرکونہ عود کو مگر مجھے کتا تھا میں کہ خیر میں کس کا ہی ڈر مجھے</p>	<p>اوس بزم سی نکل کی نہیں یہ خبر مجھی دیوانہ تھا کہ یار کا گہا و سکو جانتا افسون باز گشتہ ہے آہ شرفشان قاتل کو دیکھ کر زہی تاب بات کی</p>		

پتھار دیا ہی دشتِ عدم تک دیکھئے	لیجائی میری دشتِ لال اب کدھر مجھے
اندوہ انتہا بھی ہم جان اوسے	روتا ہوں نامہ بر کو میں اور نامہ بر مجھے
کعبہ کہاں وہ کوچہ کھان اور میں کہاں	تقدیر نکلتی ہی ادھر سر کا ادھر مجھے
پھر نیکی راہ یاد رہے بخود ہی شوق	کیا باقی چوڑجائی کھان اہر مجھے
اوس یونہی کے دل میں نہو جائی بخدا	ہمسایہ رقیب میں نہ نا نہ گھر مجھے

سالاک تم اونکی بزم میں مجھ کو ہی لچلو  
کہنا کہ ایک شب ہی یو چین اگر مجھے

مضطرب ہوں اب یہی کی بات ہے	عفو کیجئے بخود ہی کی بات ہے
سینکڑوں عشاق کی توڑی میں دل	کیا تمہاری ناز کی کی بات ہے
کیا عجب دیکھئے نہ کوئی حشر میں	ایک یہ بھی کیسی کی بات ہے
جس فغان سی مانگتے تھے سب پنا	اب وہ ایک بیوقوفی کی بات ہے
مدتیں گزریں وصال یار کو	میری نظروں میں ابھی کی بات ہے
کہتی ہیں انجہام اسکا موت ہے	جب قدر غم ہو خوشی کی بات ہے
اضطراب شوق میں کہنے پری	جو تیری آرزو کی کی بات ہے
ایک امید اس سی ہی تاثیر کی	یہ فغان ہی یا ولی کی بات ہے
پھرتے ہیں عہد وفا سی ہم کوئی	یہ بھی تھی آدمی کی بات ہے
سچ کھاتے دکھ ہی ایک دل سی راہ	اونکی لب پر میری جی کی بات ہے

غیر سی کچھ کچھ مجھے کہتے ہیں وعدہ کیوں کرتے ہو کھدو گے ابھی مجبور وہ نہکا مرگذا ہے کہ لوگ	تھو کی مطلب کیسی با ستے یا دس کو ہی کہی کی با ستے کل کینکے آج ہی کی با ستے
دہرین سالک یہ پھیلا ہے ففاق دوستی بھی دشمنی کی با ستے	
مرئی لیکن خیال دی جانان ساتھ ہی جس طرف کو پھر گئی تیری نگاہ قدیخیز قتل کا ہم شو بختوں کو مزا آ جا سکا کب تیری کو چین آتا ہوں کیلا چپے پھاری ہی بکہ ویرانی نظر میں جھکی لیکنے ہو گئے عدم کو ساتھ اپنی وہ کچھ ہاتھ کب جس خون میں کھل سکین بھر عا	قبر میں ہی شعل مہر درخشان ساتھ ہی اوس طرف کو گردش گردون گردان ساتھ ہی دست قاتل میں ہی خنجر وکد ان ساتھ ہی آج ہی آیا ہوں تو خوف نگہبان ساتھ ہی جس طرف جاتی ہیں ہم گویا یا بان ساتھ ہی ہم میں در شمیم ہی در داغ عزیزان ساتھ ہی ایک ایک دلچھا ہوتا رگربان ساتھ ہی
وادعی پر غار میں سالک پاتہ نامہ نہیں ناتوانی ہے کہ ایک تخت سیدمان ساتھ ہی	
اب تو ب سی بخت کا آگے دست الفت میں نہا کیا ہی دریا رگرب دور دے	نالہ کا زور شور تھا آگے میں فی رہبر کو دہریا آگے دل ہی کہتا ہوں یہ رہا آگے

<p>یونہی اگر نہ کرتی عمر وہ خوشامد ہی بن گئی دیکھنا جوڑ تھا سو دیکھ لیا جان ہی دیکھتے تھے سوچ صبر و ہوش و خرد گئی دل سے مرگ عاشق کی سبکی بوداد</p>	<p>ہم دکھاتی تھیں دفاتر جھکو کہنا تھا دعا آگے دیکھتی دیکھتی بن گیا آگیا کچھ دیا لیا آگے میری نکھڑو کی گھر آگے پوچھتی میں کہ کیا ہوا آگے</p>
<p>سالاں کی سیکشتی خدا کی پنا کھدہ تہا یہ پار سا آگے</p>	
<p>کیفیت وصال ہی اغیار کے لئے خلعت ہی اس قدر کہ اگر آئی مھر بھی میں پامال جو رستم خاک میں ملا فرما و قیس کا جو بن یا گیا مزار واعظانہ بخودوں ہی اوجھڑا پی راہ پیدا کئے ہیں ناصح و افلاک غیر کیوں</p>	<p>آرام شجرت میں ہی دو چار کے لئے شمع سحر ہو میری شبتار کے لئے تم آسمان بنی میری آلودہ کے لئے پتھر تبر کا میری دیوار کے لئے تعلیل امر و نہی ہی ہشیار کے لئے یارب وہ کم نہ تھی میری آزار کے لئے</p>
<p>سالاں نہیں ہی قدر سخن کی کہیں اچار ہی خلل مردم بکار کے لئے</p>	
<p>آتی سی پہ ادا ز مجھ کو ہی صنم سے</p>	<p>کیوں خاک اور انیکو چلی آئی عدم سے</p>



<p>فرقت میں ہی آگاہ نہیں داغ درم سے اب بھی کہی تھی میں کہ ہارنا و ستم سے یوں حشر بھی اوہیگا تیری نقش قدم سے مجلو ہی توقع ہی تیری لطف کرم سے میں عیش کی بندی میں کیا ساغر جم سے تو حید میں جو کلمہ رہی پوچھی ہم سے گویا کہ مجھی عشق ہی اندوہ دالم سے الہ کا لے نہ بھی کوئی صنم سے تو قیر گدا کو غلے مسند جسم سے کچھہ پوچھ نہ ای قاتل سفاک ہم سے پٹکا نہیں یہ خون تیری تیغ دو دم سے</p>	<p>چوکر نہ گئی دولت دنیا کہی ہم سے اب ضبط فغان کا نہیں ہوتا نہیں مونا تو رسی طوفان نے جس طرح کیا جش یا رب تیری بخشش کا بیان اور کر دیا جب پاس ہو کچھ تو اوسی سج کی لیکن جز یار سنا نہیں سحیاں کوئی نظیر کرتے ہیں وہ مجھ پر ستم احسان بھیکہ جنت کی تو کیا بات ہی داعظیہ دعا انسان اگر حدی ہو باہر تو ہنسی ہو کس حسرت و افسوس سی مچان دم قتل مر حلقہ جو سر ہے بنا دیدن گریبان</p>
---	---

سوالک جو مقصد میں لکھا ہی وہی ہوگا  
اصلاح کی امید ہی کیا لوح و قلم سے

<p>کہ یہاں ہر دم خیالی گس مستانہ آتا ہے کہ میل باغ میں اور نرم میں پروانہ آتا ہے بھی زلف دراز یار کا افسانہ آتا ہے اسی پانی سی بھرتا عمر کا پیمانہ آتا ہے</p>	<p>میری خاطر میں تھی کب تیرا پیمانہ آتا ہے ہٹکانی تجوی یار میں کس کس کی چوٹیں شب فرقت اوہا کہ رفتہ عشرت کی کہتی ہے نکل کر اٹھتے ہی غائب نہیں جوتی میں یہ سو</p>
---	---

<p>ابھی لوگ کیوں ہو ہو کی خوش فردوس بجا          دل زارا و شہست یار میں ایکراہ ہی مخفی          چلا ہوں گہری اوٹھک کعبہ کی جانب کمر چکو          بزمی گردش میں پایہ دورہ چرخ بریں کا          یہ رغبت ہی اوی اغیار سی جب شعر کہتا ہی          تیری کو چین ہو جاتا ہی کیا انسان جاو</p>	<p>مگر دہلے سے اگے کوئی میرا نہ آتا ہے          خلا ہو کر ہی سید ہانا و کتا نا نہ آتا ہے          تردد ہی کہ رستہ میں میری بیخوار آتا ہے          کہ میری تپا چکر میں میل کا شاد آتا ہے          تو مضمون ہی خیال یار میں لگانا آتا ہے          اسی ہنسا جاتا ہی اسی دوانہ آتا ہے</p>
--	---

کیا جاوےں مخم کیوں نہ مانگا ہو رہا ملک  
 یہ میرت ہی سلامت کیونکہ ہر کر شاہ آتا ہے

<p>ہا میں لیکر نہ غم بیٹھے          بار دستک ہی نہیں اور شوق          اوٹھی امی شور و فغان پہنچ          ہو چکی تعظیم دشمن کی کہیں          ضعف طاری ہو تو کوئی نہ کرے          یہ کوئی دفتر نہیں سن لےجے          حضرت دل کو چھتا ملک انوم          روی جھل میں بہت آئین          کہنخ مارا ایک تہر بات</p>	<p>قتل کرنا ہی بس کر بیٹھے          بزم میں اونکی برابر بیٹھے          نقش کی مانند دل پر بیٹھے          اسی زیارت گاہ شہر بیٹھے          جان مضطر ہو تو کوئی نہ کرے          حال دل کہتا ہوں دم بہرے          روی گام پر کارگر بیٹھے          گہر تھانگی لئی گہر بیٹھے          اوس منہم کی پاس پہر بیٹھے</p>
--	--

خاک چہانی عشق میں سیالیت  
پیر در شد کوئی دن مگر بیشیے

ہو گئی دام بلا الفت صیاد مجھے  
دل سی منظور ہی بیدار تھی زہ مجھے  
اسنے یاد ہی او کی دل ناشاد مجھے  
ہوں میں وہ صید کہ رویا کری صیاد مجھے  
ہوں وہ دار کہ صحرا بھی رہتا ہی غریز  
دامی امی ضعف کہ سنتے ہی فرشتی اسکو  
ہوں وہ خود قہ کہ کیا جانی کہاں دل  
شکری روز جزا شکر ہی نکلا مونہ سی  
فصلوں روز خیال شمرہ جانان میں  
ایکات ہوئی چلتی مگر دل نسرل  
وہ نیا شہو نکالیں گے ستم میں کوئی  
آگنی موت تیری در پہ قدم رکھتی ہی  
عرش کیوں روز بیا مجھی خدا چو چنگا  
وصل ہوگا تو خدا سازی ہوگا شاید  
اکہنی یاد ستم ہی گذشتہ اونکو

ملتی ہوں کہ سنگ نکر آزاد مجھے  
اجر دلو اسکی یہ رات کی فریاد مجھے  
ہچکیان آئیں تو گہر کی کرین یاد مجھے  
ہوں میں وہ کشتہ کہ پیا کری جلا د مجھے  
ہوں وہ دیوانہ کہ مجنوں کی ہوتا د مجھے  
یا ساسی نہیں دیتی میری فریاد مجھے  
یاد آتی تو اتنا کہ نہیں یاد مجھے  
گرچہ کرنا تھا تیرا شکوہ بیداد مجھے  
بہاگنی ہی غلش نشتر فساد مجھے  
دشت میں قیس ملل کوہ میں فریاد مجھے  
طرز فریاد ہی کنی پڑی ایجاد مجھے  
ملگنی یکیتی حسرت شداد مجھے  
یہ اثر حشر میں دکھلا سکی فریاد مجھے  
کہ ہی دل تنگی حسن خدا داد مجھے  
ہی کرنا ہی نہ تہا شکوہ بیداد مجھے

جان یوں تھی عشاق دکھا دوں میں بھی عالم وجد ہوا دیکھ کے کی دوزخ کا عذاب	ہاتھ آجای اگر تیشہ فرما دیجھے اگنی تھی تیری تھوڑی سی جفا یاد دیجھے
میری نالوں سی کسی چین نہ پایا سلاک خلق کیا کہیکے پس از مرگ کری یاد دیجھے	
ہم اونی آج غیر کی تعمیر کر چکے تا شیر نالہ ہاے شرر بار دیکھنا میں خود گرفتہ آپ ہیں سفاک یر کیا وہ رحم کہا کی بھول بھی جائیں تو اونی ہم میری نکالنی کی پڑی فکر بزم سے زنجیر اسکے در کی میسر نہیں تو بس یوں مخور خم کہا کی ہوئی میں کہ اونی ہم مجبوریاں نوچہ ہماری کہ کب سی کر روسی سخن کہ ہر ہی نہج ہزار حیف	مر نیکی اپنی آپ ہی تدبیر کر چکے وہ بھی یہ جانتی ہیں کہ تاثیر کر چکے بس بس بیان بڑش شمشیر کر چکے کس آرزو سی کہتی ہیں تقصیر کر چکے جب خوب سی وہ غیر کی توقیر کر چکے اجاب مجھ کو بستہ زنجیر کر چکے انہار لذت غلش تیر کر چکے اندیشہ درستی تدبیر کر چکے ہم یار سی شکایت تقدیر کر چکے
گہریشے ہی دھمال تباہ کی ملی مراد اب قصد کعبہ سالک لیکر کر چکے	
نہیں قنہ تیری شوخی ادا کے لئے نہیں ہی پیکر عاشق میں عاقبتا کے لئے	قدم نہ قنہ عشرتی جسکی آ کے لئے رہی ہی جنبش ابروی ابرا کے لئے

<p>کسی سی صانع قدرت کو داد کیا ملتی          نہ ہاتھ نہٹے اوٹھیں لب کو بخش ہو          داغ میں ہو خدائی کی جس سی بویا          یہ کون بخش پر اگر جلا گیا ورنہ          ملی تو کیونکہ ملے عمر رفتہ کا کچھ بھوج          کہیں مریض محبت ہی چین پانا ہی          وہ ہرزہ گرد میں فرصت سجودی کیا ہو          عروج نعت کو مانع ہی نا کہ سوزان          وصال میں ہوں تو نا فراق میں لاغر          جو لطف حق ہو تو نقصان سود نہتا ہی          کہہ ہی کہلا نہیں آغاز عشق کا انجام          میں وہ نہیں کہ طبع کو پاس آنی دو          لکھا ہی سچ کہ غلام و جہول ہی انسان</p>	<p>خود اپنی ہاتھ کی بوی تھی بنا کے لیے          در قبول تو وا کب سی ہی دعا کے لیے          وہ بندگی تو کنجی کہی خدا کے لیے          دم مسیح نہیں نا کہ عزا کے لیے          نہ گرد قافلہ ہی فی جبر صدا کے لیے          کہ سکو صبر سیر نہیں دوا کے لیے          چین نبی ہی میری اونکی تقریب کے لیے          یہ دو باش کی آواز ہی ہما کے لیے          غرض ملی نہ کہہی رستی قبا کے لیے          کہ ہم ہو میں فنا جادوان کے لیے          خبر ضرور نہیں ایسی مبتدا کے لیے          یا نہیں ہی تیری درد کو دوا کے لیے          تلاش رزق مقدر کی ہی سوا کے لیے</p>
---	--

نیوچہ سالک مغفور کو مرض کیا تھا

سجائے چاہی انسان کو قضا کی لیے

وزن تہین آرام سی یوں رات گزر جا

اتنا تو ہوا فوسن کہ افسوس میں درجا پڑے

ہی رشک کہ ناہ میل اوغیر کی گھر جا

افت میں فل انسان کی قابو اگر جا

جو تیر کہ دل میں لب مشوق ہووے  
 اس سعتِ تعمیر کو وہ طعن نہ سمجھیں  
 طالعِ ہین میری پستِ خلعتِ سرکین ہے  
 کیونکہ وہ نگہ انگلی مجھ تک پس ہوار  
 تم خوش ہو کہ دنیا سی گئی ہی کرکٹ بہر  
 جامِ ادس کفِ نازک سی چٹھی بزمِ قدون  
 دیکھو نگا تیرے فتنہ رفتار کا عالم  
 گویا کہ بنا ہی نہیں کچھ اور جہان میں  
 نالہ کی جازت دی شُبّ عمل کہ ظالم  
 اس ضیغ میں ادھک تیری کوچی کو چلا  
 کیوں رو کی شرہ کرتی ہو تر مرگِ صدور  
 وہ تیغِ بکف اتی میں اب ہی کوئی بسا  
 گوشعِ تجلی ہی تیرے سامنی رکھیں  
 ہاں چہ ہی کہ تم کیونکہ وہی قتل کردے  
 کیا چیز ہی دل جسکے ہو جائیگا غم اتنا

گو تیری ہی شرگ کانکا ہو چسبی اتر جا  
 یشکر جفا کا م شکایت کا نہ کر جا  
 اب سیلِ بلا دیکھ ہی دنیا میں کدہر جا  
 جو بھر عدد و نازی تا روزن در جا  
 روزنا تو جھان ہی کہ نہ گریسی اتر جا  
 کاش اوس سی ہی پیمانہ میری عمر کا ہر جا  
 ہر چند قیامت ہی میری سر پہ گذر جا  
 آتا ہی نظر وہی جہان تک کہ نظر جا  
 ہنگامہ جمعیت مرغانِ محسّر جا  
 شاید میری مریخی ہی ہانکے جبر جا  
 عاشق کا نہ لطفِ خلش دردِ جگر جا  
 سرد نی میری ساتھ سر راہ گذر جا  
 دیکھون تو ہی بزمِ مین پروانہ کدہر جا  
 دشمن کا سر حسان نہیں ہی کہ او تر جا  
 لیکن کسی جہیز اگر نہ اگر جا

سالاک سی کہو کو چہ جانان نہیں کچھ

جاتا ہی جو محشر میں تو بخوفِ دخل جا

بات بھی شعلہ فشان رہتی ہے  
 جیسی دانتوں میں زبان رہتی ہے  
 آنکھ ہر دم نگران رہتی ہے  
 ہجر میں جان کھان رہتی ہے  
 مر کے بھی فکر مکان رہتی ہے  
 جاودان جہین خزان رہتی ہے  
 ایک ندی سی روان رہتی ہے  
 فکر مضمون دہان رہتی ہے  
 میری آنکھوں سی عیاں رہتی ہے  
 حسرت وصل تباں رہتی ہے  
 ایک قیامت سی جہان رہتی ہے  
 دل پہ حسرت بھی گراں رہتی ہے  
 برق سینے میں نہان رہتی ہے  
 یوں چڑھی کسکی کمان رہتی ہے

لب پہ ہر دم جو فغان رہتی ہے  
 یوں غم میں میری جان رہتی ہے  
 کسکے دیدار کی یہ حسرت ہے  
 جسم مدت سی ہے خالی خالی  
 خواہش خلد رہے مرتدین  
 وہ چمن زار تمنا ہی میرے  
 بھی رونا ہے کہ آنکھوں سی مدام  
 کہوے رہتی ہیں جو ایک عمر سی ہم  
 دل خون گشتہ کی جو حالت ہے  
 جان جاتی ہی ولے جان کے بعد  
 داد خواہی کو وہاں جساموں  
 بڑھ گیا ضعف کچھ ایسا کہ نہ چھپے  
 ہی دم سر پہ جینے کا مدار  
 تیرا ران بلا کیوں اسی چرخ

سوالک احوال وہ جب پوچھتی ہیں

نام کو موہنہ میں زبان رہتی ہے

خوش ہوں کہ نہ طرب کی طاقت نہیں رہی

کچھ شکوہ فکر ضعف و لغامت نہیں رہی

جور و ستم کی اونکی جو غایت نہیں رہی ٹھہرا ہون میں ہی سورت و افات زدگار کسکو نہیں ہی موت مجھی اسکا غم ہو گیا ہمتی نہیں بن لب پہی ان فطرقت یہ رشک ہے کہ غیر تلفظ میں آئیگا سنگر جواب دعویٰ مبصر نہ کلیم افسوس آئی مجکو شلرم وعدہ موت نکلی بغل سی غیر کے وہ کیا کہ قبر میں محشر میں تیری اتی ہی نہ گناہ بڑھ گیا	یہاں ہی میری فنا کو نہایت نہیں رہی اب اہل دہر پر کوئی آفت نہیں رہی حسرت تو یہ ہی غیر کو حسرت نہیں رہی کیجی ستم کہ تاب شکایت نہیں رہی مجکو تمھاری عشق میں غیرت نہیں رہی اب کچھ مجھی کلام کی جرات نہیں رہی اب حشر میں ہی اونکی شکایت نہیں رہی مجھ پر فشار کی ہی اذیت نہیں رہی بجھو تھے جسکو ہم وہ قیامت نہیں رہی
--	--

اسان کر گناہمتی حجب ربان خدا  
سالاک کسی پر ایک ہی عسرت نہیں رہی

یون حال اس گلی کا سانانہ تھا مجھی خوبان زشت خوین حقیقت نہا مجھے غش دکھتی ہی صورت جانان بولہون انصاف کا گمان ہی نہ بصل کی امید گرداب کا ہی کشتی عمر روان کو خوف اوسکا ہی جلوہ سب میں اگر ہی تو کون نہو	آخر بھیلہ چوڑ گیا رھنسا مجھے اتاری یاد دیکر انکو خدا مجھے عاشق ہون کب سی ما دینیں تے دراجھے ہی شکوہ دراز می روز جزا مجھے گہیری ہوی ہی بحر محیط فنا مجھے حیرت فرا مشاہدہ ما سوا مجھے
--	--



میں آپ میں نہیں ہوں مٹی دیکھ شوق سے	تیری ادا شرم فی بخود کیا مجھے
ہی باعث رہائی قیہ حیات اگر	در دگر غریزی جان ہی سوا مجھے
تم جھجھکے عذوسی ملی بس ملے ہو خیر	آتی ہی ذکر کرتی ہری بھی مجھے

وہ بت اگر ہو درپنجان ہی تو کیا ہلے  
سالاک بچا نیوا لہ میرا خدا مجھے

ظہر میت چکیز روزگار میں ہے	غمان تو سن بیداد دست یار میں ہے
وہ ایک عمری پانڈزلف یار میں ہے	یہاں یہ ہولی ہوی ہیں کہ دل کنار میں ہے
وہ شکل دیکھ کی لاکھوں ہی بگئے دیا	مگر ہنوز میری چشم شہکار میں ہے
اوٹھامی صدمی کچھ ایسی کہ صبح یاد	کئی یہ رات بھی کسکے انتظار میں ہے
دیل راہ خطر ناک جاننا ای خضر	نشان میری قدم کا جو دشت خار میں ہے
بنی سحاب گراسی توفتنہ ہی برین	اثر یہ کوچہ دلدار کے بنجار میں ہے
وہ قتل کی ہے مٹا کہ اوس کے کتا ہوں	یہ دیکھنی ہی کا دم تیغ ابدار میں ہے
ہو جو وصل تبوں کا تو زہر کھالیجے	وہ اختیار کیجے جو اختیار میں ہے
ملی ہیں خاک میں کیا حسرتیں شیدائی	کہ بوی خون تیری کوچہ کی ہر بخار میں ہے
ہزار دن ہی نہ ایسی گزری گئے ہونگے	یہی ہی روز قیامت تو کس شمار میں ہے
وہ سنگ جو کہ میری سر کی غنمی ہوا ل	دکھا تو کوئی بھی فر باد کو ہسار میں ہے
وہ خار جو کھٹ پامیں میری نہ ٹوٹا ہو	بتا تو ایک ہی ای قیست دشت خار میں ہے

ہم انتظار میں موت کی دیکھ موت	کیسے بخش ابرو کی انتظار میں ہے
طرح طرح کے بدلتا ہی روزگار جو نگ	یہ ایک شعبہہ سا چشم اعتبار میں ہے
یہ فیض ہی درجانان پہ جان نبی کا	کہلا دیرچہ خبت میری نزار میں ہے
اوسیکو ہا می سوجتا ہوں باز عشق اپنا	جوبات ایک سی لیکر پڑی ہزار میں ہے

سنی ہی سالک بیمار کی جواغر کے  
کہ سوگ مجلس ندان بادہ خوار میں ہے

در پہ تھا فاصد نوید وصل بار آنیکو تھی	آج ہی کیا موت ہی پروردگار آنیکو تھی
کیا بڑی دن تھی کہ اغیار بدامود آئے	جب تجھی کچھ کہہ نہ فامی بدشعار آنیکو تھی
ہجر کی شب کٹ چکی جو شش ظلم کیا کیا	نید انگنوں میں میری روز شمار آنیکو تھی
پاس آداب محبت فی کلا گنڈا سیرا	ورنہ دل سی لب تک کہ شعلہ بار آنیکو تھی
داؤد بے ملتی ہی دیکھیں ان خرم ناز کی	لاکھ بارائی قیامت یکبار آنیکو تھی
پھلی وعدہ یاد آئی تیری اس وعدہ کی	لب پہ جینی کی دعائی اختیار آنیکو تھی
کو بہن کی موت ہی تھی وہ قمر ہر جگہ	تجھ بدنامی مگر امی کو ہمارا آنیکو تھی
تم عیادت کو نہ آتی ساتھ دشمن کی	عمر میں کچھ اور مدت مستعار آنیکو تھی
رہ گیا کیوں یار کی عہد قیامت خیز	تیری شامت ہی سپہ بدشعار آنیکو تھی
لطف ظاہر ہی چسپیوں کو نکر عناد باطنی	وہ ہی لب پر امی جو بی اختیار آنیکو تھی
لیکے دم مجھ بخت جان کا تہک بیٹھا چنڈ	ورنہ عزرائیل کی ہر سو پکار آنیکو تھی

کچھ فشار قبر ہی روکی رہا صد شکر ہی      ورنہ سینہ پر میری لوح فرار انیکو تھی

پہلی ہی قاصد کی مرنی سی نہ سنا کی موت  
یہ خبر بھی زندگی میں ایک بار انیکو تھی

کنج فرار میں ہی وہی اضطراب ہے  
کیا رشک ہو کہ دیکھنی کی لکھنا ہے  
کیونکر نہ سرگران ہوں پشیمانوں سی ہم  
دیدار حسن یار ہی درمان چشم تر  
بہنچی عدو کی گہر میں تو دامن جھک دیا  
یہاں ہو گئی ہی بنڈ زبان رعب حسن  
خط سی زیادہ گریہ ہی امی نامہ بر بھی  
تاب سخن نبی ہی زبان رقیب میں  
خود ہو گئی ہی خلوت اغیار پردہ در  
خط جین کو کیونکر ٹھانوں کہ حشر میں  
ہوں بخیر مشاہدہ حسن یار میں  
لو خون ہو کے اور زیادہ ہوا غریز  
چن چن کے میں فی لکھی میں اور جھکنا  
دل ہی کہ ایک شتہ تہر عذاب ہے  
عارضہ تیری فرد تجلی نقاب ہے  
پیری نماز شہ عہد شباب ہے  
کاشانہ سوز شبنم گل کفتاب ہے  
ہم خاک بھی ہوئی میں تو مٹی خراب ہے  
وہ جانتی میں بات میری جواب ہے  
اوسکی ہی گہر کی سمت راہ میل ہے  
گو یا کہ میری بات کو ہی انقلاب ہے  
اب کیا چھپاتی ہو تھکن کجا جاب ہے  
اعمال نامہ کا میری یہ ہی جواب ہے  
پریش میں کب سی داؤد و حساب ہے  
انگھوں میں سکون لی خانہ خراب ہے  
ہر شمع غل میں میرا انتخاب ہے

اوس قلم گناہ میں سناکت سن آشنا

ساحل پہ جبکہ زور قی جام شراب ہے

کب یہ طریق اہل وفا میں صواب ہے  
عارضی کی کسے کج اوٹھایا نقاب ہے  
آباد ایک خانہ دل ہی رقبہ کا  
بی پردہ میری سانس آتی ہیں اس طرح  
کیا خون نامہ برسی پس از قتل نامہ بر  
دلین دکھائی تھی میں کیا بحساب داغ  
یہاں وصل ہجر ایک ہی کچھ نام کا ہی  
جتنی گئی میں سب کے غم میں میں ستلا  
لنگی میں میری قتل میں کیا کیا کدورتیں  
سیکھا ہی تو یہی گردش چشم تباہی ہینگ  
نیکی بدون سی حقین ہی چوٹی ایک ہی  
ای صنف چشم خلق ہی جھکو چہا ہی کھر  
وصف جمال یار سنا کیا قریب ہے

فرما دود گشتی سی مجھی اجتنا ہے  
ماند ماہ روز بنا افتاب ہے  
ورنہ تیری ستم سی زمانہ خراب ہے  
گویا کہ اوٹکی دیکھنی کی مجھ میں تباہ ہے  
لکھتی ہیں وہ مگر سیر خطی کا جواب ہے  
گویا کہ دفتر ستم بحساب ہے  
جو پھیلی شوق تماوی اب اضطراب ہے  
ملک عدم یہاں سی زیادہ خراب ہے  
سنتا ہا میں کہ خنجر قاتل میں اب ہے  
امی روزگار تجھ کو مدام انقلاب ہے  
ظالم نگاہ جسم عدو پر عذاب ہے  
میری خیال میں وہ سرا ماجاب ہے  
ناصر کو آج پندرے کیوں چھٹا ہے

سرگوشیاں رقبہ سی ہوتی ہیں کیا کہیں  
منظور قتل سالک نا کتاب ہے

بڑی لوار زینت آسمان کی  
ستاروں میں علی صورت فغان کی

خوشی بات کہوتی ہے وہاں کی  
 کہ تم سے آرزوی دل بیان کی  
 نہ بدلی صورت اونکی آہان کی  
 خبروں میں زمین سی آہان کی  
 بنی صورت یہ آہن رازدان کی  
 نظر ہے ناتوان بین پاسبان کی  
 بنیں ہی تابا وینہنچ اب گران کی  
 کہلی قیمت شہید نیم جان کی  
 وہ بسم اللہ ہے یہاں دہستان کی  
 کہ بھیاں کشتی تہی سر روان کی  
 تو ہو دل میں جگہ پریشان کی  
 کہانی تاکہوں شوق نھان کی

نہسہو بولو کھلے خوبی زبان کی  
 میری اس سادگی پر حرم کھانا  
 بہت بلین میسر شکیلین پیکن  
 بنے مدفن میرا اگر اوس گلی میں  
 کہیلین سب پر ہمارے جی کی باتیں  
 پڑے کیونکر نہ مجھ سے لاغر پہ ہر بار  
 نزاکت سی طبر با لطف شب بصل  
 پڑے پورا جو کوئی باہتہ ماقبل  
 جو قصہ کا تیری انجام ہے قیس  
 لحد بحر فنا کا ہے کنارہ  
 اوتر جاے گلے سی گر کوئی حسم  
 درازی روز غم سی لی شب وصل

یہی شوق اسیری ہی تو سالک  
 خرابی آچکی ہے اشیان کی

غافل اس کارگوچ میں رکھا کیا ہے  
 دل ہی بیدار تو بہر دیدہ بیا کیا ہے  
 گر زمانہ میرا دشمن ہی تو شکو کیا ہے

رنج و حسرت سوا حاصل دنیا کیا ہے  
 بیکر گوشت میں منظور ہی کو نین کی سیر  
 وجہ بیکار گئی خلق سی ملنا خجہ سے

سیری دشت کو ہی اپنی ہی سی دشت بھا جانتے ہو کہ برا کون کہے گا ڈر سے جی میں تھا اونسی کیوں حال پر نالاک کہوں لب جان بخش کی اپنی وہ عین جانتی قدر وجہ نہنگامہ ہوئی مرگ میری جسکی لئے چیر کر سینہ دل اپنا ہی دکھا نا بس تھا جان لینی کئی تیر شبے روزاوسے	یہی سحر اسی جوی قیس تو صحر کیا ہے تکوا غیار سی مٹنے میں محاب کیا ہے جانکر پوچھتی ہیں تیری تمنا کیا ہے مجھ سے کہتی ہیں کہ اعجاز میا کیا ہے اونسی آنا ہی نہ پوچھا کہ تماشا کیا ہے تہمت دامن صد چاک زلیخا کیا ہے دشمن جان کہیں مجھ سے ڈیر کیا ہے
--	---

اونسی کیوں غیر کی تعلیم میں اول بھی سا لک  
تم ہی چوٹی ہی جانی دو یہ جھکا کر گیا ہے

وہ زیب بہستان ہوا چاہتا ہے کچھ لیا ہوا ہے زبون حال میرا بڑی ہو گئی شہرت کوئے جانان طبیعت اجل کی طرف دوڑتی ہے تیری غم نے سب کام آسان کئے ہیں مطالب گرہ ہو گئے کیوں لبوں پہ اب اوتھی نہیں ضعف سی پانواچے چلی آتے ہیں سیر کرتے ہوئے وہ	یہ مجمع پریشان ہوا چاہتا ہے کہ وہ بھی پشیمان ہوا چاہتا ہے کوئی خزانہ ویران ہوا چاہتا ہے کہیں بھیجے بھی ارمان ہوا چاہتا ہے کہ مرزا بھی آسان ہوا چاہتا ہے مگر کوئی پرسان ہوا چاہتا ہے بیابان بیابان ہوا چاہتا ہے گلستان گلستان ہوا چاہتا ہے
--	--

کہوں دوست اکو بھی تیری طرح سی	کہ دل دشمن جان ہوا چاہتا ہے
یہ جلوہ جو دیکھا پس پردہ میں نے	کہتین داغ پنهان ہوا چاہتا ہے
نزدیکیا کر دتم کہ اب آئینہ بھی	سیری چشم حیدر ان ہوا چاہتا ہے

لکلا ہی یہ رنگ حالی فی سالاک

کہ ہر شعہ دیوان ہوا چاہتا ہے

کہو دہ شہوہ نہ منظر نظر میں رہے	کہ جس سی راز محبت بشر بشر میں رہے
چمن جنگلی تیرا بگڑا گزیر میں رہے	تو غل طور کا جلوہ شجر شجر میں رہے
غیر تر ہے اگر ہو سر شک میں تاثیر	لطیف تر ہی جواب گہر گہر میں رہے
ادھر تمام کیا آسمان نے اپنا کام	ادھر اسی ہوی اہل ہنر ہنر میں رہے
دو فرغ می یچی مین ہڈیے سطح	نہ دل میں حال غول جگر جگر میں رہے
بری خبر ہو تو اس طرح نامہ بر کہنا	کہ صدق و کذب کا شک بیخبر خبر میں رہے
سمجھ کی عشق کرا ایدل کہ کیا نہیں معلوم	جو سو نختی نہیں نفع و ضرر ضرر میں رہے
اودھان قبر میں بھی لذت خلش چاشن	خدا کری کہ خدنگ بگر جگر میں رہے
دفا ہماری ستم آکے کچھ ایسی ہوں	کہ رتوں ہی پر پا بشر بشر میں رہے
شب فراق ملی سیرہ روزگار تہی	سمجھ گدڑ گئی اور ہم سحر سحر میں رہے
ہم اونکی بزم میں بیٹھی رہی ولیکن یوں	کہ جیسی رہو راہ خطر خطر میں رہے
کچھ جو سینہ سی نالہ تو چاہی ایدل	مثال معنی لفظ اثر اثر میں رہے

شبِ صال کی یارب نہ روشنی کم ہو	وہ نورِ عارضِ شبنم قمرِ قرین رہے
تمیزِ غم کو دیا تھا فلک فی عیشِ آنا	کہ جیسے جلوۂ رنگِ شمرِ شرین رہے
ہماری قتل کی لونا زکی سی پھیلے صلح	ابھی تو خنجرِ زبِ کمرِ کمرین رہے

ادامی شرمِ مین لاکھوں اشارہ مین لک  
جہلِ ہوئی کیسکی نظرِ نظر مین رہے

ارم مین آگے گوی تباہ سے	اجلِ لای کہان ہلکو کہان سے
گری سر پر تو خوش ہوں آسمان سے	کہ سراوٹے نہ تیری ہستان سے
وہن لائے ہے پر میتا جی شوق	قیامت لگیا تھا مین جہان سے
منجم کیا بتا لگا سیرِ احال	فلک کیا دور ہوں میں مکان سے
ملا کر خاک مین ہم کو ملا کیسا	کوئی اتنا تو پوچھے آسمان سے
نہ بھیاں حسرت نکلتی ہن دہان بات	مٹی تے گلے دل کس دہان سے
وہی ہے قتل پر اصبرِ راد کو	تھکے ہم ہفت شورا لاماں سے
ہوئی طاقت جوادِ نیک تو اتنی	پہی اگر قفس مین شہیان سے
چلے تے ساتھ ہی فتنے و لیکن	یہ کچھ تیراے مرگ ناگہان سے
نظرِ مدت سے یوں ہی جانب در	گئے ہن وہ ابھی گویا بہان سے

منانے کون اب اگسا سا لک  
عجب تم روٹھ کر آئے دہان سے



بلا کرنے مژولگا آسمان سے  
 نکھو اوکا اے ہو کھان سے  
 غبار اٹھانے خاک ناتوان سے  
 ملایا اور کس نامہ بیان سے  
 بیان اوسکا ستویسے زبان سے  
 ابھی وقف نہیں زبان کھان سے  
 زمین کو کم نہ سمجھو آسمان سے  
 اب اخفا ہو تو گرنا کھان سے  
 نہیں کا کام وہ تیسے ہیں ان سے  
 نہ لکلی ہوئی گل بھگتستان سے  
 جگایا نخت کو خواب گران سے

بہرہ لگا دہر کو شور فغان سے  
 تمہیں شرما کے کپڑے کچھ بان سے  
 بہت طوفان قوم عاد گزرے  
 فلک یہ بھی تیر ہی مہربانی  
 زبان کیسی ہے جواد سکا بیان  
 ابھی ملنے کی ہے اونسے توقع  
 وہ ایک کج باز ہی سچا لاکھجہ رو  
 لبون تک آگیا راز کھانے  
 کیا آئینکا وعدہ سو خندہ بنا کر  
 فلک غمخوار بلبل ہو تو گل کیا  
 شب وعدہ صدا ہے پانے تیرے

کہہ اپنا پیدائیں سالک سی جان کر  
 بہت پچھائی ہو کے امتحان سے

تنگ ہوں چرخ کہن بنیاد سے  
 جو دم خسر کہن جلا دے  
 اتبو شرم آنی لگی منہ یاد سے  
 مل کئے ہم ادس تیم حباد سے

دسر کو نسبت نہیں ایجاد سے  
 ادنسے ہی وہ آرزو کنی مجھے  
 کوئی تو پرسان ہو میری حال کا  
 ہر طبیعت کقدر جدت پسند

جاکر ظالم لیلیکا تجھ سے کون تیشہ کیسا چاہتا یہ عشق اگر تم اگر پوچھو تو ہم کیا کیا کہیں اس علوشان کی کیا اتھھا جی میں ہی وہ اپنے حق میں کھجے خوگر جو روجہا ہوں اسقدر سرکشی کس بات پر ہی اسی فلک	خوش ہوں تیری شیوہ بیدا سے کام لیتا ناخن نہ یاد سے بڑھکئی میں حسین تعداد سے وہ کہی اور نئی سیکر یاد سے ہونہ جو کچھ اس تم ایجاد سے میں ذاتی ہی تیری بیدا سے نالہ واقف ہی تیری بنیاد سے
--	--

میری نظروں میں ہی سالک ایک ہی  
ہی عیان وحدت میں سکر احاد سے

مدعا کہنی کی دل میں تو ہوس آتی ہے وہ گلی صورت فردوس نظر آتی ہے ای دل اس ضعف میں ہی تو بھی غنیمت کہہ اون لنگا ہوں کوئی کچھ اور بھی کر دشمن سخت جانوں کو تیری موت کب آتی ہی مگر بیکسیجہای جنوں دیکھ کہ بیہوش جو کہی میری دیرانی میں کیا آئی گادہ غیرت حور کیونکہ تکرار قوافی پختہ رکھہ سکتا	عجب سی اونکی زبان بند ہوئی جاتی ہے سنہریاں آج طبیعت بھی کھلاتی ہے بتقراری تیری کروٹ تو بدل جاتی ہے میں میں غیر کی تقدیر بھی چکراتی ہے جان گھٹ گھٹ کی لہن کر گھٹ جاتی ہے ایک حشمت ہی کہ تنوی میر سچ لاتی ہے کہ ہر ایک گوشہ سی فردوس کی بولاتی ہے مجھ کو تکرار شہب صبل کی یاد آتی ہے
--	---

# پنجم سو مرتبہ سی زینہ سالک

ہی یہ وہ آگ کہ دم بہرین بہر جاتی ہی

کب اثر دیکھئے دشمن کی دعا کرتی ہی  
گنہ مازتری دیکھئے کیا کرتی ہی  
اب تبادتی ہن گر عمر وفا کرتی ہی  
دیکھئے غیر کی تعظیم یہ کیا کرتی ہی  
میری جی مجھے مایوس فاکرتی ہی  
کہ جھانرتی ہن ان بقا کرتی ہی  
توجہ اٹھتا ہی قیامت ہی اٹھا کرتی ہی  
اوس سی کیوں سی میری خلق خدا کرتی ہی  
جو تمہاری نگہ مشرور ادا کرتی ہے

کب کرم دیکھتی ہجران میں فضا کرتی ہی  
دہرین روز جزا ہوتی ہی ہوتی ظالم  
آپ کیا پوچھتے ہن حد تم نہیں نسکر  
جلد ادا ٹھہنے کو ہی قنہ تیری غفلت کو ہی  
صد نہ جھجھتی سہکر ہون زندہ افسوس  
کاش مجھای ہن کوچہ غیار میں جا  
شرم قنات سی تیری جی ہی پہاڑ  
جرم انسانی محبت نہو ثابت مجھ پر  
شوخیوں میں ہی نہ کمی یہ کنایے غنی

شہد رہ چور کے اللہ پہ سالک سب کام

دیکھتے تیرے یہ تقدیر شہا کرتی ہے

نظر

ہمارے ساتھ غیروں کی ہزاروں دعا  
مکیر تو کہو لگا لگوا سجا ہوا کیا نظر  
لنگاہ لطف میں سوطر کی عذریا نظر  
اگر وہ نہ سی کیسے ناہ غم کی مدد نظر

ایسی ہم نہ تیری نرم سی ای یو فانی نظر  
زبان کٹ جامی گر لب سی تمہارا کچھ کلا نظر  
کہی بھی ہوئی کہیں کہی نہ پیر کر بیٹھے  
سجھا صدہ ہجرتان سی لوسا دل کا

کیا بتا دوا چارہ کرنی دروہفت کا سحر ہونے نذیکا نخت شون وصل کنی	مگر اوس سی زیادہ حضرت دل مبتلا نکلے عجب کیا شرم سی خوشیہ اگر نکر سہا نکلے
---	--

یہ سن یہ بادہ و شاہد پستی خیر ہی لک  
ذرا بوا دیت کی ہی امی مرد خدا نکلے

اب نین آئی تو موت آئی میسری قصہ طولانی ہے وہ نازکے مانع میری صورت پر ہن انار نیاز جستجو کرتا ہوں کتے وصل کی دیکھ کر اؤ کو عبث سہنلا رہا ہی ازل آدرد از خود رفتگی زہر حباسی چپا کر کھایا ایک مدت سی نین من آپ من کعبہ ہو یا آستان یار ہو مگر اجازت دو تو حلال دل کہوں تو ہی اگر مبعض اضداد دیکھ	کہتی ہن دیکھو سیمانی میسری اور گویا بی ہی گویا کی میسری سرا دھانا ہے جین کی میسری ہی من اور ہرزہ پمانی میسری جرم ٹھیری ہی شکبانی میسری میرا گم ہونا ہے پیدائی میسری عاقبت کام آئی خود رائی میسری اپنے بھی کچھ خبر پائی میسری بی اثر ہے جہہ فرسانی میسری آپ کے لب پر ہی گویا کی میسری ایک ہنگامہ سی تنائی میسری
--	--

چپ نہو سالک کچے جا حال دل  
کچھ طبیعت تو نے بھلائی میسری

<p>اب لاف منبطل الفت پہناں کچھ ہو چکے  یوسف فی راہ مصر کی سیکھی ہی خوشین  اب باز پرس حشری کیا کام ہے کہ ہم  اب ہی زبان نہ بند ہوا صح نہ راجیف  یہ ہی اگر ہے جلوہ حسن نگاہ سوز  اب آ کے میری راہ میں بستر بھائی  صبح شب صال فی کیسا کیا غموش  دیکھیں قیامت اکی اوراتی ہی خاک کیا  چپ چپ عدو کو دیکھ کی پوجیں چپ حال  آجاو اب ہی لب پہ نہ آبائی او کچھ  ہمت سی دو کچھ نہیں بیت الحرم و  مرداؤں آپ تاری قاتل کی آبرو</p>	<p>چرچے جہان میں شش افغان کے ہو چکے  سامان اجنبی گنہان کے ہو چکے  محو خیال لذت عصیان کے ہو چکے  مکرمی ہزار میری گریبان کے ہو چکے  دعویٰ قبول ہو سی عمران کے ہو چکے  خوگر یہ پانو خار غیلان کے ہو چکے  کو یا کہ سب کچھ شب حبران کے ہو چکے  ہم خوگر اون کی بخش دامان کے ہو چکے  پرساں وہ میری مال نشان کے ہو چکے  سکوی تمام گردش دوران کے ہو چکے  بدت سی ہم تو کو چہ جانان کے ہو چکے  سودا بھر چہ خبر ران کے ہو چکے</p>
---	---

سالمک نظر خدا پر رکھو اور چلے چلو

رہبر نصیب اپنے بیابان کے ہو چکے

<p>دنیا میں طرح سی ہی ہم جہان رہے  دست کلیم سوز درون کا گواہ ہے  سہتا ہے جو وظلم توقع پر آدے</p>	<p>گو یا کسی قیب کی گہر ہمسار رہے  مکان نہیں کہ راز محبت بھان رہے  ہاں چہر لطیف کی ہی دم ستان رہے</p>
--	---

<p>تسکین ہی چمن میں جو دائم خزان رہے ایکاش ایک طال پر شک روان رہے ہی خیر اسمین اپنی فغان گفغان رہے نظرون میں بی ثباتی کون مکان رہے میری طرح خراب کیوں راز دان رہے قاتل نہ تیری ہاتھ نہ میری زبان رہے اسی ضعف بات کی ہر تاب تو ان رہے اثر صبح کی میری بونہ پر عیان رہے آکھے پڑا ہی پائین اگر اشیان رہے ہم آپ انہی حال شب مہربان رہے</p>	<p>تیز حال ہری بڑبڑتی ہی حسرت اور بڑبڑتی ہی جامی قطرہ تو دیر اسی کم نہیں ڈر ہے کہ رفتہ رفتہ نہ بجای صور حشر تو اس کے دل میں گہر نہ بنا جی اعدا ہی جھکو جان کر تجھی پہنا ضرور گر تجھ میں نہ سوخیاں میں تو گستاخ میں بھی ہوں آج ہی راز دل نہ کہیں لب پہ دیکھنا کیسی شب صاف ہی روشن کہ سام سید ہی نظر عین میں کوئی دیکھتائیں لب پر دعای مرگ رہی ماجرا نوچہ</p>
--	---

سلاک ہوانہ وصل تو ہی یہ سچ زندگی  
مانا کہ دیر میں رہی اور جاودان رہے

<p>اب نظر آتی نہیں جاتی یہ کہی سل مجھی پیش سو گرداب آتی ہیں اسل مجھی پانوسی جاتی ہیں ٹھکراتی سر محض مجھی چاہی ہی ہر سر موافق مضطر دل مجھی تونی مارا ای سیام خنجر قاتل مجھی</p>	<p>کام آیا قبر میں یہ اضطراب دل مجھی کیون نہ ہو بحر محبت سی گزر مشکل مجھی بھرا استقبال دشمن نرم سی او بی ہن ہر کی خوگر ذوق مینا بی نہایت بڑہ گیا تیری ہونی سی لگی میری شہادت میں دی</p>
--	---

<p>آج بھی ہر لی چلون پر مغالکی پائیں لی چلی ہی اسی تماشائی موت کسکی پہ رات وہ ہی وصل کی لڑائی وہ ہی جگر کا گہری سخی میں لگا کر ہاتھ دشن کی تہ پیٹھ کر مطلب میری سنو یہ جگر اسی چکاو اب نہیں ہوتی خبر سوار گرو بجای صبح دم نہ لی شوق شہادت میں کہاں قاتل کہاں میری ہر ناخن میں پھانسیں لگی ہیں نالہ و فریاد ہی آہ و فغان ہی رات دن کام کیا سید ہی ہوں جب ہو کار فرما کا ایکے قے پر قدم ماری ہوئی جاتا ہوں جی میں سی دور و زبلی اٹھوں یاد روز</p>	<p>شیخ قسمت سی ملا ہی مرشد کامل مجھی جزیرہ سجھی تھان تیغ کے قابل مجھی آپ وعدہ پر گر آئیں ہی تو کیا حاصل مجھی تم نہ اپنی ہاتھ سی کرنا کہیں سبل مجھی آج قاتل ہو کی اوٹھو یا کرو قاتل مجھی وصل کی شبے کیا ہے ہند غافل مجھی زہر ہی تو کوئی ہاتھ آتا نہیں قاتل مجھی اور ادب کجا کر دیا بھی عقدہ مشکل مجھی وہ ہی کیا بید رہیں کہتی ہیں کامل مجھی یعنی حق نی پہلو چپ تین ہی ل مجھی ہو نہ معلوم آہ یارب دوسری منزل مجھی خسر میں ہونا نہیں غیار کی شامل مجھی</p>
---	---

تو بہ مرقی دم کرد لگا ہادہ نوشی سی ضرور  
جاننا سالک شہ تم اپنا ہی سا غافل مجھی

<p>آسودہ جو کہ خاطر بی دعا سی ہے آمادہ ستم فلک دیار کینہہ جو غلام ہرین او کو وعدہ ہی کرتی ہی لگی</p>	<p>کیا کام او کو ساغر گیتی نامی ہے پیغام موت کا مجھی اب جا بجاسی ہے خواہش دصال کی مجھی اس التجا سی ہے</p>
--	---

<p>ای چرخِ فردہ تیر زین تیرے کمان شکن  دقتِ طہور نام ہوا فانیوں میں ثبت  ای مضطربِ شوق نہ لی جان وہ کہا  اوس شہسوارِ ناز کی غمت کو کیا ہوا  کیا پوچھی ہو مجھے کہ تو کیوں ہی مضطرب  ہی اب تک و سکو میری فزاد کا گمان  رور و کے اوس سی کہتی ہیں نجان جہاں  ما یوس ان بتان جفا جو سی ہو چکے</p>	<p>یعنی زبانِ فگارِ جوم دعا سی ہے  انجامِ آشکارِ میری ابتدا سی ہے  اوجہا و یہاں خیال میں ثبت قیاسی ہے  خاک اپنی پامالِ شمالِ صبا سی ہے  یہ سی تمہاری جلوہ صبرِ آنا سی ہے  حاصل یہ جھکنا نہ اہل عزاسی ہے  گویا بیانِ حال کسی شناسی ہے  کب تک ہم کہیں کہ توقع خدا سی ہے</p>
--	---

ساکت کیا صلاح نہ لینے قیبت

انہار و عاجی کس دعا سی ہے

<p>لطفِ دشمن پہ کیوں کیا تو نے  سہل بھی میری شفا تو نے  جس سے احوال کہنے وہ بھی  اتوا و نہیں گے حشر اڑھا کر ہم  ہم کی کس بزم سے نکالا ہے  کہہ کے احوال دیکھتا ہوں شکل  یوں ہی ہوتے ہیں نارسا نامے</p>	<p>یوں اگر کی تو کی وفا تو نے  کی بس اسی چارہ گرد و اتو نے  خود کیا ہمی جو کیا تو نے  کیوں نظر سے گرا دیا تو نے  ای دل رشکِ شہنا تو نے  جانتا ہوں کہ سن لیا تو نے  کیوں بگاڑی میری ہوا تو نے</p>
---	--



<p>حال کہتے تو کہتے ہن خاموش یوں وفا کی کہ خود وہ کچھ اوٹے وہی ہم وہ ہی تیسرہ بنتی ہے ہجر میں ہر کی کو موت کھان کوئی دن اور اونسے کھینچا تھا اوس سے مل مجھ کو دیکھ کر امی غیر سن لیا ایک جہان سی پر نہ سنا</p>	<p>بس سنا ہننے اذ رکھا تو نے کس سنگر سے کی وفا تو نے کیا کیا سایہ ہما تو نے رحم جھپڑ کیا قضا تو نے کہو دیئے کام لتجا تو نے کہیل شاید سمجھ لیا تو نے بچھ کر مجھ سے ماجر تو نے</p>
--	--

اوسکے انسویک پڑی سالک

حال اس درد سے کھا تو نے

<p>تہی کہی کر نیگے نہ خوش وصال کی منکر خبر وہ میری خرابی حال کی چکر میں آ رہی ستا کردہ خلق کو ہن غایت کمال پر اپنے تباہیاں ہجر کو نہ کیونکہ شب گم ہونوشی پایا زبان تیشہ فرہادی جواب لذت غلش نے رکھی سی کیا تیغ ناز اسی انتظار یاد شب وعدہ کیا کیا</p>	<p>کہو نیگے ابرو نہ لب بی سوال کی تعریف آپ کرتی ہن اپنی جاں کی تم چال کیوں چلو فلک بے خصال کی خوش ہوں کہ سی یہ ایک نشانی زوال کی یہ بھی تو ایک ت ہی گویا مہال کی تاثیر دیکھنا سخن پر زوال کے زحمون کو احتیاج نہیں انماں کی دیتی ہی ہر گھڑی خبر ایک ایساں کی</p>
---	---

ہی ایک گوشہ میری کائنات ہی	وسعت تو دیکھنا میری بزم خیال کی
ابرو کی غنچہ تک تیری ہون دڑا ہوا	دہشت سی دیکھتا نہیں صورت ہلال کی

سالاک خدا کی واسطے چہرہ کو اذکار  
پوچھو خبر نہ کچھ دل حسرت مال کی

اس نالہ وزاری سی یہ کیا میری آگے	آتش میری سر پر سی تو دریا میری آگے
جو پاس میں میری وہ خدا جانی کہاں	تم دور ہو پڑی ہو گویا میری آگے
دشت زدہ عشق ہون ندائیں ہون تو کیا	اتک تو ہی ہر گوشہ صحر میری آگے
بہلا قی میں دوزات مشابہ تیری نگر	کرتی ہیں مہ و مہر تماشا میری آگے
عالم کو میری خاک اورانی فی ڈوبیا	ہر مار نکل آتا ہی دریا میری آگے
روتی ہی بنائی مجھے بازار میں پاچا	قاصد فی کیا ذکر کچھ ایسا میری آگے
وہ جو رکے تھنے کہ یہ پیچ سنگر	اب تمسی ہوا جاتا ہی اچھا میری آگے
نامح کی بھی سوا کہیں اسی عشق ملا	اجنبائے سب بن چکی دانا میری آگے

کیا شہر میں ہو حضرت سالاک کا ٹکانا  
کل جاڑتے تھی گوشہ صحر میری آگے

بی پردہ چلی آئی دہ تھا میری آگے	تقدیر سی حیرت ہوئی پردا میری آگے
چلتی ہی زبان عذ جفا نہیں لیکن	تم خشر میں خاموش رہنا میری آگے
سزل کا پتا پاؤں تو باقی ہی ابھی دم	گواور نہیں ہی کوئی صحر میری آگے

<p>ایمان میرا وعدہ بجا میری آگے رکتا نہیں کچھ دیدہ بنیا میری آگے خود کرتے ہیں وصف رخ زیبا میری آگے کہہ دے ہی یہ ساحل دریا میری آگے آئینہ ہوی ہستی اشیا میری آگے معدوم ہوی شہرت غفا میری آگے گویا کہ نہ تھا دہر میں جوتھا میری آگے</p>	<p>عالم ہی تجھی دیکھہ کی موسیٰ صہقا کا حائل رہیں سوطر حکی پردی تو نہیں غم کیا دیکھہ کے آئینہ کو وہ محو ہوی ہن نہ انکھیں میں کشتی ہی میری بحر فانی جب اپنی حقیقت کو ذرا غور سی پکھا غفا کو زمانہ میں کیا میں فی ہی غفا یہ حال ہوا دیکھتی ہی جلوہ جانان</p>
---	---

وہ تیز رو بادِ عشق ہوں سالک  
ہر ایک یہ کہتا ہی ابھی تھا میری آگے

<p>آسودگان خاک جب اٹھیں گی گور سے اسد کی پناہ تبوں کے فتور سے ایک بار اٹھ چکا ہی یہ طوفان تنور سے آنے لگا ہی چین دل نا صبور سے روشن عجب چراغ ہوا شمع طور سے دھوکے میں حشر کی نکل آئی قبور سے دنیا کی سیر کرتی ہیں ہم چشم کور سے تاثیر عجز کرتے ہیں پداغور سے</p>	<p>ثرہ فانی دہر کا تنہی کا صور سے بندوں کی جان لیتی ہیں کس مکر و زور سے عاشق کی انکھ تہم ہی اگر تو خوف ہے موتی چلی ہے بھر میں خوف طراب کی موسیٰ کی اہم میں نہیں جو دل میں نور سے مکر ہی اہل دہر میں جس حال سی خراب انکھیں کہلی ہوی ہیں تو پیر یا چپا ہے کچھ کج جان کو اپنی طرف کہینچتی ہریت</p>
--	---

جنت کہا تو اوسنی گلی سی دیا نکال تیری شہید ناز کو جنت میں جا ملے کچھ مرگ و زلیست عاشق خمیدہ کی چھم ہستی میں کیا ملتا تھا بھر بیچ دیاس کے رہبر سے میری ساتھ مگر سی ڈرا ہوا اچھی طرح گزرنہ سیکیگی شب فراق جان اپنی لب پر آئی نہ آیا سوال و صل موسیٰ سی کیف بادۂ توحید کا نوچہ اوس دن کو رات کو ہی نہیں ایسی فراق	جو کچھ ہوا ہوا ہی ہماری تصور سے دھو تے میں اداسکی زخم شراب پھور سے یہاں عمر بہا گئی سی سنیں و شہور سے اب کیا کرنگی جاگ کی شور نشور سے اوس کو چہ کی نشان بتا تا ہی دور سے مجھ پر بری نیکی دل نا صبور سے دشوار مدعا طلبی ہی غبور سے لکنت زبان میں آگئی جسکی سرور سے ولستہ یہ امید سی رو رہ نشور سے
--	--

ساک گناہگار و خطا کار ہوں  
دل کچھ قوی ہی رحمت رب غفور سے

جو ہوا کو یار میں گزری یہی زاری رہی یہی فریاد شفلہ برق آہ عاشق بچہ عمر گزری فراق میں لیکن عشق اور میں مگر میری ب فاتحہ کو وہ شمع عرو آیا	گو خزان ہوا میں گزری عمر کس کار و بار میں گزری خیر کی چشم یار میں گزری مرگ کی انتظار میں گزری دل الفت شعار میں گزری روشنی سی فرار میں گزری
---	---

<p>زندہ درگوں بچرن ہی ہم یوں سبک نینرشت ہوں کسے دیکھا کہ ایک برجی شب چران کی آفتو کونو چھ</p>	<p>زندگی کچھ مزار میں گذری ایک ہوا خارزار میں گذری سینہ دھتکار میں گذری رات روز شمار میں گذری</p>
<p>سہا لاکے رمی سی توبہ حیرت کیا دل بادہ خوار میں گذری</p>	
<p>جو آستین کو دہوی نہ خنجر چپا کے ہم روز وصل آپ میں ہرگز نہ آسکے جی بہر کی ہیکو پر خان کیا ملا کے فتنوں میں کوی فتنہ سی آشوب خنجر ہی ہچکی بند ہی ادھر ادھر لکھنؤ پر آستین وعدہ پرانی انگلی وہ میری گہر ضرور اعجاز عیسوی سی ہیں کیا اصول کتا بنی نقش صورت دیوار بزم میں کچھ نقش حب نہیں کہ امی تش خرق میں مضطرب شوق کی ساری خرابیاں سب ضد پر انقلاب جان کی میں کا بار</p>	<p>خون شہید ناز کو وہ کیا دبا کے کہوی گئے کچھ سی کہ بہنچا کے کوثر ہی ہو تو یاسن اپنی بہا کے جسکو خرام ناز نہ تیرا اٹھھا کے وہ سن سکی فسانہ غم ہم سنا کے بزم خیال غیر میں ہی جونہ جا کے جب مر گیا ہو دل تو کوئی کیا جلا کے اس طرح بٹھپی کہ نہ کوئی اٹھا کے دلو کسی امید پہ کوئی جلا کے آجای بس میں دل تو وہ قابو میں کے ہم خود میں تو نیک زمانہ مٹا کے</p>

سہالک یہ حوصلہ ہی تو کیا آرزو کر  
حسرت وہ کونسی ہی جو طینت سے

کب ہے منظور کہ یں غصہ دل آزار  
لوح مزہ یہ یہ محمود کے لکھہ دنیا تھا  
سو ہی جاوی میری طالع کی برابر کر  
ہوں غلش دوست دعا ہی کہ دو دل کی بے  
بکے یوسف فی خرید ہی وہ رہے کہ چھو  
پوش کعبہ سی کیا کم ہی اگر دل پر ہے  
دیکھ کر اشک مسلسل کو وہ نہو بہر کا  
جب وہ غارت گرایاں ہی تو حیرت کیا  
ہی شب وصل عدو اور زمانہ ہجور  
بہتی یں زلف میں کہنی کو کہیں دل کا  
جارہ امی ست جنوں اور کہانی لاؤں  
اثر گرمی رفتاری یہ بھی سیرا  
تم ہوساتی تو عجب کیا ہی کہ نیامین  
خوف ہی یہ دل قیاب نہ بریں آجا  
ایک بدل ہی کس کس کی زلفیائی میں

پر یہ وہ شی ہی نہ چو ہی تو سوار کے  
حسن وہ شی ہی کہیتی ہی خریدار کے  
کیا ہوگر بخت عدو ہی سہر بازار کے  
یار باس عہد میں درد دل بیمار کے  
یہ ہی بکنا ہی تو ہم صفت ہی سوار کے  
چاہی میری گریبان کا ہر ایک کے  
لاکھ ہوتی کی عوض دو در سوار کے  
دیر میں جبہ بگی کعبہ میں نہار کے  
کیون نہ بستر کی لٹی گل کی جگہ خار کے  
طالب س چیز کی یں جو پس یار کے  
لی رکھوں مولی اگر دامن کسار کے  
کہیا بان میں بخت سو کہہ کی شہار کے  
عوض صنعت جم ساغر شرار کے  
ہم نہ لین مولی جو وہ طرہ طرار کے  
ڈیر پہولوں کا جب اگر سہ بازار کے

<p>صیاد فی جو دیکھی سیری آہ شعلہ با          جہر کا کوئی نسیم کا آسے جو باغ سے          تصویر کھینچے سی تیری ماتہ کھینچ لے          ایدل بھلا چک اوسکو کھانک رو لاں گلا          کیا اوس لکھا قہر کی مین تاب لاں گلا          وعدہ پر اپنی آج ہی ظالم نہ آنہ آ          ایک شغل ہی بناؤ دہنیں در نہ سادگی</p>	<p>پر باندر نہ کو تار بھی فولاد کے لئے          تختہ ہے طائران قفس زاد کے لئے          ایک کار نامہ یہ ہی ہو بھراد کے لئے          دشمن کا چاہی جگڑا سب د کے لئے          ایک صاعقہ ہی عالم ایجاد کے لئے          جیلے بہت مین بیان دل ناشاد کے لئے          شاعری ہی حسن خدا د کے لئے</p>
---	--

سلا لک خیال اوس انجن جان فروز کا  
 سینہ مین داغ ہی دل ناشاد کے لئے

<p>میرت آتی ہی لفت مین شفا ہوتے ہی ہوتے          منور و نغم ہو غافل کہ یہ ڈر ہے          ہمیر تو قیامت ہی گذر جائیگی ظالم          غم صبح شربت صبح کا بڑبڑا ہی تو بڑہ جائے          منتہی نہ وہ طلب کو میری سنکے سبز زم          کیا قاتل سناک تیرا ماتہ چہا ہے          کس کس کو ٹھکانا فی سی لگا لگا فلک نے          کر دیکھتی آئینہ کہی سیر سی نظر سے</p>	<p>بڑبڑا ہی یہ آزار دہا ہوتے ہی ہوتے          بندہ سی نہ گہٹ جا خدا ہوتے ہی ہوتے          اس وعدہ فدا کی دفا ہوتے ہی ہوتے          مر جائیگے ہم تمسی جدا ہوتے ہی ہوتے          مانا تھا تو ظاہر مین خفا ہوتے ہی ہوتے          وار آتے مین سو ہوش جا ہوتے ہی ہوتے          مٹ جائیگے ہم اسکی فنا ہوتے ہی ہوتے          بی چین وہ مجھ ہی سوا ہوتے ہی ہوتے</p>
--	---

اویس کے نہ سوختی ہی کیا اوسکی گلی سی	سنگامہ محشر کے پاہوتے ہی جوتے
خواب کو ستم کی ہی تو کیوں ہنسی دفا کی	وہ غیر سرگرم جفا ہوتے ہی ہوتے
تیری نگہ ناز خدا جانے کرے کیا	سنگامہ محشر کے پاہوتے ہی ہوتے

یہ نام پر مرتے میں تم ایک دن ہی گرا تے  
 قبر بالعلی بیگ فدا ہوتے ہی ہوتے

مقول بیکہ نشی یون ہاتھ اوٹھا ہے	خجر میں دم اگر سی تو اور آرمائے
یون سو نہ بنا کے شکر ستم لب پہ لائے	کچھ بھی نہ کہئے اور شکایت جتائے
گر بول جا ہی کوئی بلا میری گھر کی راہ	فتنہ پکار کر یہ صدا دی کہ آئے
اتنی میں اس طرف وہ گر غیر ساتھ ہے	کس طرح اونکی راہ میں گھومیں پہنائے
کہتی پٹی اسکی شبستان ناز کی	جکوبی دل میں داغ تباہیائے
دل سی عزیز شی ہی ایسی سوزن اف	کچھ نقش حب نہیں ہی کہ جسکو جلائے
کیونکہ نہ اپنی صنف سی خوش ہون دکھائی	کچھ بھی دکھائی نہی تر نظری گرائے
بالا بگاڑد شک خیال رقیب نے	کس طرح اونکی دل میں گہرائیاں بنائے
تم اور بکھار ہو اس لطیف پرشار	وہ پر ہر بیان سی کہ جہنم سمائے
مہر ہی تم کہے ہی لائق عشیقین	ایمان ہو عزیز تو سو گند کہا ئے

پری کے شام اور عدم کے سفر کا ڈر  
 ساک سمندر کی اب بہاں اوٹھائے



خبر و ہوتے چلی آتی ہیں دغا ایک ہے  
اور پھر کہنی کو دنیا عالم ایجاد ہے

چپڑ کر سالاک کے چکر میں پڑا کیوں افساناک  
ہم نہ کہتی تھی کہ یہ خاک جہان آباد ہے

عاشقان تفتہ دل کی برق اگر فریاد ہے  
گر تجائیگا قد و دلدار کو کیا دیکھ کر  
مند قضا سی ہو گئی ہی اوس نگاہ ناز  
کٹ چکی ہی ہجر کی شب اکتی نیت بخر  
زلف کی آرائشوں میں اپنا رستا ہے  
اوسکی تصویر اور یہ صورت خدا کی شان ہے  
پاہتی ہیں ہم کیکسا سایہ و اماں لطف  
ہمو کے خوگر شدت غم میں نرا آنے لگا  
خوف رسوائی تھی کونسی تو ظالم کہیں  
ٹیون اہل غرا کو وہ میری کیونکر سنے  
لوٹ جاتا ہی دل اپنا ان تبو کی بائین  
سری سر پر عاشقوں کی چادر کو جانی  
ہو سکے کوئی تباں خبر و کا کیا بیان  
چو نیا قید تعلق سو رہی دنیا میں محال

پیکر چرخ سحر گنبد فولاد ہے  
جس قدر او پنا زمین باغ سی شمساد ہے  
دیکھنا ہی آج ہکو سی کہ کون اوستاد ہے  
کل تو ہم میں اور نور و شری فریاد ہے  
ہو چلا ہی صیدا پنا جو مرا صیاد ہے  
گویہ خامہ ہی یہ کاغذ اور یہ ہزار ہے  
زندگی اپنی چراغ رہ گزرا باد ہے  
نالہ ہم تاثیر شب بیداری زبا د ہے  
ہو لانا ہوں ہی جو رنج و فرت یاد ہے  
اوسکے کانون بہر شور بار بار کبا د ہے  
سخت مشکل ہی کہشت اس جہم کی مباد ہے  
رج مسکون سی زیادہ وہ گلی آباد ہے  
یہ جگہ وہ ہی جو رشک غلغلو شاد ہے  
پاک گل باغ جہان میں سرو سا آزاد ہے

ایک سالک مرغی عشق کی سب نگین  
یہی دامن ہی ہی مجنون ہی فرادے

اوس سی کچھ ادب ہی ہنگامہ کی صورت ہوگی زندگی بہرہ ادوی کوئی کہ ورت ہوگی جل گیا آتش غم سی دل تپاب توکل شبک وعدہ فکر و محسوس نہ تارے گنوا غم نہان کا اثر بات کیونکر مت جا غم نہیں بید کی لگی اگر وصل شرک اسقدر پہول نہ ایک طغ پر ای لالے تو آشیان منزل آفات میں باندھا اپنا	وہ ہی ہوگا توقیات میں قیامت ہوگی جکے آئینہ دل میں تیری صورت ہوگی آج سینہ میں کھٹکتی کوئی حسرت ہوگی گہر تھہرا ہی جب ادگی غایت ہوگی شکر ہی ہم جو کر نیگے تو شکایت ہوگی مقبرہ کا کہیں لڑکوں کی شہادت ہوگی روشن ایک شمع سی کیا بزم محبت ہوگی ظاہر اعلیٰ مجنون کو ہی حشت ہوگی
---	---

حیرت آئینہ ہی کب تعدی سالک  
میں وہ حیران ہوں جو دیکھی ہی حیرت ہوگی

رخصت وہ دین اگر چہ فریاد کی لئے رکھتا ہی ہم سی مورد آفات کو اسیر میں اور دل سی دشمن جان کو کہوں عزیز نوشق عشق تھا مگر احباب چوٹ کے ترک تعلقات کی پابند کیوں رہیں	خود رویہ من چرخ سی ستم ایجاد کے لئے سوا فیقین ہیں غانہ صیاد کے لئے پہلو میں رکھ لیا ہی تیری یاد کے لئے کیا کیا پہاڑا وٹھاتی ہیں فراد کے لئے یہ ہی ہی قید مردم آزار کے لئے
--	---

بار عصیان کو ادھما دی ہری پرنا تیک  
سفت سی مالدون ساکبجہ یہ ابارک

زبان زدہ سی یہ قصہ سر سیکے وہ اندیشی کردل میں خون کیے نہیں آرایش آئینہ سی نگن میں شادی مرگے شام پہل جو لمبائی کہیں تو پوچھ فرشتی ہی ادھما تی بوجہ ادھما رہی خرتی فلک گفتگو کیا ملے کیا جام وادھون ملک بڑی آزار پنہائی فلک نے سنگھاتی ہن وہ زلف شکو تیری کافر نکام کہیں رہی میری خط کی نا اٹھی حرف او فغان کا ضبط ہی کچھ بڑی ہزاروں سو کر لہا کر یہ بچے زبان طتی ہی گو طتی ہی پان	بہت چرچا میں ہی بکھی کے نبی میں اکھیر پردہ دوجی کے وہ خود عاشق ہیں اپنی دل کی رہی بھی میں سب ارمان جی تبی اوس سی میری گم گشتی نصیب ہے جو ہوتی ادھی کے فغان فی ہوش کہوئی کھی کری اس دور میں کیا کوئی کھی نئی اچھی طرح بدلی کہی کے نہوں سو ہون لی اس غشی کے کہا بے رنگ گئے عاشق شکی اونہیں عوی بجا میں ناز کی کہ ہم مشتاق ہیں کر خشی کے کہ اتنا پاؤ پڑتی عاشقی کے کھلی اوس کھول بی سٹا قی
--	---

منیف اسکونیا اور لک  
نہامی لاکہ دشمن آدمی کے

روکے آفات سادی کو میری فریاد  
کیا ثبوت قتل پر اپنی شہادت ہی ضرور  
دیدہ حق بین کونین کی پست و  
ہاتھ کا لون سی فرشتوں کی نہیں ہوتی جدا  
اٹھ کی شتاق اسیری ہی پہنچا ہی اور  
ڈھیر کیا قتی نہیں اپنا گزرتے ہیں لوگ  
جب ہی رکھ لی ہی شبیہ یارانی ستے  
کچھ تو پردہ راز دل کا قیس رکھنا چاہے  
بیکسی میں جیسے ہی آیا نہ کوئی پوچھنے  
ہیں سرخیل تنہا رقت ہی میں دم بخود  
اب جو فرض صفت ہی مالہ نہیں جاتا تو  
بہولہ دی ہی شمال اوس قدسی میں کیل  
کو کہ لاغر ہیں مگر دونوں آنا ہی محال  
اڑ کے دو دو تیرے طعنے خاک گرتی ہیں گنا  
ڈوب کر عشق حقیقی میں کہلی سپر یہ تہ

یاد رکھو میری ہی مہی جہان آباد کے  
آکھنہ کی تپنی میں اب تک صورت جلاد کے  
باغ میں کیا حاجت میر گل ٹھوسا دے  
اور ہم بھی ہوی میں نار سا فریاد ہے  
دام رکھی دوش پر جاتا جبر مہیاد ہے  
میان دہشی ہی کہ او کی راہ میں زیاد ہے  
خواہ گناہ خسرو پرویز میں فراد ہے  
چاک کرنا یوں گریبا نکاح میں ہی یاد ہے  
مر گئے جب ہم غلام داروں کے گہر آباد ہے  
اس غموشی کا نتیجہ ایک دن فریاد ہے  
بار بار دعا ہوا چرخ کہن بنیاد ہے  
سدرہ دلو بی ہی پناہ چل شمشاد ہے  
بلبلہ خزان ہمارا دیدہ حساد ہے  
تنبہ و آدم ہی طوفان قوم عادی ہے  
ہر حجاب اس بحر کا چرخ کہن بنیاد ہے

کہاں ہی ہرزخم پر سوز غم پلایا دل میں ہے  
 یہاں ہی لیکر تاحدم کیا جانی کتنی مقام  
 حسن ہی دہشتہ ہی الفت مگر مجبور میں  
 دوسرے داغ دل آخر لگے ہم زیر خاک  
 دیکھنے لگی اپنی سرنگشت خانائیتہ میں  
 دیکھی خط کیا کیا تصویر سی ہوئی میں شہسار  
 کب دیا کسکو دیا اپنی گرہ سی چرخ نے  
 حسن حیرت خیز فی ہوش سبکو کر دیا  
 جذب شوق قیس دیکھو ساربان کنسی لگا  
 قتل کی لذت کو یارب کیونکہ ہوا پائندگی  
 اوس طرف وہ تیرے چادر نور کی ہی پہن  
 پندناصح اور اپنا عشق دو دنیا یک میں  
 جذب ل او سکنی نگاہ ناز کو سمجھا کہیں  
 میں پیابان مرگ اور شہت طلبے برابر  
 کچھ اذیت سی نہیں قاتل ٹرپنا لوٹنا  
 دیر میں چوڑا نہیں تیری نگاہ ناز نے

وہاں نزاکت تیغ کی بلی کف قاتل میں ہے  
 جسکو دنیا کہتی میں کہہ گا اسی منزل میں ہے  
 غیر کو کیا دین کہ عالم تو ہماری ل میں ہے  
 دولت قارون ہمارا ملک کے حاصل میں ہے  
 جو گرہ عالم ہماری طلب شکل میں ہے  
 ہم تیری کو پسمین میں اور نامہ بنزل میں ہے  
 ڈھیر دلی مسرتوں کا وہاں ساحل میں ہے  
 آج خلوت میں ہی گویا جوتیرے محل میں ہے  
 بوجہ نادہ سی زیادہ آج کھول محل میں ہے  
 کیونکہ کہہ لوں دل میں جو کھجکت قاتل میں ہے  
 پردہ حاصل ہی اور نکا پردہ حاصل میں ہے  
 سچ تو ہی ہو خطا انسان کی اب گل میں ہے  
 رہ گیا کیون تیر میری سینہ بسل میں ہے  
 جو میری قسمت میں ہی وہ پھر سر منزل میں ہے  
 اضطراب شوق تیرے ہی دل بسل میں ہے  
 نام ہی جادو کا باقی رہ گیا باطل میں ہے

دل کو کہو کر لگ گئی مسالک کچھ ایسی دلی کو

قافیہ ساری غزلین کی دل ہو دلیں ہے

قتل شمع کا گمان ہی شریک کیا کیا دلیں ہے	آج کیوں ٹوٹا ہوا خنجر کف قاتل میں ہے
جان تیسامی تصویر میں بھی اب اندوہ	غیر و سکندر میں ہی آوردہ ہمارے دل میں ہے
ناخن دست خون کو خاطر و باطن میں ہے	چاک جو میری گریبان میں ہی وہی دلیں ہے
ابتدای فراعفت تھی کسی معلوم تھا	ہم ہی اب تک سمجھتی تھی سوید دلیں ہے
مل سکوت شرم کی داری دشمن سی کہی	ماجر اکہ بدون محفل کچھ ایسا دلیں ہے
دیکھ پہلو ہدف کر ہمواری ناک نکلن	ہم بجای دیتی ہیں تو ہی سی دلیں ہے
یہاں سی لیکر مارم خواہش ہماری ہی خط	جو دنیا میں سما یاد ہماری دلیں ہے
اپنی حسرت جسطرح کی کوئی کرتا ہی بیان	غور سی جب کہتا ہوں ہی میر دلیں ہے

آپ سالک صلی جان سی ہوں کیونکر کا پتا  
جو نوشتہ میں نہیں ادکی متبادل میں ہے

انسان حقیقت اپنی اگر جانتا رہے	بیشہ زاز و ان حقیقت بنا رہے
جبکو تصور نگہ فتنہ زار رہے	وہ عمر بھر ناز تیر قضا رہے
وہ ذات ہی بسیط تو پھر کیلے کوئی	مشکل کی وقت سوی فلک کینا رہے
سو جان سی شاربین ہم ادکی موت پر	جنی میں جبکو موت کا کہہ کا لگا رہے
انگھین کلین تو انکھ پر پردا پڑا رہا	ہی ہی ہم اس جہان میں ہی ہو گیا رہے
دنیا میں کے کیوں ہیں دنیا سی دور ہم	بندوسی یوں دلیں گی خدا ہی ملا رہے

<p>چہرہ سی آپ اوتھایں یون دفعتاً اوسکے خرام ناز کا پھر پوچتا ہے کیا کیونکر نگاہِ رحم سے دیکھی کسی کو وہ ذکر خرام یار سی حاصل نہیں مگر خچکرایاں نعلتی میں جہاں میں دم کی ساتھ الف میں نقدِ شوشِ مرغ کو چکے نام آتی ہی ہر طرف سی تیری بو داغ میں پست و بلند اکہنہ سی گزری بہت دے</p>	<p>بامِ فلک سی کبھی فرشتہ نہ آ رہے جو میٹھے میٹھے فتنہ محشر اوتھارے بروم جو شکل آئینہ میں دیکھتا رہے اشوب خیز لب پہ کوئی باجر دے یہ داغ وہ نہیں ہی کہ دل میں چھپا دے ہم اپنی عمر بھر کی کماٹی لٹا رہے اب کس کو انتظارِ شمال و صبار ہے ہم مبتلا ہی آفتِ ارض و سما رہے</p>
--	--

سالا لک سی غلو صوق شکوئی دعا کی ہن  
دل میں تو کوئی یاد ہو لب پر خدار ہے

<p>دوست کی نامی میں دشمن کی بدی تحریر کی جتنی آئین لب سی نگین اوتھار مطلب ہے گدڑی نادہستہ بچہ وہ قدم رکھتی ہو اوس گلی میں آگنی قاصد کو بجاتی ہو موت کا کیا سکھوہ آئی وہ تو اپنی وقتاً</p>	<p>جان سی بیزار تھا میری یون تبریر کی میں نے کیا اظہار در و حیرتِ تحریر کی لاغری نی بات کہوئی آہ بی تاثیر کی مدعا باقی تھا خط میں جا نہ تھی تحریر کی ہی گلہ تھی کہ تھی آنے میں تاخیر کی</p>
---	---

کوئی نالہ کر نہ میٹھے دیکھ سالا لک کو پنہیٹر  
شامت آجا گلی غلام مفت چنچ پیر کی

کعبہ کی طرف کرتی ہیں کیونکہ سجدہ مگر وہ آباد رہیں دیر و حرم اپنی طرف سے	ادھر تیری ہوی تہرین لگای تیری در کے ہم تیری گلی میں نہ ادھر کی نہ ادھر کے
جواو سکی لگا ہونہن دا ہونی ہن سالک یہ حکم تو دیکھے نہ قصا کے نہ قدر کے	
وہ ادھر سیری گہرین قدم برنگلی کرین قدرت خدا کی دیکھ کہ وہ جکویوں کہین صیاد اور بندقہ سے کرے رہا	قاصد مگر یہ بات بنائی ہوئی سی ہے یہ شکل تو کہیں نظر آئی ہوئی سی ہے جھوٹی خبر کسی کی اور ائی ہوئی سی ہے
کن سرتوں سی لکے کس نے دی ایک بیکہ فی پوچھائی ہوئی سی	
زخم کس کے خدا بھائی نہک سی میں ہر اس طرف ہو گا تیری دیوانہ کا شاید گزار	ور نہ کیوں خانی نمکدان پاس قابل فی کو کو دکاں شہر فی دہن میں کیوں پھر ہر
یار بزم ناز میں اوسکی کھان سما لکھین بشی میں مدت سی ہم سرزانی خم بردہ کے	
بیان نالہ و فریادی وہاں فکرستم ہی کاٹا شب فرت کو دعا دن سی لکھین	یہ پنج محبت ہی ادھر ہی ہی او دہر ہی معلوم نہ تھا شام سی بدر ہی بھر ہی
کہتی ہیں آہ شعلہ فشان عرش تک گئی دیگر	و آج پردہ دارئی اہل فلک گئی
یہ نالہ ای زار میرے بی سبب نہیں سالا لک مگر کسی سی طبیعت اٹک گئی	



نہر کہا ناہی پڑا بحر میں تیرے آخر مدد ای گر یہ کہ اوس کو چہ میں دریا سجا	ہم سمجھتے تھے کہ دن یوں ہی گزر جائیگا آج سنتے ہیں کہ وہ غیر کی گھر جائیگا
اثر ناکہ پر شور تو سالک معلوم ہاں جو وہ اتنی ہی ہودنگی تو ڈر جائیگا	
میں اد عشق نکویاں زشت خوئی ہی قفس میں رہی ہی ہولا ہوا مہین پر دا	یہ کیا سلوک کیا دل تیرا برا ہو جائے اورا دن طرز جو پہلی کوئی رہا ہو جائے
نبھی تو رذیکو سالک پڑی ہی ساری رات ہماری شہی جو فس بول لی تو کیا ہو جائے	
ای شمع جھٹ شعلہ زبانی کے ہیں دھچکے دنیا کی ہی تشویش تو عجبے کا تردد	دیکھی نہیں اب تک تو کوئی بات اثر کی
اسپر ہی تو سالک کی بی بہات نہر کی	
زنگ گل دیکھ لیکنے گر سچ ہے	کہ تیرے کو چہ سی صبا گزرے
جای افوس ہی جھان سالک عمر افوس میں جبا گزرے	
وہاں جفا اتنی ہی سیاں سکر جفا آتا ہے نامہ پر پھر کے تو آیا ہی وہاں سی لیکن بات کرتی ہیں وہ گہر یونین چاکر سالک	اپنی وہ لب ہی نہیں جن پہ گلا آتا ہے جسطرح کوئی کسی جاسی لٹا آتا ہے دعدہ وصل میں او کو یہ فرا آتا ہے

<p>شش سو کا کائنات وہ ہی جلوہ گر اگر وہ تیرہ روز ہون کہ شب بھر ایک طرف</p>	<p>کیون قید سجدہ جانب بیت الحرام ہے سالاک میری سحری نمودار شام ہے</p>
<p>بجھ کیا ابر ہی نہ براؤ سے کوچہ اوس بت کا بہت بڑا یہاں ٹھہاتا ہی گرہ دیوان عمر ناولن ہی میں ٹٹی سالا</p>	<p>صند پر اپنی جو چشم تراؤ سے کس طرح پہر کی نامہ براؤ سے یا رجب تک میری گہراؤ سے تا کوئی نامہ با اثر آؤ سے</p>
<p>شغل اس قتل کو ٹیپ لاپ ہی ذرا تھے حضرت و غلط بجا میں حور کی ساری بیاں تو بھی ایک باقی رہی سی اعلیٰ چمک کہین</p>	<p>قتل کرنا آدمی کا ایک ذرا سی بات ہے متنی ہی دیکھا کہی اسی قبلہ حاجات ہے کلبہ خزان ہمدام و رافا تے ہے</p>
<p>داؤمی لغت ہی ہی سالاک عجیب کا مقام ایک میں ہون اور کو سون تک ضاکی ذات ہے</p>	
<p>ہی غلط سر ہی تو سودا ہی کہ تیغ قاتل رشتہ دشمن ستم چرخ گوارا کئے پر سر دشمن کی قسم دین تو نہ کاٹیں وہ سر جاہندان جہان ہو حسد کیون سالاک</p>	<p>سر کشا پر بکٹی تجھ سے مصیبت اپنی تجھ ہی لکھی نہ کسی ہنگ سی حسرت اپنی کیا کرین نامی نین چاہتی غیرت اپنی در ہم داغ کو ہم بھی مین دولت اپنی</p>
<p>شب بلا ہی تو روز آفت ہے تنگ دستی اگر نہ ہوسالاک</p>	<p>زندگی حشر میں قیامت ہے تندرستی ہزار نعمت ہے</p>

وہ تو دشمن کی گہری کبکے	منظر کسی مٹی ہو سالک	
<p>ڈھکار کھائی پردہ زاب گریبان نے</p> <p>خواب میں کیا اوسکی صورت دکھلی</p> <p>کہ اب تک کمنہ کی تپلی میں ہی تصویر کی</p> <p>یہ کافر سو اگر بس میں تو کچھ حسرت کہوں لگی</p> <p>چھپی سینہ میں شاید رنگن کچھ حسرتیں لگی</p> <p>شاید کہ آج چوٹی ہی بادل کی داغ کی</p> <p>اور موت آتی ہی نالو نکواڑ کرتے ہوئے</p> <p>جاننے دینا سی ہم سب کو خبر کرنے ہوئے</p>	<p>عیان کیا تھا خون کچھ نہ چاک واکان نے</p> <p>صبح سی ہوا ج سالک کیوں اوداس</p> <p>دہشتن برائی حسرت دیدار بل کی</p> <p>وہ مطلب پوچھتی ہیں پری ہی شعل کی</p> <p>کیا دل عمر گزی پر غلش باقی ہی ویسی ہی</p> <p>کیوں دب گئی شمیم ریاحین باغ کی</p> <p>ایک دم بہر ہی نہیں لگتی زبان تاوسی یہاں</p> <p>چوڑ دو یہ شیوہ بیداد ورنہ ایک روز</p>	
	<p>دیکھئے ہوتا ہی شبگیر عدم کس دن نصیب</p> <p>یوں تو سالک عمر ہی گزری سفر کرتے</p>	
<p>دیدہ کہنی کو ہی لیکن واقعی نا دیدہ ہے</p> <p>ماجر ایلر سنو یہ قصہ نشینہ ہے</p> <p>یہ متاع حسن بھی گویا زور دیدہ ہے</p> <p>اب تیری دیوار ہی اور یہ سر شوریدہ ہے</p>	<p>شایق دیدار یا راز بس ہمارا دیدہ ہے</p> <p>نستے ہو ہر روز تم افسانہ فرما دیا</p> <p>ایک عالم سی چسپائی کہتی ہو کیوں آپ کو</p> <p>غیر کے کہنی یہ کیوں درسی تجھی اٹھوڑا</p>	
	<p>دیدیا دل اوس شکر کو یہ تو نی کیا کیا</p> <p>ہم سمجھتے تھے کہ سالک تھے بہت نصیبدار</p>	

عقل رستی نہیں جو وقت قضا آتی ہے  
 کو چہ قاتل شاک سے جانا کیسا  
 پہ نہ کھنا کہ جیا یا نہیں دیکھو ہشیار  
 کس جگر بیج کی مون طالب پیغام جواب  
 آدمی کے لئی جو در میں سب ہیں جگو  
 اوسے کہتا ہوں کہ تجھ کو ہی جیا آتی ہے  
 قدم اڑھتا نہیں جب سر قضا آتی ہے  
 لب پر اب لسی میری آہ رسا آتی ہے  
 اپنی قاصد سی بھی آپ جیا آتی ہے  
 چادر گر کیا بھی ایسی کی دوا آتی ہے

ہماری ہرزہ گردی پوچھی کوہ دیا باغ  
 بہاوی غدیب خستہ دل فی انکھ سے دیا  
 اوسے ہم نرم دشمن دیکھ کر جی جل گیا اپنا  
 دل صد چاک میں افسوس اب کچھ بھی نہیں ہے  
 عدد کی ہاتھ کا لکھا ہوا سی اور کیا کہو  
 دیگر ہماری تہ کاری کیسے جب گریبان سے  
 خزان میں خاک ہی حاصل نہیں ہوتی کھنسا  
 کہ دو شمع کی مانند نکلا میں شہستان سے  
 پتکتا ہی میں مضمون جگر کا دئی ہو کبان سے  
 تیری نامہ کا مضمون کھل گیا نامہ کی عنوان سے

انکھ انتظار میں نہ لگی میری یا لگی  
 وہ سادہ ہوں کہ جسکی جھاسی ہوں جانا  
 زخمی تیری نگاہ کا ہی وہ درد آشنا  
 یہاں ہی جو وہ ستا ہی کسی یگنہ  
 تیری تو انکھ غیر سی امی یو فالگی  
 ہی آج تک اوسے امید وفا لگی  
 رکھتا نہیں ہے زخم جگر پر دوا لگی  
 امی دل حشر تم تو کھنسا خدا لگی

سالاک یہ زہد اور یہ میخانہ خیر ہے  
 تجھ کو ہی اس زمانہ کی باری ہو لگی

<p>دشت وشت صفت کا رہا کرتا ہے جب تہا دامن تو کہتا گریبان ہی ہے تو ہی ستم میں کیجئے ای آسمان گئی پہر عرش تک کدہری ہماری تفتان گئی کیسی اوڑی ہوئی میری عمر روان گئی</p>	<p>زندگی اپنی بسر ہو گئی تنکے چھتے تا رہا قیاب گریبان میں نہیں ہی کیا کروں ہم تو سمجھ چکی ہیں مصیبت میں جان گئی خرق فلک محال ہی انی فلسفی اگر نی گردی اوٹھی نہ کہیں نقش پادلا</p>
<p>آخر شراب پی ہی گئی اسکی بزم میں سالاک و دپار سائی حضرت کہاں گئی</p>	
<p>لاکھ قسمیں کہا میں نفع بدگمانی کے لیے یہ وہ دولت ہے کہ ہاتھ آئی تو دنیا بچاے</p>	<p>اوسنی جوت ایک وعدہ جہی غیر کی گئی عشق کا داغ دیا کرتی ہیں کسکو سالاک</p>
<p>دیگر</p>	
<p>قاتل بھی ہم لینی کی اب تاب نہیں ہے ہر سوج یہ کہتی ہی کہ پایا ب نہیں ہے ملا ہی بہت زہر تو کیا ب نہیں ہے کیونکر کہوں خون دل بیاب نہیں ہے وصل اکلا ہے داروی ہر اب نہیں ہے تیروں میں لگا کچھ پر سر غائب نہیں ہے فصلیں معن بہت جہیں یہ وہ باب نہیں ہے</p>	<p>رکھہ خلق پتھر میں گواہ نہیں ہے یہ بحر محبت ہی گزرا سہی ہی شکل صرفہ ہی اگر شربت دیدار میں تھکو کیونکہ اکٹھے پتھر کتی ہی شکر کوئین ہی مرغی آجاؤ اگر نقش یہ پہی تم تو دم آجائے ڈوبی ہی سری خونین نہ کہنچو میری دل عمرانی تیری جبر میں ایک طور پہ گزری</p>

جس دل میں نہوا دس لب یگو نکا قصو	وہ جام ہی حسین کہ می ناب نہیں ہے
باقی زمانہ نام کو بھی خواب شب بھر	یعنی میری بستر یکمین خواب نہیں ہے

جب نگلی اغیار کے وہ دوست تو لک

مزیکو میری حاجت اسباب نہیں ہے

یا در کہو اعتبار چارہ گر جانیکو ہے	مجھسی کہتا ہی کہ ابلاغ جگر جانیکو ہے
وصل کی شب بخت میں آتی ملی پریرگی	صبح ہو نیکیو ہی وہ رشک قمر جانیکو ہے
فاتحہ کو انکا وہ شہسوار ناز کیا	بس وہ میری خاک ہی برباد کر جانیکو ہے
لی چکا ہی دلو میری ہوشیار ای اپنی	تہمت دزدی کسی ابٹ وہر جانیکو ہے
چرخ سی بریں گی انگاری ہی کچھ فتنو	لا مکان تک آج ادبی اثر جانیکو ہے
وہ دھندلکی میں سہرام آگنی بن بی نقاب	پنچہ خور تا گیر بان جسر جانیکو ہے
میری خون سی استین تیغ اب تک سرخ	دیکھ کر کہو سب کہ وہ قاتل مکر جانیکو ہے
آتش دوزخ سی اسی واعظ ڈراتا ہی کسی	ساتھ نہی اپنی اگر دامان تر جانیکو ہے
اب فرشتے ہی ہو ہی بھری تمہار جو	اب زمین سی اونیکہ شورا خذر جانیکو ہے
وہ سواد کو چھ قاتل نظر آنے لگا	چپکے مجھے ایک جانب اسر جانیکو ہے
مجھسی پوچھو بخش مرگان کہ نشر کی طرح	سینہ میں گرنیکو ہی دل میں اوتار جانیکو ہے
ای بل اچک شب نے قت کہا نک تنظا	ور نہ تیری آرزو ہی آج مر جانیکو ہے
چشم تروتی ہی زندان میں رہائی کی فید	گریہ کی رو توڑ کر دیوار و در جانیکو ہے

ہمسی ہی مل گیا روتا ہوا سالک ہی  
کیا ارادہ ہی خدا جانی کہ سر جا نیکو ہے

<p>سما لاک کی موت کی جو کسی فی کبی خبر ازلی ہی ہم دل شاہد پرست کیا لائے ہزار بار گئی ہم پر آرزو ہی رہے کہاں رکھیں گے مجھے اب کہ تھک سکیں یا اوسیکو زیب ہی دعوائی مضبوط شوق فنا شکایت افسی کوئی کیا کرے نہ آنکی فلک سی ہشی بھائی عبت لکائی تھی</p>	<p>کہنے گئی کہ خوب ہوا ایک بلا ٹٹے دیگر کہ جس طرف کو گئی ایک لگا لائے بکھی نہ تھے سنایہ کہ پہر خدا لائے تمہاری آنجن ناز کو دکھ لائے خیال میں جو تیری چشم سرمہ لائے بکھی جو امی تو فقرہ نیا بنا لائے یہ نالی اور ہی سر پر سری بلا لائے</p>
---	---

<p>نہا لے ہزار کیجے یا آد کیجے جسکی نگاہ انجم سیارہ سرم کچھ کچھ نکل چلا تھی بوسہ بین دشوار ہی کہ دلیں تھی آد کیجے یوں اوسکی ساتھ یہ شرب آد کیجے اب سی ہی چارہ دل گراہ کیجے</p>
--

<p>غلط کی راہ گہری ہونیکو جبکہ ہم نکلے یہ گہیرا شکستے جاتی ہی اوس کو چہ ہی ہم نکلے جو ہمسی زند غلس کو کبھی قسمت ہی بجا دل شہتہ گریا و تبان میں خون ہو جا شاگرد نقین دنیا کی دہ کو چہ بنایا رہے</p>	<p>چلی تھی اوس گلی کو جانب ملک عدم نکلے زمین پر ہی پہلی کی بہت نقص قدم نکلے تو بکنے کے لئے دور زری میں ہم جم نکلے تو قطرہ سی آواز انابت بصنم نکلے اگر کہو دین تو ہر گوشہ میں آن کاغ ارم نکلے</p>
--	--

<p>شکایت کنن ان ہی سکی اونس لپیچا          کہوا الزام دین کی کہی کیونکو ہننے دیکھا کی          میری سینہ اوٹھا ناوک دلدور کہتا ہی          جہان بن ہی ہر ایک سا غم ہار اچھٹیا ہے</p>	<p>پڑی اپنی مقدس میلا کھولن سچ و سچ          اوہ دشمن فی محض قینم رکھا کہ ہم          جگہ باقی نہیں ہی ہر ہی روزن تھین کم          کہ اپنی سیکد کی سیکر دینن جام جم سکلے</p>
<p>میری تردہنی سالک کے محبوب کیونکر ہو          زبان حضرت وعظسی جب جف اہکم</p>	
<p>عقدی ہوئی وایر ہی شکل کی آپ سے          کس شہ گاری دعوی وفا کرتا ہے          وصل جانان ہی دیا غیر کو اس دولت پر          رحم کیا صفت حسن ہی ضنا سینے          نزع میں ہوں میری ہوتی نہیں شکل آسان          بجکوار محبت ہی ذرا ہوش میں آ</p>	<p>دنیا ملی نہ دین ملا ملکہ آپ سے          دیگر دیکھ تو امی دل نادان کہ یہ کیا کرتا ہے          سچ ہی ہر قی ہی کو اس بہر کرتا ہے          نجوسی پروں وہ میرا حال سنا کرتا ہے          حال یہ ہی وہ شکر ہی عا کرتا ہے          چارہ گر کو ہی ہی مردوں کی دوا کرتا ہے</p>
<p>اقل سالک کے کیا جرم وفا پرافسوس          اونس پوچھو تو سہی یون ہی ہوا کرتا ہے</p>	
<p>اشعار مشققات</p>	
<p>جین نالون ہی گرم شکوہ بیداد ہو جاتا          جو فرصت بجکوب جاتی جنون میں کجائی کی</p>	<p>نیا یہ کاسہ چرخ کہن بنیاد ہو جاتا          بھی ہر ایک ناخن تیشہ فرہاد ہو جاتا</p>



<p>             مثال اسکو دم کریش اپنی دل سی تم دیتی              جو لینے بیٹھا تصویر اوس دست نگارن کی              نہیں کاشا نہ بخیار ہی منحصہ رو              ہوا کہانی گلستان میں اگر رسم ناتوان جاتے              شب غم گر نکر تکی ضبط تو بھی اجر کچھ ملتا              تان بیکہ کش کو نکر تا اگر خند اپیدا              اگر تم قد جنان سی کہی دیتی مثال اسکو              لیاقت غیر کو گر چرخ فی دعویٰ کی دیتی              ہمارے دل میں اور رجحانی چٹکی سی تیری سکر           </p>	<p>             یہ آئینہ جو ٹوٹا سی ابھیے فولاد ہو جاتا              تو گشت ششم ہی غایہ بھنڈا ہو جاتا              قدم جس گہر میں تم کرتی دہی آبا و جاتا              ہر ایک جو کاسمیں طغیان قوم عادی ہو جاتا              کہ نالہ باعث بیاری زہا دہو جاتا              تو ملکر دونو عالم عالم احباب دہو جاتا              زمین باغ میں اونچا ہی تمشاد ہو جاتا              خدا ہونا تو شکل تھا مگر شاد ہو جاتا              لب مشوق کیونکر ناک بیدار ہو جاتا           </p>
--	--

نہیں پای تپی سالک نے اوس بھر کے وزن  
 کہی تو اس طرف وہ خانان برباد ہو جاتا

<p>             رجم خلق رہا تادہ زیب بام ہما              نہ بیٹھے مین سی ہر روز قتل عام رہا              بتوں کی عشق فی یکسان کیا زمانہ کو              پایا مگر کو میری دیکھے سب کا ایک جواب              شبصال تو گزرے پلک جھپکی میں              وہ جانتے ہیں کہ ہو جاو لگا میں دمی گ           </p>	<p>             اودھری جو کوئی گزرا وہیں قیام رہا              کہی نہ اچکی شمشیر پر سیام ہما              نہ کوئی خاص حصان میں کوئی عام رہا              وہ پوچھتی میں کوئی اور بھی پیام رہا              فلک سی روز بھر خوف انتقام رہا              تو پہر وصال کی وعدہ میں کیا کلام رہا           </p>
--	--

تم آکے دیکھو ہوگی نہ کچھ بھی قدر مصال گھٹانہ داغ فراق بتان کہی دل میں نہ شام بھر کو اپنے سحر نصیب ہوئی دیانہ پر مغان ایک قطرہ تیری خیر	کہ عمر بھر غم بھران ہی محبو کام رہا یہ ماہ وہ ہی کہ جو مدتوں تسم رہا نہ صبح وصل میں ایک درزنگ شام رہا یہ عید کا بھی جھینسا نہ صیام رہا
---	---

شرانجانہ میں کیا سوت پای سالک نے  
نظر سہو پہ رہی اور لب پہ جام رہا

شرانجانہ میں یہ کون تشنہ کام رہا صدای مرغ سحر ہے پیام خست دست اگر ہو ہی ہو قیامت تو کون دیکھی گا ٹپ ٹپ کے شب مدہ جان دی سحر ہزار حصہ بڑی لذت ستم او کی وہ سانس ہی تو قاصد میں کیا رہا باقی یہ ضعف اور تیری جستجو خدا حافظ اگر چہ بلی ایام نے زمین بھاگنی کسی طرح نہیں کشتی فراق میں اوقات ہمارا عشق کہ دنیا سے کہو دیا کہو نہانا کے قدم کرتی ہیں زمین پر وہ	کہ قطرہ جام میں باقی نہ خم میں جام رہا تمام ہو گئی شب شوق نہ تسم رہا اسی طرح جو نظر میں تیرا حسرت رہا یہاں تو کام ہوا اور اونکو کام رہا رہا گلہ بھی تو کا ملمع فی الطعام رہا زبان ہن میں رہی دل ہی میں پیام رہا قدم جہان سی نہ اوٹھا وہیں مقام رہا سمندر عمر بھرے اپنا نہ ایک گام رہا سحر ہوئی تو مجھے انتظار شام رہا تہا احسن کہ مقصود خاص و عام رہا یہ فتنہ چال کا ہر پالے انتظام رہا
---	---

نہ خشرین دل رشک آشنا کو چین ملا  
بیان بھی دیکھنے والوں کا اشد ہام

مبھی سی پوچتی ہیں آپ کون ہی لاک  
قصود وار تو در پر پڑا مدام ہوا

ہر ایک تم اسکا مقبول محبان ہوتا	یہ سپر فلک بھی گرتا ہی جوان ہوتا
تم کاش میرا قصہ مجھ ہی کی سنتے	سیری ہی زبان ہوتی میرا ہی بیان ہوتا
کیون وعدہ خلافی کی کہم اگر آجائے	مین فرط خوشی سی خود کیا جانی کہاں ہوتا
سوزش محبت سی جسم و جان نی کیا پایا	آگ مین جلا دیکھا خاک مین ملا پایا
کہیں وہ تھی نہ تھا سالک شہقتہ مزاج	آج ایک شخص کو بازار مین روئے دیکھا
بتوں سی مٹی زہی بہ مٹی نہ زندگی کا ڈھکڑا	دفا کو تی تو مرج کیا تا جفا بہستی ڈکھا ڈھکڑا
نبا کے باتیں بگاڑا لا تام ملکہ کو اپنے	نبا کے کہتی نہ قصہ غم کا نہ وہ مگر سوا بکڑا
جونا تو ان محبت ہو خاک اڑای کیا	جوں مین خاک اڑای تو دب بجای کیا
وہ دن گئی وہ وقت گیا وہ محل گیا	اب کیون ستم اوٹھائیں زمانہ بدل گیا
تکو حاصل کچھ نہیں آرایش پوشاک کا	پیر مین پر چار ہا ہے نور جسم پاک کا
قیامت کی کہ عاشق کو سمجھنا تو ان چھیرا	عبث بٹھی بٹھی اک بلا کو آسمان چھیرا
کیا کیا طنز سی کیون قصہ شور فغان چھیرا	ہنسی سمجھی کہ ذکر دیدہ دریا فشان چھیرا
شب عشرت مین شکر شکوہ دشمن سی کیا فصل	لنگالی پہر وہی چھیرا آپ وہ ہی بیان چھیرا
دکھائی سی زمین لاکھوں کو رخس عمرنی غافل	یہ وہ تو سن نہیں ہی حکو یہاں چھیرا زوہان چھیرا

صبا نی کیا کیسا طرہ غنہ نشان چھڑا	دل خسرو کا ہر زخم پہ کیوں گیا گہرا
کہ ایک غم کی کہانی چھڑو تیا جی چھڑا	نہ چھڑا خیال سالاک حم کہار نہی
یہ بھی ایک داغ ہے تنہا کا میں تر زبان لطف جہان آفرین ہوا پہر نالہ برق خرم چرخ برین ہوا یہ وہ مکان ہی جو دلوں میں مکیں ہوا	شبہ کیوں دل پہ ہے سویدا کا وہ استبار دیکھ کے مجھ کو حسنین ہوا پھر گریہ سیل آفت روئے زمین ہوا کسی خیال میں نہیں کوئی تباہ مگر
	ستا ہوں اس گلی میں گیا سچ ہی یہ اگر آوارہ آج سالاک غزلت گزین ہوا
لطف وصال کی زبان تک نہ اٹھکا وعدہ اگر سنا نہ روز حساب کا	دل شک سی شہر یک نہ اپنا بنا لگا شاید شب فراق گزرنی محال ہو
آنکھوں ہی میں کئی بھی جلی جان کام رات فرقت کی بھی گزر گئی اسان کام رات کرتے رہی پھر آنکی پیمان کام رات میں فی سیاہی پاک گریبان کام رات کہتے رہی میں قصہ حبسہ ان تمام رات رکھی نہ ٹکڑی یہ پریشان تمام رات	گہرے رہا مجھی غم بحر ان کام رات بزم خیال اور وہ مہمان کام رات تا رخصت سحر مین اون میں کچھ غل دن بہر رہا کشاکش وخت میں مبتلا لطف وصال بار کوئی بھی سیکہ جا دل بدلا ہی زلف دین رکتی ہوئی

<p>وہ کیون رہی جفا سی پشیمان تمام رات  بھر بھی رہا تصور شرکان تمام رات  کرتار ہا میں خلق پر احسان تمام رات  اس روز کی دعائیں کٹی سچان تمام رات</p>	<p>میں مر گیا تو غیر بھی مر تا میری طرح  سینہ میں توڑ توڑ کے نشتر بھی رکھ لی  آیا جوب پہ نالہ او سے ضبط کر لیا  مختر میں بھی اگر نہ انصاف یا نصب</p>
<p>سما لکت شام بھر بھی کچھ کھانکی سورت  کاٹی عبث پہاڑی نادان تمام رات</p>	
<p>ڈری نظروں سے نہ ٹک جائے کوی دست  مہنی مکر کر لیا ہی امتحان کوی دست  گردش قسمت نبی ہی آسان کوی دست  یاد آتا ہی وہ خبت آشیان کوی دست  آج کل دنیا میں چلتی ہی دکان کوی دست  نا تو ان میں ہی الہی پاسبان کوی دست  میری دیوان سی ملا بکو نشان کوی دست  آپ جنت ہی لو کہد گی لبان کوی دست  اپنی ٹہنی ہی ہوی سہرا یگان کوی دست  آج ہی کار گیا ہوں سچیمان کوی دست  دیکھتی ہی خلد پر گزرا گمان کوی دست</p>	<p>کس طرح کہدوں ارم ہی گلستان کوی دست  دفن ہو کر بھی رہی غبار ہی کی پایاں  گر زمین کا گز بنوں حدی نہ باہر جاساں  ہم ملا کر خاک میں جس دلو آئی ہیں بھی  نقد دل دیکر متاع درد و غم تسی ہوں گ  کو نظر آتا نہیں میں صنف سی پر خوف ہے  جوش میں ساری تبوں کی لکھ گیا تیرے  آپ سی کیا حضرت دعا خط کرین ہم گھٹو  او سکی دامن پر نہ چشم غیر رہا کر پڑی  کل تو میں ہوں اور شبگیر عدم کی خندان  بہمرون بھی اسی حیلہ سی وہ یاد آگیا</p>

ایکبار او کی طبیعت رحم پر آ تو دو	کون ہی ہمسی زیادہ خستہ جان کی دست
کیوں غریب آزار بنکر سر اٹھایا فلک	کر نہ مٹی کی کوی نالہ نا تو ان کوئی دست
تبرجگانا نام نادانی سے رکھا خلق نے	ہم اوی کہتی ہیں پہلا آستان کوئی دست
سج ہی افست موتی ہی محسوس محسوس سے	ہل گئی دو دن میں دشمن سب کی گئی دست
اس نظم پر نہیں بتا کوئی فسر یاد رس	ہی جدا میری بان ہی کیا زبان کی دست
وا عطا پنی تو وہی خبت وہی فردوس	جای بلجای جہان دو گزیاں کوئی دست
سج ہی تخریب او کی کیونکر ہو سکی تجھ فلک	غیر کے ہاتھ آگیا دارا لارمان کوئی دست

تہا کے سالک کیلئے مٹی ہو منزل دور  
راہ میں تہی نہیں ہن ساکان کوئی دست

کری بندہ کیا وصف شان محمدؐ	خدا نے کیا ہے بیان محمدؐ
ہو تفسیر یہاں ہم انبی حسین پر	اگر ہو اور ہستان محمدؐ
رہا ساتھ کب قاب تو سین تک	کہ جبریل ہو رتبہ دان محمدؐ

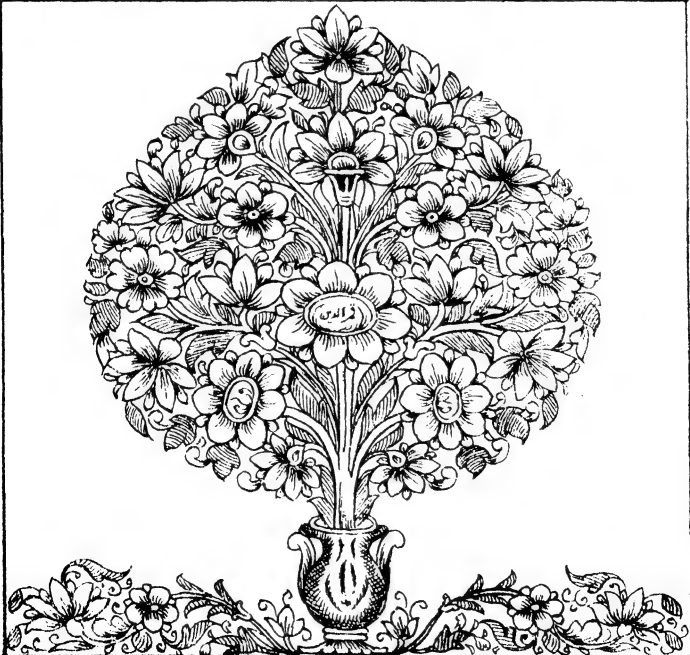
گل سی تیری جو گزرا کہی ہی دستان	زمین دہان کی پہری سون نظیرین
گرا جوا شک انہوں می خج بنا دل تبا	رجی دل میں حسرت رنگی داغ ہنایں کر
اسی گلشن کی مٹی سی اسی گلشن میں رہا	سین مٹ گئی برباد کہوں نشان ہو کر
نہ تارا سہر گر جذبہ الفت زلفین کا	نہ آتا چاہیوسف پر کہی ہی کاروان ہو کر

پھری کس کس گن گنم جوین مگان ہو کر  
 نکالای عدم کی ملک راستہ کھان ہو کر  
 زبان کو ہی شامی تھی ہوم بی دھان کر  
 رہی حبیبی کسی مرقد پہ چاہی بان ہو کر  
 چلی آتی میں میری گہرہ اشوبھان ہو کر  
 وہ سب لیمیں ہی تری یں ظلم بر چیان کر

وہ چہکے بچن سی ساتھ دشمن کی نکل آ  
 الہی قبر میں انسان کیا پہنچا کہ وہاں  
 سوال صیل پر آنا سکوت آخر سب جیتا  
 نزول رحمت حق بعد مردن کیا ہو شوق  
 رقیبون کی مین بہکای ہو چہرہ غصہ ہے  
 کئے شکوہ شاری بزم میں فی قیون کے



تماشا حشر کا ہی ایک دن ہو جائیگا لکھا  
 یافتہ ہی یوں ہی رہ جائیگا ایک دن عیان ہو کر



چهره آرای شایسته کمال سخن تراری بگازده حمد خالق حقیقی و مجاز

<p>جب خامه میرا حمد نگاری کو چکا ہو          کب ہی وہ تیری دایرہ حمد سی خارج          کہ میرا ہی تیر نفی ت فی کوین کو میا شک          انہیں ہوں تو پر کر کوئی پھر تجھی کہ بر جا          کر غم ہو تیرا اشک نبی کو ہر خطاں          گر ہونہ بحالات میں تقدیر مردگار          جو شمع کہ ہو را گزیر میں تیری روشن          جس قافلہ کو تیری ہدایت پہ ہو تیکہ          محکوم تیرا ہو تو حکومت ہی جہان کی          احسان گر نہایہ کری خلق مہبان          کیا مایہ تھا جو شہرت حاتم ہوئی لیکن</p>	<p>تسلیم کو پھر کیوں نہ فلک اور دوتا ہو          خود میں کوئی اپنا ہی اگر دج سرا ہو          گو تجھی جدا ہو کوئی لیکن نہ جدا ہو          تو سامنی ہو مو منھ کی جد ہر کوئی پھر ہو          گریا دہو تیری تو نفس غالب ہو          کب باخن تدبیر کہیں عقدہ کشا ہو          بھتی بنیں گو وقت رہ باد صبا ہو          او سکونہ کہی حاجت آواز درا ہو          آزاد وہی ہی کہ جو پاس بند رضا ہو          احسان تیرا جبہ زرا سا بھی ہوا ہو          قطر وہی تیری لطف کا دریا سخا ہو</p>
---	--



جو غنچہ سرستہ تاراج خزان وہ  
 کیا جام جہان بین ہی اوس ہی کو نسبت  
 کیا خاک رہی صمصرافات ہی محفوظ  
 اس عیش سی اچھا ہی صیبت ہی میں سنا  
 سہمان فصاحت ہی وہ بجای تو ہر کیا  
 فارغ نہوں آزار محبت سی تیرے ہم  
 کر سوز محبت سی تیری خاک ہو انسان  
 خاطر میں تیرا غم ہو تو کیونکر نور روشن  
 حاصل ہے ضعیف کو عجب تھی تقرب  
 کیا طور پر دیکھیں کہ تو ہر جای ہی موج  
 عاشق کی ہی تائید کہی تجھ کو کہ یوسف  
 منظر کہی عصمت مشوق ہے ورنہ  
 کہلرتے ہیں کیون تیری در یضوں میں اطمینان  
 سجدہ سمجھتے ہوں جہان جلوہ کو تیرے  
 آیا ہی میری ہمت عجب ڈنگ کا مطلع

جس دل پہ تیری راز کا عقدہ نہ کھلا ہو  
 جو دل نہ تیری بادۂ لغت سی کھلے ہو  
 وہ پہول کہ جو تیری ہوا میں نہ کھلا ہو  
 جب لیں کہی غم ہو تو ہو تو پنہ خدا ہو  
 جس نے نہ تیری حمد میں ایکے ف لکھا ہو  
 یہ در وہ ہی جس سی در یضوں کو شفا ہو  
 ہر ذرہ میں خورشید جہاں تاب چھا ہو  
 آئینہ کو اس گرد سی کیونکر نہ جلا ہو  
 وہ مالہ سنی تو جو کسی فی نہ سنا ہو  
 اب کیون ار فی کہی کی کوئی ہرزہ سرا ہو  
 کنگان سی عبت مصر کو یوں راگرا ہو  
 کیون واہو زلیخا فی جو محبت ان لیا ہو  
 غلام ہر میں بڑی درد تو باطن میں شفا ہو  
 وہاں چشم حقیقت میں نظر قبلہ نما ہو  
 کیون طایر یضوں نہ یہاں شتہ پا ہو

### مطلع ثانی

لب پر نہ کہی لای کہ اب دیکھنی کیا ہو

منظر جو شیوہ تسلیم و رضا ہو

رکھی جو قدم کوئی تبری راہ طلب میں  
 دینی نہو گز بہت انظار خلاق  
 منظور نہو تجھ کو اگر رزق رسانی  
 کہو فی نہو گز تیرگی غبست تجھی کو  
 چاہی جو پریشانی گم کردہ دھان  
 بجلی بھی اوی ابرین پانی بھی اوتی  
 وہاں قبر جہان دل سی ہلا دی تجھی کو  
 یہاں لطف کہ ہوام تیر اور زبان کر  
 سرکش کی ہلاکت کہیں شہ سی ہوتا  
 طوفان ہو کیلے لئے کشتے ہو کیلے  
 آریش خوبان جہان تجھی سے دتر  
 یہ تیرسی نظرون میں اشارہ نہو ہری ہون  
 عشاق کو سامان خرابی نہو لینے  
 کھٹار نہ جادو نہ کرامت ہونہ اعجاز  
 ہر عشوہ بیباک سی یوں دل نہ کنچا جا  
 فرکان کو نہو خنجر سفاک سی نسبت  
 تنہا ہوا کر حسن تو کیوں جان دی کوئی

مانند خضر نقش قدم راہنما ہو  
 کیوں پرورش نخل میں پھر سی صبا ہو  
 کیا کشت کہ باران سی نہ ایک بگ ہر ہو  
 انسان پہ کیوں سایہ فگن نخل ہما ہو  
 کیا خضر کو مطلب سی کہ یوں ہنما ہو  
 ہی قہر و کرم ایک ہی جو حکم تیرا ہو  
 ارہ سی ہو دو مکڑے کہیں جا کی چہا ہو  
 ماری کی شکم سی کوئی دریا میں رہا ہو  
 آتش کہیں سر پر چین غلہ فضا ہو  
 فرعون کو ہو نیل تو موسیٰ کو عصا ہو  
 قدسوں میں اولجہ جای اگر زلف دقا ہو  
 آئینہ رخسار چہر گر نہ جہلا ہو  
 شوخی ہو طبیعت میں لگا ہو نہیں جیا ہو  
 زخار سے آشوب قیامت نہ پیا ہو  
 ہر غم و غم از نہ یوں ہوش رہا ہو  
 ابرو کے اشارہ میں نہ یوں قتل میرا ہو  
 اندازہ انداز پر اُفت نہ ادا ہو

<p>آنکھیں ہوں یہی کیوں ہو نگاہوں میں یہ جاؤ          دی مجھ کو وہ ناکہ کہ تیری راہ طلب میں          وہ غم دی کہ جس غم یہ گردن بخش تصدق          پیش آئے وہ صحرا بھی شب بیکرہ دم میں          وہ عمر دی مجھ کو کہ تیری یاد میں گزری          مل جائیں عناصر میں پس از مرگ عناصر</p>	<p>دیکھیں جسی وہ ہی ہفت تیر قضا ہو          گم کردہ رہوں کی لٹی آواز درا ہو          وہ درد دی اپنا کہ جو دریاں سی سوا ہو          ہر ذرہ جہان شعل خورشید بن ہو          وہ موت دی مجھ کو کہ خضر جبہ فدا ہو          ہر جزو ہو کل گر تیری الفت میں فنا ہو</p>
--	---

<p>جو کام رضا پر ہو تیری ہی وہ بھی بستر          سالک کی دعا ہی کہ برا ہو کچھ بلا ہو</p>	<p>انہما زما موقتہ روزگار و چارہ خوشتن بہ بردہ نعت جناب سرور کائنات          خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ کرام</p>
--	---

<p>قد راندا ز چرخ میں بچھر          کیا ہو دوران خد سازنی ہر          گر نبوی سب زمانہ حدو          جس سی ٹر بکرہ ہنوز کوئی          ہونین وہ کشتنی کہ ہر خاک          نہ کوئی غمگسار دنیا میں          نہ کوئی کان دہر کی بات سننے</p>	<p>اب بنین سخا کی ہیر          چہٹ چکا کہی ناوک تھیر          کیوں ملی مجھ کو خطا تغیر          او سکی لائق ہوں کی نہیں تقصیر          تیز کرتا ہی دبدبم شیر          نہ جہان میں میر کوئی سیر          نہ کوئی میر نیکو خواہ شیر</p>
---	---

نہ میرا راز گفتنی افسوس  
 ہاتھ آجای گر کہیں نہی ہر  
 نظر آجای گر کوئی جلاد  
 کام اچھا کروں برا ہو جا  
 رشک شعری اگر لکھوں ا  
 چاہوں گر زیادہ دوست با  
 جاؤں گر صین ہو کم گل مین  
 تازہ پنہر فکر اہندام کی ہو  
 اگر ہوں ذوقِ سماع کا مال  
 بلکہ بھندہ اگلی مین ہو جا  
 شب وصل تباں اگر نصیب  
 ہو اگر ہو تو تیرہ روزی  
 جاؤں گلگشت گلستان کو اگر  
 شہر اردی بہشت دی بجا  
 غنچہ بجا مین کھیلے ہوی ہل  
 باغ مین پای طای میرا  
 بہر تسکین خاطر ناش

نہ میرا درد لاتی تقصیر  
 مجھ کو کھانین کچر نمہ تاخیر  
 ہوں نہ زنجارِ محبت تکبیر  
 وہ خوشست ہی میری دنگیر  
 شعر میرا پای نقدِ شعر  
 اور پنج و الم کی ہو تو غیر  
 رشک ملان ہو خطہ کشمیر  
 پای گر قصہ منہد تعمیر  
 نغمہ بجا می نا لہ شبگیر  
 صوت مطرب مین ہو اگر تحریر  
 شام سی لکلی آفتابِ منیر  
 دن ہی میری بخت کی تصویر  
 چاہوں تسکین خاطر دیگر  
 رنگ گل کو ہوا سی ہو تغیر  
 ہوسیم چین کی یہ شامیر  
 صوت بیل ہو رشک سے مجیر  
 کچھ بن آتی مین مجھی تدیر

دل ہلکانی ہی فی زبان سین      مین فی کی کیونکہ یہ غزل تجریر

### مطلع ثانی

شب نے قت اہل فی کی تجریر	مرگئی یون ہی ہم زری تھیر
وہ بھتی مین غم کو معنوی	اور آتی نینن مچھی تھیر
نہ وفا پیشگی مین انچشال	نہ تمہاری شکر مین زنجیر
سیری زندان کا دیکھ کر عالم	چشم حیرت ہی علقہ زنجیر
نہوا کوئی عقدہ دا نہوا	گھس گئی سیری نامنن پیر
لب پہ ہر دم ہی آہ تشبار	بنگئی ہی زبان تشگیر
اور دشمن ہی ہو گئی وہ منشا	سنکے ادھی ہوئی سیری تقر
اب ستا نینن نظر مین غیر	کیا سائی ہی یار کی تصویر
غش نہوا سپہ آفتونکار	بھلے کر انپی ہوش کی تغیر
لطف صیاد ہی غضب مچیر	زفر مون فی رکھائی بجلیا کر
ہی وہ گفتار نشین وژ	اب زمانہ سی اوٹہ گئی تاثیر
جرم ٹہری شوری لک	کیون یہ بیو مین فی کی تغیر
غلطی کی وکر نہ لکھنی تھی	نعت شانہ نشہ خاک تو قیر
وہ ملک تہ احمد رسل	وصف جبکائی لوح تجریر
نہ کہوں موسیٰ بلند کلام	نہ کہوں عیسیٰ نکو تقیر

یہاں خدا بات پر مستحق	یہاں بخوشی میں معجزی میں شکر
نہ عدیل او سکی قصیر و غفور	نہ جم و کی ہی ہیکل سکی نظیر
کیا اوی دون زینوں شال	جسکی خدام ہوں پھر سریر
اوسکی در پر بنای قدر فلک	ایک ہی ہاں ہی خادم پر
لکھئے وہ ایک مطلع روشن	ہو مغل جس سی آفتاب نیر

مطلع ثالث

نوری تیری نور عکس پریر	یعنی ہی ہر کا سب تنویر
تیری شستہ دو نیم ہی ما	بزرگ ہی ہر نجوم میں توقیر
کچھ نہیں ہی یہ گرنی فاتی	رشک ہی جل ہی ہر سیر
تیری حساد کو پناہ کہاں	ہی خدا کا غصہ ہی شمشیر
تیری اجاب نیکو پہ ہے	کثرت التفات رب قدیر
کرارادہ کری ستانی کا	کہاں کہ ان چرخ کو نبی بخیر
کہاں چکا سر نوشت عالم کو	تیری مرضی پہ کا تہ تقدیر
سنسکے تیری حدیث شیریں	ارنی گو کی صاف ہو تقریر
تجہ ہی جو ہم کلام خود ہیں	طور کی سرگشت ہی تعبیر
تہا سلیمان کی پاس یحییٰ	یہاں ہی ہر کلمہ قائم تسخیر
ید بیضا پہ ہی کلیم فخر	نہیں دیکھی تھی ہی ہی سیر

استواری میں غیرت ابروم	قصر احکام کی تیری تعمیر
یہ بندی کہاں سی پای مگر	نام تیرا ہی عرش پر تحریر
چمن آرزوی مسائل کو	کھنکھناتے تیری ہی ابرو پر
کیونکہ انا بحق سرالوٹھیرا	حق سرائی پہ واجب التعمیر
ہاں وہ کہتا انا الرسول اگر	تھی سزاوار دارِ یقین تعمیر
تیرا سایہ زمین پہ کیونکہ ہے	جبکہ زیر قدم ہو مھرِ نیر
خرد و درہن یہ کہتی ہے	کہ ہی رونق فزائی چرخِ آبر
عرض ہو کہ تیری جناب میں	ای شہنشاہ آسمان توقیر
یوں سیرِ عالم میں عشقِ تیرا	جس طرح سی کہ سنگ میں لکیر
اؤ گئی الفت رہی دھام کہی	شان میں خلی آہِ تعمیر
سیری عجبیاں کہیں ہو چکی	روزِ عشرِ نہویں سی تعمیر

نعت تیری بیان ہو کیا کہے

استدرب ہی وسعتِ تقریر

محکم دستکارِ اہلِ ایمانِ نبوی شہرستانِ نعت سرورِ دو جہانی و ناسید  
و اما ندن مقامِ دُورِ شہرِ شامی حجی میں اشریفینِ نواحی حافظِ محمدِ کلک علیخان درویشی

کہ صحر کلشن خشتِ نبی میں شستِ جمال

نبی ہی ہم اثرِ ہزار بادِ شمال

ہوای موسمِ گل سے زمانہ کا یہ حال

نکل چلی ہی بد لکھ مزاجِ بادِ سموم

یہ شکل مائی ہی روئے زمین پر سبزہ نے  
 خزان کی راہ نہ کیونکر ہو بند کلاشن میں  
 بخوم چشم فلک میں بنی بن شک حسد  
 خرم ناز بتان پر سے طعن ہرزہ دو  
 جو پنچھی سر دیوار نخل کی تصویر  
 نہیں ہی گنگ شفق عکس لالہ و گل ہے  
 یہ شاہان چمن کے ہی حسن کا عالم  
 حجب نہیں ہمہ تن گوش گل ہوشی کو  
 روش و شہ پہ ہر ایک گل کو چھیر کر لینا  
 قوامی نامیہ میں اپنے کام میں مردم  
 روان میں دیدہ نرگس سی اشک و بے  
 بنا چمن میں یہ ہر نو خصال کا عالم  
 سرور مقدم فصل بھار دیکھ کہ ہے  
 یہ گل نہیں میں چمن میں گل حقیقت میں  
 یہ کسے حسن کا آئینہ نگیا ہے چمن  
 روش و شہ سی ہوئی نفی ماسوا پیدا  
 یابغ دہر نہیں کار گاہ صنعت ہے

نخل ہے سبزہ خطبتان زہر و جمال  
 کہ نچہ نچہ نے پای بھی رت قتال  
 زمین ملاقی ہی تارون سی طرہ ہلال  
 ہوا سی سر کو حاملہ پای استمال  
 مثال سبزہ دیوار ہی ہوتا زہ نخال  
 بنا ہی جرم فلک اتو آئینہ مثال  
 کہ چشم نرگس شہلا ہی حیرتی جمال  
 حدیث زمرہ طیاران گین مال  
 نسیم صبح فی سیکہ ہی شیوہ ادلال  
 گرا ہوا نہیں رہتا ہی سبزہ پامال  
 جگہ جگہ نہیں جاری چشمہا ہی لال  
 کہ محمد امن من پامین نہ پروش اطفال  
 زبان برگ یہ ہر نخل کے تعال تعال  
 کہ دامن نظر معرفت ہی مالا مال  
 کہ شل آئینہ نگار گی ہی محو جمال  
 مگر ہے سبزہ نوعاستہ زبان قتال  
 حقیقت اسکی بیان کر سکی کیسلی مجال



کہلایہ دیدہ غیرت لگاہ زر گس سے  
 برابر او گتی ہی اس طرح سی گیاہ کہ ہے  
 یہ فصل وہ ہی کہ سوسن کو ہی خوشیگی  
 وہ کون جس سی کہ نکوین ہر دو کون ہوئی  
 وہ کون جسکی سبب بنی ہین کون و مکان  
 محمد عربی فخر انس و جن و ملک  
 بجای منظر ذات خدا کہون او سکو  
 او سکی لطف سی دنیا کی خوبان میں  
 او سکی صدق کلامی کا فیض ہی ورنہ  
 او سکی ذات نی بخشی ہی نور پشانے  
 جہان میں کسکو ملا ہی یہ پائیہ سکین  
 او ہر تو چاک کیا او سکا نامہ خسروینے  
 دکھائی فتح کی صورت وہ او سکی ضربت  
 ستون سنگ ہی رونی میں نیکیا یعقوب  
 کہان ہے چشمہ جوان یہ کھانی ہے  
 قیام روز اشارہ سی او سکی جب ٹھہری  
 خزان رسیدہ ہو گلشن شناسیرا

رسا ہوئی ہی چمن تک کیسی چشم خیال  
 ہزار لاسے گلستان دہر کا ابطال  
 زبان معطر از شہ فرشتہ خصال  
 وہ کون جو کہ سی منظر ازیر متعال  
 وہ کون فیض سی جسکی جہان ہی مالا مال  
 کہ جسکی شرع فی کبویا طریقہ ضلال  
 اگر کہون نہ خداوند بی نظیر و جمال  
 او سیکے سایہ میں سی روزِ حشر سطلال  
 یہ سنگدیزہ کہان اور کہان زبان تھال  
 وگرنہ حضرت آدم کی اصل ہی مصلال  
 ہوا ہے زیر قدم کسی سنگ م شال  
 قصا نے چاک کیا او سکا جائزہ قبال  
 بنای سنگ کو خندق میں آئینہ شال  
 فراق پشت مبارک فی کردیا چال  
 خضر نے جام سی او سکی پیای آزال  
 غروب مہر جہان تاب ہو نہ کونکہ محال  
 کہ نخل نخل ہے میان دست پر و سیکال

تیرا وہ رتبہ کہ مداح خود حسد استرا  
 تیر نے طہور نے توڑا محل کسرے کو  
 دو نیم تیری اشارہ سی ہوزر ہی قسمت  
 رکھا جو سامنی تیرے طعام سم اسود  
 حدیث لطیفی سقنی ہی کافی ہے  
 شیفیع روز جزا جب سے سن لیا ہی تجھے  
 بخت حشر کو ہو کی تیری شفاعت سے  
 کیا ہی دور فلک فی بھی تباہ و خراب  
 قدم اوٹھانہ سکون سوی منزل مقصود  
 گزر گئے مین دعاؤ کی پست ترین گام  
 جو کوئی عیش کی صورت نکالنی تو ابھی  
 ابھی ہوں جام تنہا کی میری دو گھرے  
 خدایان شہنشاہ مرتبت تیرے  
 اشارہ ایک انغین سی گرترا ہو جا کے  
 وہ کون کلب علی خان آسمان پایہ  
 جو آستان کو کہوں او سکے کتبہ ہد  
 شمیم خلق سے او کی جہان سطر ہے

تیرا وہ پایہ کہ پچھین جھبان دہم خیال  
 خراب ہو گئی گویا بنائے کفر و ضلال  
 ہوا ہے مہر کو تیری سہیں سی ملکی کمال  
 تو اوستی تجھی کیا آپ زہر کا اقبال  
 دلیل قرب خداوند بے عدیل و ہمال  
 دیا ہی دوسرے حشر مین فی ذل نی کمال  
 نکاہ لطف سی کر محکبھیان ہی اللال  
 کیا ہی گردش ایام نے بچے ہمال  
 یہ فرط ضعف سی کچھ بڑ گیا ہے ضحلال  
 دعا کو ہاتھ اوٹھانوں یہ کیا می ہی محال  
 ہزار حیلہ سے بدلے زمانہ خیال  
 جو ہو لکھ رہی کروں آرزوئے نیم سلال  
 عجب نہیں ہی کہ لیں روح خوان کو تیری سہال  
 بدل ہو عیش و طرب سی خرابی احوال  
 کہ جب کو ایک زمانہ کہے سحاب نال  
 تو قصر کو نہ کہوں کیونکہ قبلہ آمال  
 نسیم لطف سی ہی او سکے ہر مال

نظر میں آتی ہی کب اونکی رفعت افلاک	جو ادب کی در کو سمجھتے ہیں ان جلال
لکھائی مطلع روشن دہم حاضرین	کہ جسکے رشک سی مھر میر پائی زوال

### مطلع ثانی

نگاہ کر کے تیرا پیسہ روح کمال	فلک کو مل گئی سو گنت عطیات جلال
تیرا ہی نام ہی زیب دفاتر دانش	تیرا ہی ذکر ہے فخر سائل فضال
جرامی کا تیرے ایکے توہ ہی ہاتھ آج	بنائے ایک جھان اور جو ہر حال
دیر چرخ مددگار کلک سحر طراز	معین تیغ ہے ترک سپہ زور جلال
تیرے سمند کی تعریف لکھ سکے کیونکر	کہان سی خامہ فی پایہ پائی استجبال
وہ خوش خرام کہ جس پر سیم دل سے نثار	وہ تیز گام کہ مھر رہی جسکے ہر بنال
مجال کیا ہے کہ ہوا وس سی مہنجان کی	کہ دست درہم میں کہنی نہیں رکھتا ال
معاہت ادب کی ہی حلال کی تہی زبانی	زمین کی شکل بنائی ہی افضل الاشکال
زبان خامہ ہومی ڈری خشک کیا لکھوں	صفات پیل گران سپر فلک ثمال
صلامی پیش ہوئی بخشش ترا عیشم	دل خیرین سی کیا بچ و غم کا اتصال
سوا دش کی تعریف کیا لکھے مجاہد	زبان ناطقہ تو صیف میں ہی سبک دلال
ادانار ہے آہنگ کی رسائی پر	ہر ایک فقرہ سی پیدا و ادبی اسال
عیان وہ ربط ہی الفاظ کو معانی کی	کہ جسم و جان کو ہم تقدیر ہی بطحال
مین ہی لائق رحمت طراز ہی والا	زبان سالک بیودہ کو می ہر زوال

پہنچ گیا ہے دعا کا وہ زفر لب تک جھان میں سلسلہ ذکر و شغل جب تک ہے کلام میں تیری اجاب کی رستے تاثیر	کہ جب کا آپ اثر فی کیا ہی استقبال نظر میں غفلت کی جب تک خوار خرمی مال ترے حود کی بی اعتبار مولیٰ افعال
--	--

## ایضاً

ہوں تیرہ روز کیا ہر ضیا گستر آفتاب اس خاکدان کی کچھ تو ہی تہر کہ چرخ کو کیا کیا ہی دینے کی شب ہجر میں جس ایک طاع لیگیا ہی فلک مجھی مستعار انسان کو صبر ہو تو اوٹھامی ہزار داغ یار بنگاہ دیکھہ کی ہوتی ہی خیرہ کین کر تانہیں کیسکے نائیش پسند دہر اوس زلف کی نہ مشک سی ہوگی برابر گرداب حادثات محیط جھان کو دیکھہ گردش نصیب ہوتی میں اہل نہر تمام حب حسن ہو تو حاجت مشاغل کی نہیں پورا نہیں تلاش میں تو ورنہ ایک سا اوس بت کی ہجر میں کوئی کہا یا نہیں	جاتا ہی میری سایہ سی بھی چکر آفتاب ان گردشوں پہ تو فی بنایا گہر آفتاب گویا کہ ہے جہاں رخ دلبر آفتاب لایا کھان سی در نہ یہ بد کو آفتاب کب سینہ سپہر کو ہے دہر آفتاب کسے ظہر حسن کا ہی منظر آفتاب گردش میں کس طرح نہی نہ آفتاب اوس رخ کی ہو سکی نہ کہی ہر آفتاب ہر روز ایک سا ہی تجھے چکر آفتاب کیا جانی تھمین کون سی میں ہر آفتاب ہی سادہ روئی تیری تیرا زیور آفتاب ہی خط استوا و خط محور آفتاب چمکیگا میرے سامنی کیا تہر آفتاب
---	--

اگر چشم حق نگر ہو تو اسکو بھی توڑیے  
 اہ شرفشان سیری باقی ہی متصل  
 ڈر کر جو کام کرتی ہن پوری ہن کام  
 مانگے ہم نہ جوشش طوفان شکاکے  
 جانگے ہم نہ نالہ سوزان رسا بچے  
 ہر خاک را مہبط انوار حق ہی بھان  
 کیا ذکر آفتاب ہی ایدل کراوسکی مرج  
 کادس کوس کلب علیخان جم شکوہ  
 گردش خلافت اوسکی بنو چرخ کو کہی  
 شکل اوسکی دیکھ کر عرق انفعال سے  
 کیا اوسکی پیشگاہ سے اسکو ملی سند  
 یہ اوراد کے شمع لیوان کی مہری  
 یون روشنی زمین کو موتی اوسکی ناسے  
 دیکھی نگاہ مہر تو اس کے حود پر  
 اگر حسب مدعا می عد ہو لکر پھرے  
 ہی فیض خاک بوس دراوسکا کہ بن گیا  
 اس کے عطانی بخشی ہی رونق جہان کو

ثبت کی جگہ بنای اگر آذر آفتاب  
 لی راہ لامکان کی نہ گہرا آفتاب  
 لرزان ہی صبح مثل تن لاختر آفتاب  
 ہنگا ہوا پنا سے اگر ستر آفتاب  
 تا آسمان نہ خاک ہو خاکستر آفتاب  
 دیکھ ضمیر ذرہ میں ہے ضمیر آفتاب  
 قربان جسکے نام کو ہو سکر آفتاب  
 جسکی نظر میں ذرہ سی ہی کتر آفتاب  
 ہوا اسکے حکم سے نہ کہی باہر آفتاب  
 ہو جای کیون نہ سری قدم تک آفتاب  
 کس طرح بنگیا ہے شتخاؤ آفتاب  
 لاچرخ اس سی اور کوئی بہتر آفتاب  
 جسطرح زینت فلک اختر آفتاب  
 دی چشم روزگار میں ایک شتر آفتاب  
 کہنے سپہر کے نئی ایک خجر آفتاب  
 فرخندہ روہیل دیکھو منظر آفتاب  
 یسین لباس ماہ ہی زرین سر آفتاب

کافی ہی اوسکے دست و نشتا کو بک  
 اوسکے جلال کا نہر و اعطیاء کہی  
 ہی اسین کوئی بہید کہ غایت شام سے  
 پہر تا ہے چور پہرہ میں شاید چھپا ہو  
 سین قدم سی اوسکی جہان حدوت  
 چھپتا ہے حال ظالم و مظلوم یہاں کوئی  
 ثابت کیا جہان کو قدیم اوسکی ذات نے  
 کیا تاج زر نگار جم دے کا ذکر ہے  
 رونق بڑی کی عتقا اوسکے جہان کی  
 ہو ایک ایک ماہ ہر اقلیم کے لئے  
 ہو اوسکی رامی سی یہ اگر کا سب ضیا  
 نور جمال دیکھ لے اوسکا اگر کبھی  
 اوس انجن کے مجسم بیان روشنی ہو گیا  
 ہی عالم اوسکے بزم میں سرگرمی نشا  
 کرتا ہوں ایک دعوی روشن حضور

آجای بکے خود ہی جو کان زرقاب  
 جب تک نبی نہ تیری لمی منبر آفتاب  
 دایم سحر کو امی فلک خضر آفتاب  
 گرد اوسکی خواہ گہ کے مگر شب آفتاب  
 عالم نواز مہ ہی جہان پرور آفتاب  
 ایوان معدلت میں سی سردق آفتاب  
 کہد ور ہے نہ منظر محشر آفتاب  
 رکھتا ہی گوشہ گوشہ میں یہاں افسر آفتاب  
 اب کیا عروس ہر کو ہر زیور آفتاب  
 پامی نیا نیا ہی ہر ایک کشور آفتاب  
 کہنے لگیں سجا کو جہان پرور آفتاب  
 ہو کا ہر شمس حدی سہا پیکر آفتاب  
 روشن ہی پچیوں کی جگہ ہر آفتاب  
 بنتا ہے اکے ہاتھ میں ہاں ساغر آفتاب  
 تاید جکی آپ کرے سکر آفتاب

### مطلع ثانی

کب چار میں فلک کو بناتا گھر آفتاب

پانا جو کچھ ہی جامی تیری در پر آفتاب

یون حال خستگان پہ ہی تیری نگاہ مہر  
 روشن خردنپای جھبان میں تیری سوا  
 کیون ذرہ ذرہ مشرق انوار مہر ہے  
 کیونکہ نہ اسکو خلق میں روشن حسین  
 ذرات آستان میں تیری آملی تو ہو  
 تیرا جمال دیکھ حاسد میں کیا سماے  
 یہ اور تیری عارض تابان کی ہمسری  
 ہی ایک ماتہاب کو فیض آفتاب سے  
 ذرات آستان کو تیری دیکھ دیکھ کر  
 ہرین میں یہ ستارہ نہیں آسمان پر  
 خدمت میں رات دن تیری نہا ملی اگر  
 شیر اقلنی کی دہوم ہی تیری تو عجب  
 میدان رزم میں یہ تیرا شان ہی بلند  
 تیری مقابلہ کو اگر آسے رزم میں  
 او جلا رہے نہ کیونکہ تیرا خوشنود پا  
 پل فلک مسکوہ تیرا وہ کہ ڈر گیا  
 کیونکہ ڈر ادھر ہی او دہراو کا خوف

گو یا کہ جلوہ دین رہے ذرو پیر آفتاب  
 دہوڑے چرخ نور اگر لیکر آفتاب  
 بتائیں ہی جلوہ سی تیری گر آفتاب  
 ہر روز جہہ سا ہی تیری در پر آفتاب  
 چشم ستارہ میں سی جدا کیونکہ آفتاب  
 ممکن نہیں کہ دیکھ سکے شہر آفتاب  
 کہد و قدم نہ حدی رکھے باہر آفتاب  
 بتا ہی تیری جلو ہی ہر اختر آفتاب  
 ہر ذرہ سی بدنی کو ہے پیکر آفتاب  
 رکھتا ہی بندگی کا تیری محضر آفتاب  
 غفور ماتہاب بنے قیصر آفتاب  
 دورہ اسد میں گزرنی ڈر کر آفتاب  
 ہی فرق مہر سا کو تیری منظر آفتاب  
 ترک فلک سی چنی ابھی خنجر آفتاب  
 خدمت کو ملیگا ہی اسی چاکر آفتاب  
 مستک کو دیکھ فلک پر آفتاب  
 کس طرح بیچ میں نہی مضطر آفتاب

سماںک تم اور مدح مکر وہ دعا کرو	آمین جس دعا کو کہے سنکر آفتاب
جب تک ہی ایک داغ قمر کو لگا ہوا	جب تک ہی زینت فلک خضر آفتاب
نظر نہ کام چرخ ہی تیرے حسود کا	احباب کے نہ حکم ہی ہو باہر آفتاب

اگرستین شاید سخن ز پرورد رحمت گسری سہری مھار اور راجہ شود لہنگہ بھار

### والی الور

جو میری غم کی سنے داستان طولانی	تو عمر خضر الہی کرو سکو ارزانی
سماں کے چونہ زلف بتان میں نڈر ل	رستم ہوئی میری قسمت میں پریشانی
بچا نہ وہ ہی رہا داغ غما ہی سوزان سے	دیا فلک فی جو بجو لباس عریانی
نہ چوہہ تنگی کا شانہ کامیہ کے احوال	سر شک مور سی تا سقف خانہ پوانی
وہ تیرگی ہی کہ جس تیرگی میں آئی نظر	سودا خال بتان مثل مھلہ ندرانی
بحجم غم ہی ہوں رضی کہ سینہ میں دھوا	خیال عیش گذشتہ کو ہی جگہ پانی
دل خزین کو میرے ہو ہزار جمعیت	ملی جو طہر ہطہ رار کی پریشانی
عبث ہی بی زری و مفلسی کا غم منجھو	کہ میری پاس ہی گنجینہ شن خوانی
دہن میں ہن میری اصل و گہر مضامین کے	بجای مجھ کو کہیں معدن سخندان
سریر گلک میری جکی کان تک پہنچی	کہی سنے نہ صدائے طیلورستانی
میری ہی رشتہ غامضی طام لیتی ہیں اب	گہر جو جتھے ہیں رشحات ابر نیسانی
ہر ایک دائرہ ہی جاے دیدہ تر گس	کلام میں میری گراے لفظ حیرانی



<p>دکھاؤں خاک میں گرداب و موج و طغیان  خدا نے دی ہی میری نطق میں یہ قیامت  وہ کون نام گراؤں کا زبان پر آجائے  پھر مرتبہ شیوہ سنگہ والا قدر  جواو کی رفعت تکمیل کو دیکھ پائی کہی  وہ آفتاب ہی پر تھا ظہور فیض ضرور  بہری ہی بزم یہ او سکی کہ بس غنیمت ہے  عجب نہیں ہی کہ بہت سی او سکی راز  نیمگی آج تو صرصر بگولے کی صورت  یہ چاہتا ہے کہ ہو جاوہ غنزل پیا</p>	<p>جو گھسٹو کے لمبی خاک کو کہوں پانی  تو اسلئے کہ کسی کی کردن شاخوانی  تو سرخن میں ہوتا شیر کی منہ راوانی  کہ جسکے مور کو ہے دعویٰ سلیمانی  تو دور ہو سر قیصر ناز سلطانی  خدا فی او سکوعطا کی جو شکل انسانی  صف نعال میں جھشید کو جگہ پانی  عدو حیات سمجھتا ہو موت آجانی  کہ من مراد کو او سکے - ہے قصہ جولانی  سمند طبع میں کیا آگئی ہے جولانی</p>
--	---

### مطلع ثانی

<p>روان دام ہی انہوں ہی شک کا پیا  خیال ناوک ٹرگان یار کی گوند  نجاے کام سی کیونکر زما نیکی ان  مزل حمت حق جانتا ہوں میں او سکو  وہ کہتی ہیں کہ تیری جان لیکے چھوٹنگے  تو زہر چشم کو طوفان کا ارادہ ہے</p>	<p>بجای مجھ کو تخلص کروں جو گریانی  لہو جتن میں ہی آج صرف مہمانی  بڑا غضب ہی طبیعت کسی پر آجانی  ثرہ سے او سکی جو ہو مجھ پہ تیرا رانی  اجل سی کرنی پڑی جان کی نگہبانی  پہر لگا آج تو طوفان نوح پر پانی</p>
--	--

تو نگیا ہے جگر میرا اعلیٰ پیکانی  
 او سکی مچ میں ہی حاصل سخندانہ  
 عجب بہن کہ ملے او سکی خانسامانی  
 تو پہلے قتل سی بنجی چشم قربانی  
 بہرے دیدہ ترک خاک میں بھی پانی  
 ہی او سکی بارش ابرکرم کو طعنائی  
 نہ آئے جب بھی یہاں کام کچھ سخندانہ  
 میری زبان کہان اور کہان ناخوانی

رہے ہیں ڈنک پیکان جو او سکی تیرو سننے  
 یہ شوق تھا کہ غل لکھ گیا ہوں میں نہ  
 سلیقہ مند ہی جمشید اور میں ساعی  
 عدو کی لکھہ اگر او کے تیغ پر چاے  
 چمک وہ آب میں او سکی جو دیکھ پائی بھی  
 نوید خرمے جاوداں ہو باغ امل  
 ہوئی ہے ہر سر موسیٰ میری زبان پیا  
 دعا یہ ختم سخن چاہئے کروں سالک

### ایضاً

نالہ اس بی اثری میں ہی بہنیں ہی بیکار  
 او گئے ہیں خاک لکھ دی بھی نخل چار  
 جو یہ کہتی ہیں کہ البتہ خدا ہی ستار  
 قاصدوں سی میری آباد ہو کو چہ یار  
 شوق کہتا ہی چلو او سی بہن کیا سرکار  
 صورت یار نکلتی ہے جو لکھوں غبار  
 اپنے سایہ کی طرح کیوں بہنیں گرتی دیوار  
 تیری صورت میں ہوا مجھ کو خدا کا دیدار

مات زہد کو کہتا ہوں سچر تک بیدار  
 اثر سوز محبت نگیا بعد فنا  
 بت پوستی کا میری کرتی ہیں چرچا پہن  
 جو گیا لیکے میرا خط نہ پھیر نہ پھرا  
 رشک کہتا ہی کہ اوں کو چہ میں تباہی  
 اس قدر لبط او سی غیر سے اللہ اللہ  
 وہ جہان اکے دکھاتی ہیں عدو کو جٹو  
 رہ گئی شرم قیامت میں وفا داری کی

کس طرح می سہی کیا کرتی میں تو بہ کہ یہاں  
 اشیان پر میرے امی برق نکر تکلیف  
 بہترین مکان مجھ کو بھی رہنے دیجے  
 گہر سے کب نکلی میں وہ میری عیادت آئی  
 جیسے دیوانے کیا کرتے میں یاتین سطح  
 کوئی تدبیر ستارہ فرود کے لئے  
 سنکے بولا کہ ذرا ہوش میں آئی نادان  
 طرب و ہمیش کا وہ جوش ہوا ہے اتو  
 نعمت روح فرزا کا نہو دھوکا جہر  
 فرحت انگیز ہوئی باد بھاری یہاں تک  
 ناسیہ اوسکا ہی ایک رنگ جا بجا ہے  
 جان ڈالیکا مگر فیض ہوا ان میں ہی  
 سب گل میں اوتھا کر اونیں رکھ لی گل میں  
 دل صیبا دجلا من تو جلا میں نہ  
 کہا منکے اہل جہان یہ ہی ہوا اگر چندے  
 فیض سی اد کے یہ دنیا کا چمن پھولا ہے  
 راد راجہ وہ سکندر در و داراد ران

بن پیئے بات نخلتی نہیں موند سی زرخا  
 تجھ ہی کچھ کم نہیں میرا نفس آتشبار  
 فرط حیرت سی ہونین صورت نقش دیوار  
 ناکہ اہل عزاجبکہ ہوا گوش گذار  
 ایک دم میں فی کیا دل سی یہ مطلب اظہار  
 دیتی ہے اتو پریشانی خاطر آزار  
 نظر آتی نہیں کیا تب کوز بانکی بھبار  
 کہ نہیں بھرتبان میں ہی الم سی سروکار  
 لب عاشقی پہ وہ نالہ نہیں آتا زہنار  
 کوئی بنا نہیں عالم میں کیسا غمخوار  
 جس شجر پر ہو گلستان کی جوم انفار  
 متحرک نظر آئیکے قوش دیوار  
 ناکہ بیل شیدا سے اگر نکلیں شرار  
 تازگی فی کہیں چوڑے نہیں کئی اشجار  
 تو زمانہ میں ہوگا کوئے دق کا بیمار  
 اوسکی بخشش فی دیا دہر کو شریف بہا  
 خرو و عہد جو کہئے تو ادسی آئے عار

نہیں وہ دل کہ نہیں جین محبت اوسکی  
فیض اوس بھر کرم کا جو نہ پہنچے اوسکو  
نجات و اقبال پر اوسکو نہو کیا کیا ناشن  
اس طرح بہا گئے ہیں رزم سی اوسکی ادا  
نام آجاتا ہے گنتی میں شہنشاہوں کا  
اہل عالم اوسی کہتی ہیں نہایت کم بین  
اس لئے رنگ سید اوسکا بنایا حق نے  
چاند اس رنگ سی شگ پہ نظر آتا ہے  
صورت دست و عاصاف ہی تازہ عین  
جس طرح مست لئی دوش پہ جاتا ہی سہو  
کیا لکھوں تو سن چالاک کی اوسکی تعریف  
کس زبان سے بیان اوسکی سبک گامی کا  
مدح حاضر ہی کروں مغمو کو شک گلشن

نہیں وہ سنگ کہ پوشیدہ ہو جین شرار  
ابر نیان کی یہ طاقت ہی کہ ہو گوہر برا  
بزم میں دی وہ اگر خسرو پدید کو بار  
کہ نہ شبگیر سمجھتے ہیں نہ جانیں ایوار  
کوئی کرتا ہے اگر اوسکی غلام و کاشکار  
پیل کو اوسکی جو کہتا ہی کوئی کوہ و قار  
تہی سید بختی حسا د کی قیمت درکار  
جس طرح سے نہ خشب ہو نمایاں شب تا  
کہ سید روزئی دشمن کا اسی پر ہے مدار  
یون عماری لئے مستانہ ہی اوسکی رفتار  
انگلیوں میں نہیں خامہ کو میری لمحہ قرار  
یون چلے جی گلستان میں چلی باد بہار  
کچھ ہی ہمت ہو جو ای خامہ توصیف نگار

### مطلع ثانی

ہر گدا اب نظر آتا ہے شہنشاہ تبار  
تیری بخشش کے جو وعدہ پہ کوئی مانگی اودھا  
کھن پرویز میں تہا وہ جو زرد دست فشار

تیری بخشش نے دیا اہل جہاں کو یہ وقا  
طمع سود پہ دیدی اوسی قارون سب گنج  
گوئی بازی ہی تیری عہد میں لڑو کی لئی

<p>یون زہی دست کرم جبکہ تیرا گوہر بار تجہ پہ کرتا ہے مگر ہر جہاں تاب نہ شار جسطح جانب ساتی نگران بادہ گسار کسکو منہم زمانہ میں ہی تار و لکھا شمار کیا کروں عدل میں تشبیہ ہی تیری در کا ای کرم شہ پہ کہا ہی تھی کسری ناچار دغل کیا ہے کہ کسکو کوی دیوی آزار دل بلبل میں چسپہ کل کی طرف سی گرغا حشر تک اسکا جگر چاک رس ہے باد بہا کہ تیری ہونہ کے سزاوار نہیں یہ گھفتار تا خاک پر رہیں گردش میں نجوم سیار سرا عدا رہے پامال ہجوم ادبار</p>	<p>آبر و بخت تک مایہ کی کسطح رہے سعل و یا قوت بناتا ہی جو اس کشر ہے یون زہی ہاتھ کو گنتا تیری حاتم ہرم کسکو اعدا دہے معلوم تیری لشکر کی مجھسی قصیر تو سر زد ہوئی لیکن ہر معاف اس سی بہتر نہ سما یا میری نظروں میں کوئی ذکر کیا ہی کہ کسی پر کوئی کچھ ظلم کرے پر پروانہ سی گر شمع کو پٹنے نقصان عمر ہر ادسکو جلاتی ہی رہی آتش تیز ختم کر مچ سر اسکو دھار سمالک تا جہان میں رہی رنج و الم و عیش و سرور پای اجاب رہے زینت و قریب اعدا</p>
--	--

مدحت طراز می نواب میر ماور علی خان بھادشکھاب جنگ صدر المہم  
علاقہ متفرقات حیدر آباد و فرخندینا

<p>نشا عید آٹھے آج بنکر وہ در ایک جزو نام حیدر وہ در چپر کہ در بان ہی سکندر</p>	<p>چلی ہی غریب کے در پر وہ در باب شرف کہنی بن وہ در جھکا کہ دانا ہی نگہ بان</p>
---	---

ده در جوارسل نبش کی نظر کا  
 ده در جوق فتح باب نیکو امان  
 ده در رفعت میں چرخ چہام  
 وہ جس سی صد انکلی انا انسر  
 ده در علقہ کو جسکی خود تون  
 ده در حسین ہی استحکام پورا  
 ده در جسکی بندی کیا یا ہو  
 ده در چشم حقیقت میں گرچہ  
 یہ وہ در ہی حسن سائی سی حبیب  
 یہ وہ در ہی کہ جبر ہی ایسی کا  
 یہ وہ در ہی جہان یا فیض ان  
 کہان میں اور کہان یہ در آ  
 گزارشگر ہونین بان کسی گچہ  
 کہوں صد المہام حیدر آباد  
 محیط فیض وہ یا و علی خان  
 نسیم دلکش اوکی بوستان کی  
 شمیم خلق اوکی وہ کہ جس سے

وہ در جو شیطاق قصر قصر  
 وہ در جو فضل طبع کتب پر  
 وہ در جسکو کہیں خوشنید نظر  
 وہ در ہر ذرہ جہا عمر انور  
 کہا ہی حلقہ گیسوی ہتر  
 اگرچہ شکل میں ہی نیم مصد  
 زمین اوکی لئی ہی چرخ خضر  
 نہ جانی گنبد نیلی کو بیدار  
 بڑ ہی اقبال دارا و سکندر  
 نشان سجدہ خاقان سخیر  
 درخت کا ہو کا کہا کی اکثر  
 یہ دولت ہو کئی کیونکر میر  
 کہ جو بخشش میں ہی عام ہی ہو  
 امیر ابن امیر و خلق پرور  
 علی یاد ہی جہا حق مدبر  
 بنامی غنچہ دل کو گل تر  
 مشام جان ہمیشہ ہی معطر

بیان فیض فی اوسکی پڑی  
 لب سائل سی بس بس کی صلہ  
 ملا پھلے اوسی دست زلفینا  
 کف گوہر فشانجی اوسکو تھی  
 کیا دامن سائل گنج قارون  
 فقیر اوسکے فقیر و نسی غنی میں  
 شجاعت جہسی اوسکی کیا بیان  
 مقابل اوسکی رستم بزم سہراب  
 جنیت کش میں اوسکی نصرت  
 علم ہو کر جو اوسکی تیغ اتوری  
 نشان ہو گردن ہی سی پیدا  
 زمان عدل اوسکا گیا ہی  
 ستا تا ہی کی کیا اب اگر بھیہ  
 کسی ملتا ہی اوسکی بزم میں  
 اگر خسرو ہی امی بی اجازت  
 ملاجم کو کب اوسکی بزم میں  
 یہی خاقان صحن کناز بس ہے

جگہ اوسانہ حاتم کی لب پر  
 دہش میں ہی یہ تعدا و مقرر  
 سوئی پہر آشکارا معدن زہر  
 صدف میں پہر کیا قطرہ کو گوہر  
 بنائی حجب گنج صد جواہر  
 گدا اوسکی گداؤں سے تو گر  
 شجاعت خود کہے جسکو ملا  
 نہ گیو و طوس میں اوسکی برا  
 وہ ہو کیونکر نہ منصور و مظفر  
 تو پہلی آسمان سی تازمین  
 بنای چرخ پر شکل دو پیکر  
 ہوا بیکار اب چرخ ستمگر  
 دکھاتا ہی اوسی مرغ خنجر  
 میری خوش قسمتی میرا مقدر  
 تو دربان دوری کہہ کی بار  
 پیار ہی کہنے آب حوض کوثر  
 نغائیں صدف میں ہی میری بار

میری خامہ فی سہمی ہی چالی  
 کہیں دیکھا ہی وہ ششکسیر  
 نہیں ہی اوسکی جولاں گاہ کر  
 وہ پہل کوہ حمت شان اوکا  
 عماری اوسیک بیت افسر  
 یہاں عاجز ہوا ہی خامہ لہا

انامل میں ہوا جاتا ہی غطر  
 نہ پہنچی گرد کو ہی جسکے سر  
 زمین فی پائی کیوں شکل دور  
 دبا جاتا ہی جس ہی چرخ خضر  
 میرا مدوح ہی خوشید اور  
 غزل کہنی گکا ہی نگا اگر

### مطلع ثانی

نہیں قریب سپہر کینہ پرور  
 یہ کون نامہ لکھ سکے باندہ تہا  
 تون کی ظلم کا شکوہ کر کون  
 جو کچھ ہی خلق ہوا وہیں ہی گیا  
 سنا ناصح سی طمن بادہ نوشی  
 کہیں راز درون برباد ہوگا  
 شب دیو میرا دن نباہے  
 جمی دیکھیں تو وہ شرابین لیکن  
 تہاری تفتہ جانو کی کمی ہے  
 کچھ ایسا حال کرای چرخ میل

میری پستی بندی سی ہی تہر  
 بڑی کیوں زینت بال کو تر  
 یہاں سب کارخانہ میں خد پر  
 ستم سی تو زبانا ہے مسخر  
 چلا ہوں میکدی اوسکو ہی پیکر  
 ڈبو سکا کہیں یہ دیدہ تر  
 میری شب بنگی ہی روز محشر  
 فطرتا نہیں اتنا ہوں لاغر  
 دل پروانہ و طبع سمندر  
 کہ اوسکو ہم آئی خفتگی پر



دہرا ہے آفتاب خضر میں کیا نہیں ساغر تو خم مونہہ کی لنگاون غضب ہے وہ لگاہ قہر آلود صفائی دل کی چرمین سائی غزل گوئی عیاصل کیا ہی وہ مطلع پڑہ کہ جہیز فرین ہو	لے پھر تا ہوں کر سجدہ میں بھی کرنا ہی کیا جمشید بنکر یہ بجلی دیکھنے کرتی ہی کون تو تم تیسرہ باطن میں کیونکر سمجھا ہوں میں ننگ کی کستر وہ مطلع لکھہ سینہ جھکونکر
---	--

### مطلع ثالث

فلک چہا ہوا جو جلی سپر نہوشم حقیقت میں ہی جھکو دیران عطار دیشہ تیری دیر چرخ کو دیکھا ہی ہے ورق پر لکھ رہا ہوں صدف بیاض صفحہ سی سری عجب کیا بہی لکھوں تیری اوصاف میں غضب تیرا فلک بزمی سا تیری ابر کرم سی ہی توقع تو قہر کیون نہ مجھو بیان سے	وہ کیا جانی کہاں ہی خیر کہی تجھ کو فرشتہ ہی کیونکر ہو جی جہوت زینت بخش دفتر کہ ہی فطرت جہالت سی نگوں کو شعاع مہری کینچا ہی سطر مہ کامل کو ہو کسب ضیا گر کوئی ثابت کری تعداد اختر کرم تیرا زمین چرخ پرور کہ ہو خصل متن باد آور میں آخر ہوں قدیمی بندہ
---	---

<p>             رہے برسوں تک غوار و نور              دعا گو تھی میں کاٹی وقت کثرت              جسے بولد کہے اپنا شاگر              بنی پیش جہت حیرت کشد              نہ گردش چرخ کی فی سیر خیر              تو لایا پھر یہاں مج کو مقدر              مجھی اس آستان ہی زندگی              کہ ہی مدوح صبر از درہ پرو              کیلئے اس دعا میں وقت کثرت              رہی دشمن کو دنیا قیہ کافر           </p>	<p>             اسی سرکار میں میری بے غم              نکھڑی میں گزری عمر و کنی              وہی شہر طافت بہر ہی بھیر              چٹا شش سالگی میں جد رہا              میری دشمن میری قسم ہی              کیا پورا زحل فی ایک دور              یقین ہی اب لیجا لگی تیر              اگر میں ذرہ ہوں لگے غم کا              برا لگی میری امید یہاں              رہی اجا کہ گیتی تیرا قصر           </p>
---	--

## ایضاً

<p>             بڑے بزرگ سی کیونچ شان شہاب جنگ              میں کر رہا ہوں آج بیان شہاب جنگ              کرتا ہوں ذکر نعت جہان شہاب جنگ              کیا میں نہیں ن مرتبہ دان شہاب جنگ              ہی آستان فیض شان شہاب جنگ              حق فی بنام ہی دہ زبان شہاب جنگ           </p>	<p>             برتر لا مکان ہی مکان شہاب جنگ              کیونکر زبان خامہ نہ گوہر شان بنے              تسلیم کو نہ میری جھکے کیونکہ سپر              کیونکر شال قیصر و فقور و جم سی دون              اس عہد میں بنای ہو جو خلق کو              ہو جس سی بات بات میں اعجاز کا غور           </p>
--	---

پوچھیں نہ جم کی بات نہ چکین قباد سے  
 حسرت سی دیکھتا ہی دبیز فلک نام  
 جہاں شکست نیزہ ترک سپہر کھای  
 کب جو شن فلک ہیرو یوں تیر کا گزار  
 دعویٰ ستمی نہ رہے پور زال کو  
 اپنی نظیر میں آپ سبک کیوں ہی کیا  
 کس طرح پشت کا زمین سی نہیں سکے  
 عمر صد و کو پنی روانی پہ ناز ہے  
 ہو جائی بادشاہ و زیندار کیونکہ ایک  
 دیکھا کبھی نہ بدل و کرم میں رکا ہوا  
 تھوڑا سا ہی جو عیش جہاں میں بنا ہوا  
 جو کچھ ملی یقین کو بدیہات سی کیا  
 کیونہیں جہاں میں سدرہ و طوی کی نہیں  
 کیا صفہاں وہ مرجع عالم جہاں گیا  
 پوشیدہ سب کے راز ہیں اوپر کھلے ہوئے  
 سیر نجوم و دور فلک میں جو بید ہے  
 حسرت نہیں اگر نہ بنے ہنر بان میرا

دیکھا شام شوکت شان شہاب جنگ  
 کلاک گہر نشان و زبان شہاب جنگ  
 اوس جہاں کار گر ہوتا شان شہاب جنگ  
 کچھ ہی کب کسی بھی شان شہاب جنگ  
 دیکھی جو شکل شکریاں شہاب جنگ  
 دیکھا عدونی گزر گراں شہاب جنگ  
 محروم کری جو چل دمان شہاب جنگ  
 دیکھا نہیں ہی سپ جہاں شہاب جنگ  
 ماتم ہی ہو تو ہو نہ بان شہاب جنگ  
 دریا ہی مست گنج نشان شہاب جنگ  
 اسکو ہی چاہتا ہوں ازان شہاب جنگ  
 محسوس سی وہ پای گمان شہاب جنگ  
 یہ ہی کہیں ہیں ست نشان شہاب جنگ  
 وہ ہی بنا ہی نصیب جہاں شہاب جنگ  
 رکھتی ہی دل سی ربط زبان شہاب جنگ  
 دیکھا ہنر خلق و عیان شہاب جنگ  
 حاسد نہیں ہی مرتبہ دانش شہاب جنگ

میری زبان اور بیان شہاب جنگ روشن سحر میں نشان شہاب جنگ غرق جہان وطل لہان شہاب جنگ	ہی ملک نکتہ پنج کو کوشش بہت و جب تک صفت شہاب کی ناقب ہی نہ جب تک ہما کا ذکر جہان میں رہی رہے
---	--

ایضاً

کس کلام کی خدائی اگر کی عطا زبان سب عالمین اگر آجائے تا زبان قرآن لاکھ بار نہوا سپہ کی زبان وہ مدعا نہیں کہ جسی دے تباہان وہ مدعا کہ جس تھی فخر شہنا زبان لب خود پسند و نبی خود ستا زبان کہنے لگے فصیح ہوئی اب ذرا زبان شاید کہ لے رہی ہی اپنی خود فر زبان دل چوڑا نہیں ہی کہ آجائے تا زبان کانون کو در نہ کیوں ہو تیری التجا زبان میں چاہتا نہیں ہوں کیسا پرا زبان میں چاہتا نہیں ہوں تو نکا گل زبان منظور ہے نہ شکوہ جور و جفا زبان	جب کر کے یہ طلب دل کو ادا زبان جو مدعا ہی آج میری دل میں جوش زبان وہ مدعا کہ آئے زبان تک اگر کہی وہ مدعا کہ جس سی زبان آپ ٹیکے وہ مدعا کہ جس سی لبوں کو شہرت ملی وہ مدعا کہ مجھے ہو پورا اگر کہی وہ مدعا اگر کھئے سبحان میری طرح شیرین بہت ہی در نہ ہو کیوں دیر قدر کچھ قدر غریزہ ہے وہ مدعا چوچہ سنے کے شوق میں مینا بیت بہری ہو میں چاہتا نہیں کہ کیسی بدے کروں میں چاہتا نہیں ہوں بیان رنج ہجر کا منظور ہے نہ شکوہ وصال صنم مجھے
---	---

میں چاہتا ہوں ہوں نعیم بہشت کو  
 منطوم آسمان ہوں مگر آسمان سے  
 مجبور روزگار ہوں روزگار سے  
 مدت سی ہوں میں رات بخواب شہاب خجک  
 وہ قدردان اہل نہر جکی بات میں  
 کیونکہ نہ مجھ کو گسر اپا نشا کہیں  
 کیونکہ میری زبان کو نہ مابین فصیح گوگ  
 دیتی اس بیان فی مجبوریہ روشن بیان  
 قائل ہوں اوس کلام کراست نظام کا  
 تعریف اوسکی چتر کی آئے زبان  
 کج معج زبان ہوں مجھے ہو کیونکہ بیان  
 دست جفا تو کیونکہ ضعیف ہوں ہودرا  
 مدوح میرا بذل و روشن ضمیر ہے  
 دل میں ہو ایک گنج تو وہ لاکھ گنج دے  
 نادم ہوں کہہ کی رشم وافر ایاب اوس  
 اسفندیار کیونکہ نہ عاجز ہو رخر میں  
 منظور تھے شکایت جو زبان مجھے

میں چاہتا ہوں کہ ملی یوں فرا زبان  
 میں چاہتا ہوں کہ کوئی سہ لڑ زبان  
 فی کچھ خطر ہے مجھ کو نہ دہشت ذرا زبان  
 منظور دل سی اوسکی ہی مع ورا زبان  
 ہو جای مجھی لاکھ کادم میں بھلا زبان  
 بنتا ہے اوسکی مع میں ہر روز گستا زبان  
 رکھتی ہو اوسکی مع یہ جب اتکا زبان  
 اندر دہن کی بگٹی بدالہجے زبان  
 کیونکہ نہ خود کہوں کہ میری دیکھنا زبان  
 گویا ہے زیر سایہ بال ہما زبان  
 نوشیروان کی رگ گئی ہے بار زبان  
 طاقت نہیں دراز کرین اقویا زبان  
 سائل نہ اوسکے سامنی ہرگز ہلا زبان  
 جب تک سوال دل کی عیلامی تا زبان  
 خود کہہ رہا ہوں کوئی میری دکن زبان  
 یہ خوف چاہ گیا کہ گئی ٹکھٹہ زبان  
 لاتا وگر نہ کیوں یخسہ لکج تا زبان

## غزل

کیوں کہل گئی ہی استدای میوفا زبان  
 وہ پوچھے مین حال ہمارا نہی نصیب  
 کہتا ہوں آج خوش دل کھلے پار سے  
 ڈر کر میری فغان سی وہ دشمن کی گہری  
 خاموشیاں سبھلے عنیت و گزیمیان  
 گستاخان معاف کہان تک سنی کوئی  
 فریاد کا میری زمین دیتا کوئی جواب  
 تعریف کیا ہو دست نگارین یار کی  
 دیتی ہی التفات و غضب کی خبر مجھے  
 کوئی نہ تھا حجاب میں غالب اگر صبح  
 سالک یکا کہا کہ اوسے ہمید دیدے  
 اوصاف پھر یہ کہتے ہی کسکی خوش قلم  
 قاصر ہوں مین تو ابھی میری لب سنو  
 رخص صبا خرام کا اوسکے پوچھ حال  
 کیسی زبان کہ ایک جھانکو کری وہ چلے  
 ہی یہ تصرف اوسکی ہی وصف خرام کا

سبک دہن مین کی ہی خدائی عطا زبان  
 رہ جای رعب سی نہ میری ہی خدا زبان  
 جبکا دہن بنا ہو پھر اوسکی کیا زبان  
 یہ اوز تازہ لای سی مجھ پر بلا زبان  
 اسی شمع اوسکی بزم مین دیگی جلا زبان  
 مضطرب ہوں اتوبس میں چھن نامحاربان  
 شاہد ہی اہل دہری میری جدا زبان  
 ہی لال مثل شوخی رنگ حنا زبان  
 کیونکہ نبی تری نگہ سر سار زبان  
 رکھنی ہی بند بگوانا اتھی سرار زبان  
 خانہ خراب بند نہ تو کر سکا زبان  
 سرگرم کسکی مدح مین ہے جندا زبان  
 عاجز نا مین ہوں تو میری کیلنا زبان  
 چلنے مین وہ فصیح کی ہے گوسا زبان  
 جب تک کری نہ لفظ جہان کو ادا زبان  
 چلتی ہی یوں دہن مین جو بدست پاربان

ای آرزو نوید و در روشن ضمیر	پروا نہیں جو کھ نہ سکے مدعا ہاں
سیری زبان لال کھان اور یہ بیان	فیض شاد و لطف میں لکھو اگب زبان
اوسکے دعائیں شکر کلمے بات بگنی	تھی ورنہ موندہ میں گوشت کا ایک چاربان
جب تک تو بگنی لب کی عذوبت ذکر ہی	جب تک سخن میں رکھی شریخ کا زبان
اجاب اوسکی مون جی عشرت غشی کام	ہر باتیں «وکی» کئے یا خدا زباناں

## ایضاً

قدم ہر طلی کری شکل سی میری بیابان	بجای ہنرہ روزدے جو کوئی مار نیلاں کو
بہر و سما می دل نادان خامی عدا کا اوس	جو ایک طرف کلمہ سچے شکست عہد چان کو
یہ وہ نالہ ہی جسکے رشک سی بلی ہی چھاو	یہ وہ گریہ ہی چو پانی کری دم ہرین خان کو
مال دہرا پنا بھلے نظر آجای گردیکھے	لگاہ غیرت اگین سی کوئی گور غریبان کو
وہ نوا موز وشت ہون کہ سینہ چاک ہوتا ہے	جنون میں چاک کرتا ہوں جو گہرا گریبان کو
ہزاروں آرزو میں چین اگر یاد سے اتریں	بھلا کلبہ ہی رنگا رنگ سی ایسا مٹو نیسان کو
ہماری سانی دشمن سی کیوں کہیں لڑائی	ند و چہرہ جازت تیر برسانے کی مرگان کو
کہوں کیونکہ کہ وہ عالم میں کیا بھانہ ہیں	شرارت ہی پیدا کو اشارت ہی پھان کو
سیری زنجونی پر کشا شورافت خون کی بے	ہوا ہو کچھ اگر خالی تو پھر حبس تو مکدان کو
زمانہ میں ہی کیا کیا نوح کی طوفان کی شر	مگر وہی ہوی پٹھانوں اب تک ٹیم گریان کو
سیری دیوانگی کہم نہیں ہی قیس لیکن	نہیں ہی پازو ہٹیلنگی سوت سیری زندان کو

و دان جاتا ہوں یہاں وصلہ دیکھو کہ کون  
 صدای صومعہ شکر کیونکہ پریلیک زمانہ میں  
 خدا مارج کا سکے قیصرہ آئین مل ہے  
 و ہم میں صدر الہام و ہر خلی راہی روشن ہے  
 تحمل کی صفت دیکھو و اسی مل نہیں کتا  
 شمیم خلق او کی اس قدر پہلی ہے عالم دنیا  
 کوئی نقش نہیں مجھ سے اسکا پڑہ گیا ہوگا  
 بقدر فہم گر لکھوں خلوت شان کو اس کے  
 آگہ سری جدا ہوا درمے پرست جاکر  
 جبر سر کو ابر فیان کرم اسکا برسی چاک  
 سیدہ کارونی اس آئینہ کو کہ نہ فرقہ  
 سماں کی پراگندگی میں او کی تین پراگندگی  
 زرا تباہ ہے جاتی ہوا کو وقت کرتے  
 فکھ سی کہ نہ ہر پراگندگی خورشید کو لاکھ  
 دونا کیونکہ نہ پشت پہنچنی غام ہو جائے  
 اسی تقریب سی میں فی شربت پنا خلیقا  
 زبان کو جب نہیں رسی ہی طاقت مع کی لک

قیامت ہی گذرتی ہی مٹی اپنی دھان کو  
 لالین کے نہ جب تک آئین میری ہر تھا  
 کہ میں پاتا ہوں بقول دعا عالم اپنی دیوان کو  
 خجالت نہ دیکھتا ہوں خورشید زرخشاں کو  
 لکھا ہی لکھ فی جن غم پر راہ علی خان کو  
 کہ گہر شیبہ ہوی اپنی میں ہم ہوی گشتاں کو  
 و نیز نقش خاتم کیونکہ ہاتھ کیا سیلیان کو  
 سیاہی کی جگہ لاؤن عمل میں عزم کرناں کو  
 کوئی گرامکان پر چڑھ کی کوئی مسکی ایوان کو  
 بجای زمانہ حامل ہوا و شہادہ بقان کو  
 عجب کیا جھاگہ بجای سر نہ کر عصفان کو  
 نہ ای سر اعلیٰ کو کہ بھی نظر سام و زبان کو  
 ہنسا پاتی ہیں ہر دم سائل اپنی اپنی دھان کو  
 قبا میں او کی ہوا درکار ایک گئے کر بان کو  
 اوٹھا سکتا ہے کوئی آگ کی کبب ہر جان کو  
 دعائیں کیوں ندون دسی شہر عید قربان کو  
 دعا کوئی کاشیوہ یاد آتا ہی خندان کو



الہی دوستوں پر اسکی جو کل پڑی حل ہو  
الہی اسکی بدخواہوں کو دشوار آسان کو

تبقریب شادی سری محار اور راجہ شودان سنگہ بھادروالی الور

مخمسے چرخ کی پنچاہی برابر سہرا	راوراجہ کاہی کیونکر نہ پھری سہرا
ایک عالم جو تری بارگہ جشن میں ہے	مرج اہل حجان ہی یہ مقرر سہرا
نخت کی دیکھہ بندی کہ کہاں پنچا ہے	اج ہی افسر نوشہ کے برابر سہرا
مہر نے اپنی مقابل جو کئے تار شعاع	آپ انصاف سی بولا کہ ہی پھر سہرا
رخ نوشاہ پکیا نور ہی چشم بدور	نگیا ہر جہا تاب کا منظر سہرا
ادسکی بوباس نہ کسطح سی ہوشک نشان	پاس رکھتا ہی بہت زلف بہر سہرا

مرن کر خوب گہرائی مضامین سالک

جالگھا نذر مہاراج کو اور سہرا

پای بوسی کو جگای سہرا	ہی بہت تہہ نشنا سہرا
یہ ہی ہے ایک تضادی صورت	بندہ کی نوشاہ پر کھلا سہرا
حسن نوشاہ دیکھ کر زر گل	نذر کرتا ہے روز ماہ سہرا
کہانی آیا ہوا میں خوش کے	تاسرو امن قبائلی سہرا
بکینچی بین ہم سی نظیرن	نگیا پردہ جیسا سہرا
عجز سے جھکے اگتا تھا آج	طول شب کے لئے دعا سہرا
صبح مہر جاگیا جہا ہو کر	ادسکی رخ پر ہی تہلا سہرا

لای عبد المجید خان کی	سالک اکثر سخن سہرا
مین فی ہی لکھئی مین چند شمار	جگو کنسا ہی دوسر سہرا
<p>آج یہ کے سر بند سہرا  ہی وہ اقبال مند وصل جان  نور نوشاد پر بہستا ہے  سعی خورشید ہو گئی مشکور  صلہ کوشش نسیم ملا  چشم بہ کے لمی نقاب کی شکل  دیکھ حسرت سی منہ پر دیز  سہری پر یون عیان تجھی حسن  پای یہ بو گلون نے کب لیکن  رخ زنی خورشید اور گہر شبنم</p>	<p>تاج خسروی بڑ گیا سہرا  جگے سر پر ہی تھک سہرا  سحری پرا دہری سہرا  زر کے تار و جی بنا سہرا  لینی پہو لسی ہی گند سہرا  رخ نوشاد پر بنا سہرا  تجھی افزون تجھی ٹٹا سہرا  جسطرح رخ پہی پڑا سہرا  زلف ٹیکسن سی بٹا سہرا  صبح ہوتی ہی اوگہ سہرا</p>
کل خندان مینن یہ سہری مین	آج سالک ہی منس سہرا
تقریب نسیم خوانی فرزند ارجمند نواب میر برہم علی خان	
کراتا ہی جو یہ زتار بسم اللہ کا سہرا	مگر کراتا ہی زتار بسم اللہ کا سہرا

<p>بہری یمن عارض نوشاہی فرخ رشید کے جلو یہ ثریان عورتوں کی کہ یمن کہ ایک محبت تجھی خدا کا نام ہی اور یمن فریک در و کر زاہد سیخ نوشاہی اور شاہی جو کچھ طور پر گذرا بسی ہی انجمن کیا اشتراک کلمت گل سے فرخ نوشاہی پر ہر ہی اور بہری ہی گویا</p>	<p>بنای مطلع افکار بسم اللہ کا مہر مگر ہے ابر گوہر باری بسم اللہ کا مہر پڑا جائی اگر سوار بسم اللہ کا مہر کر لگا نرم پراچار بسم اللہ کا مہر ہی رشک گلشن فرخار بسم اللہ کا مہر ہجوم کثرت افکار بسم اللہ کا مہر</p>
---	---

پہنچ جائیگی سکی یمن ہی منزل پر ہم لیا  
کامیابی میل یمن ای باری بسم اللہ کا مہر

<p>تیرے سر محمد سلیمان ہی ہوا مگر چشم بد کا گھنہ بان ہے ہوا ہوا ہی دنیا بابت پریشان ہے ہوا اور ہر زمانہ ہر زمانہ مان ہے ہوا دور و سرور ہی خداں ہے ہوا یہ کس بحر خوبی کا دامن ہے ہوا ہر وقت ہی دلوں کا یہ دامن ہے ہوا یہ سرریا پہ تازہ نمایاں ہے ہوا کہ جو وہیں اپنی ہی نہاں ہے ہوا</p>	<p>لے راتہ عشرت کا سامان ہی ہوا تیرے رنج کیوں لگیا ہے نقاب جدا کی تیری روح سے ہے ناگوار قدم چھوٹے کا ہے دلوں کو قہر یمن یمن ہے مچھلی کی لہائی صدف بہر ہے شکر ہر زمانہ مان ہے آج مبارک کیا رک کیوں کیوں نہ آج نظر ہے زمانہ کے از بس کہ او سپر پہنچتا ہے تیرے کی کوئی عینک</p>
--	--

اودھیا آرسی اور مصحف کے وقت	چتر ہاتری سراور نازان ہے سہرا
بنایا یمنوان فی خوب اسکو سالک	وکر نہ بنانا کچھ آسان ہے سہرا
سلام	
<p>دی تھرنے جان مجرئی اعدا کے سامنے  پوچھینگے اونسی حسرت اہل حرم کو ہم  آیا نہ سپہر امانت خضوف میں  محتاج غسل کب ہیں شہیدان کربلا  گردش کو تیرے اسی فلک پر کرا کوٹ  ہی شاہ بی سپاہ گری سپہ فگن  تسلیم کش اور رضا پیشہ ہے حسین  ہو نیکو ہی قیامت مغری جہان میں  چھائی ہی شعل ابر سپاہ سیاہ رو  صورت نی ذوالفقار کی اثبات لاکیا</p>	<p>لی ایک جاسی عرش معلک کے سامنے  جوشنہ کام ٹہری ہول دریا کے سامنے  ایک فوج شامیوں کی ہی ہنہا کے سامنے  خون میں ہنہا کی جاسکے نہرا کے سامنے  آیا نہ پھر کے کوئی سکینا کے سامنے  تھیرنگے کیا امین شہ والا کے سامنے  تقدیر کے لیگنی اعدا کے سامنے  اکبر کی نقش آتی ہنہا کے سامنے  فوج خزان ہی گلشن ہرا کے سامنے  موجود کون ہی شہ والا کے سامنے</p>
ساکیت اہل شام ہی کیا تیرہ روٹھے	عقبی ثامی دولت دنیا کے سامنے
مجرئی شہ کا بیان ہو نیکو ہے	ہشتم تر کا امتحان ہو نیکو ہے

<p>اب تو بالا حسان ہونیکو ہے          پر نفس آتش نشان ہونیکو ہے          بی زبانی ہی زبان ہونیکو ہے          صور محشر پر فغان ہونیکو ہے          آج مسلم سمیٹاں ہونیکو ہے          بیکسی اب پاسبان ہونیکو ہے          ماتم مرگ جوان ہونیکو ہے          یہ نشانی بے نشان ہونیکو ہے          طبع کچھ ناشادمان ہونیکو ہے          دستان پر دستان ہونیکو ہے          صبح محشر کب عیان ہونیکو ہے          خیمہ شہ آسمان ہونیکو ہے          ماہ کا جامہ کتان ہونیکو ہے          یہ زمین اب لامکان ہونیکو ہے          آفتاب دین نھان ہونیکو ہے</p>	<p>دفن شاہ انس و جان ہونیکو ہے          تشنہ کامی شہ کی پھر یاد آگئی          شاہ کے غم کا بیان کر نیکیو ہون          پھر ہے مجلس میں بیان اہل بیت          کو ذہ کو مقتل بناتی ہے قضا          خیمہ سے میدان کو جاتی ہیں جین          انش اکبر کو آتے آتے ہیں شاہ          آگیا میدان میں ہم شکل نبی          شادی قاسم کا ذکر آیا کہین          ایک کے بعد ایک ہوتا ہے شہید          دیکھ لی شام غریبی شاہ نے          اب ہوا جاتا ہے بی چوب و غناب          بے رفا اہل حرم کو دیکھ کر          خاک اوڑا نیکیو من شہ کے ماتمی          لے چلے ہیں شام کو سر شاہ کا</p>
---	--

قطع

<p>ہم کرباب شہ روان ہونیکو ہے</p>	<p>جب وطن سے کاروان اہل بیت</p>
-----------------------------------	---------------------------------

<p>وہ جوانان حسین و خوبرو          ہیں نہ وہ گلبن کہ جگے سایہ میں          کوئی کہتا تھا یہ ہیں یرتیم          کوئی کہتا تھا کہ ہیں وہ تو خصال          کہہ رہی تھی دیکھ کر اونکو قصا</p>	<p>جو ہر ایک رستم تو ان ہونکو ہے          سدرہ و طوبی بھان ہونکو ہے          اکلی قیمت اب گران ہونکو ہے          جو ہر ایک سرو چمان ہونکو ہے          اس گلستان کی غزان ہونکو ہے</p>
---	--

ہی لب سالک پہ مع اہل بیت

قدسیوں کا ہنر بان ہونکو ہے

قطعہ حیدرہ کہ تقریباً لکھڑا اور اچھو دان سنگھ بھادڑ الی اور پیکر پیر بکاشت

<p>یہ کسی سالگرہ کی ہی کج بزم طرب          پھر تہ نشیود نہ سنگھ جو گاہے          مگر یہ اسکی برس گانہ کا جو رشتہ ہے          یہ رشتہ حضرت یوسف کی سرین گاہ          سمجھ لیا ہے سہ سال فی اسی انعام          نہ کیونکہ لوگ اسی سوتیلوں کا مار کہیں          شجاع مھرنے کہا یا حسد جو رشتہ پر          نسیم صبح کو ہوتا ہے غنچہ کا دھوکا          گرہ میں خضر کے تھی ایک نقد عمر ابد</p>	<p>کہ کا خلق سی کہتی ہی روزگار گرہ          لگائی کیسہ زر پر نہ زنجہار گرہ          کہ حسین اور لگانی ہیں بشار گرہ          اور اونکی بند قبا کی ہے استوار گرہ          ہوئی جو صورت دستار اشکار گرہ          کہ ہی بنبر کہ در شاہ سوار گرہ          تو خیم بد کے لئی نگلی حصار گرہ          دکھا رہی عجب رنگ سی بھار گرہ          یہ دوسری ہوئی دنیا میں مایہ دار گرہ</p>
---	--

یہ دی ہی خضر فی اب بہر یادگار گرہ  
یقین ہی پائیہ رشتہ بھی بشمار گرہ  
ملا کے طول امل اور زلف یار گرہ  
ہجوم سی ہو گرہ پر اگر سوار گرہ  
ہمیشہ بخود و بصب و بقیقہ رار گرہ  
عجب نہیں ہی کہ ڈوری بدی تار گرہ  
گرہ میں لای ہی بس نقد اختیار گرہ  
ہوئی ہی ثرودہ وہ امن روزگار گرہ  
دعا یہ مانگ کہ دی جائیں بشمار گرہ

دعا ہی طول بقا دینی آئنگے ہر سال  
شمار سے مین ہوا کہ نشان کی پاس نجوم  
برابری نہواں رشتہ کی اگر دین بھی  
یہ رشتہ میں ہی درازی اور سپکا عجیب  
ز بسکہ رشتہ میں ایک کی آرزو میں ہے  
لسان دانہ تبیح وقت خواندن ورد  
کیونکہ سب زیادہ یہ مایہ دار بنے  
یہ سیم ثرودہ عیش و نشاط کی صورت  
شمار میں ہے یہ اٹھارہویں گرہ سلاک

### ایضاً

شیوہ سنگہ خسر و دارا نشان تیرا  
پراس زبان سی کیونکہ نہون مع خوان تیرا  
ز نہار ایک سی ہی ہنود سی بیان تیرا  
کیا جانی آسمان کہ کہاں ہی مکان تیرا  
مشرق ہزار مصر کا ہی آستان تیرا  
بہتر سی جام جم سی دل رازوان تیرا  
فرمان پذیر کیونکہ نہوا ایک مہمان تیرا

اسی حاتم زمانہ زبان ہی میرے نام  
دی ہی خدائی میرے دہن میں زبان گو  
تو وہ کہ مجھ سی لاکہ اگر ہون سخن گزار  
رفتہ میں لا مکان ہی کہ عیش و شادی  
ایک ذرہ غیرت خوشید ہی یہاں  
ہی فرق صنم خالق و مخلوق اسکا  
یہ حسن خلق مہر سلیمان سے کم نہیں

تو جھڑت گزری ہزاروں ہی جھکین پرویز کس طرح نہ تو تلخی کش و سزاق نکلیں کسی روش سے نہ پہر حیران عد کیونکہ مکی ہو دستگاہ فیض عام میں اسدی گر کہے تو رہے ابرو بھی بہ جمشید محنتوں سی سنا تانہ جام کو خواب گران تیختہ عدد کو تیرے دیا عمر ابد جو خضر کو دی ہی تو اسلئے دنیا میں مہر و ماہ کی جیت تک ہی روئے ہر سال اس طرح سی ہوشن گرہ سید	نبتا ہے نقش سجدہ قدم کا نشان تیرا شیریں جو ایک بار سنے کچھ بیان تیرا آنیکو منع کر کرے باغبان تیرا تو مہربان خلق و خدا مہربان تیرا دست کرم ہوا ہی یہ گوہر نشان تیرا آتا جو ہاتھ جام می ارغوان تیرا کیونکہ نہ ہوشیار رہی پاسبان تیرا ایک پر نیک خواہ رہی ہر زمان تیرا روشن رہی یہ نہر نخت جوان تیرا قائم جہان میں نام رہے جاودان تیرا
--	--

تبقیر بیا لکڑہ فرزند اقبال یونہ مہار اور ارجہ شودان شکمکھیا دروالی اور

زمان عسہ مہاراج علی ساک ملی وہ علم کہ جس علم پر عمل ہو آؤں وہ جاہ جیہ حد کہاے خضر و پرو وہ راے قی عطا ہو کہ روشن جلی صفت کرم کی ملی وہ کہ میں سی جکے وہ قصر دولت و اقبال کو ملے نعت	دراز زندگی خضر سے ہی بڑھ کر ہو ملی وہ حکم کہ جو کہ سی گران تر ہو وہ نخت جس سی خیل طالع سکند ہو بسان مہر جھان تاب خلق پر ہو دش کے وقت اگر ہوا قتل تو اکثر ہو کہ جبین چرخ چھپا رہی ایک منظر ہو
--	---



ہزار دہائی تسبیح - کے برابر ہو	پریشہ جسمیں گرہ کج دی گئی لک
قطعہ طلب کشتہ مرجان بخد مت خباب حکیم محمود خان دام افاضتم	
جسے پائیں مریض کشتہ مرجان کچھ فراطون سی او کو بھستہ مرجان نیم جان ہو تو جاے پا کر جان اور تبسید رنج پرور جان او کو ہر نسخہ طب کہب جان خاص سا لاکٹ ایک مہب جان کیون نہ جین گے کشتہ مرجان	ہن وہ محمود خان عسیم ذکر کیا ہے بیان ارسلو کا مبض پر جگے ہاتھ رکھ دین وہ نسخہ او کو کا ہے نسخہ صحت او کو دست شفا ہے ارزانی فیض عام او کو عام ہی ہر جا کیون دغا است سیری ہوگی قبول
قطبہ بدح نواب میرزا علیخان بجاو شہاب جنگ صدر المہام متفرقات	
ممالک محروسہ سرکار نظام	
رتبہ کیون آسمان سی برتر ہے گاہ جم ہی گے سکندر ہے کیا زبونی تخت جو ہر ہے اب نہ دولت نہ جاہ نہ فر ہے آج خالی پڑا وہ ساغر ہے اب ہیبت کدہ وہی گہر ہے	خاک میں ہوں ملا ہوا پس کن سر جگمائی ہوئی سیری آگے خلق کرتی ہے کیون سیری لیگے ساتھ اب عم اجداد پہلے تھا جسمیں بادۂ گلگون جسمیں رہتے تھے جسبہ لای

<p>             مین آنا بچہ من کچھ نہ بھار              نذر تیا ہوں عید کی کسکو              لکسی پاؤں گل شرف پایا              صدر بزم وقار صدر محام              بزم میں کہے خضر و پرویز              روشنی وہ کلام میں اوکے              اوسکی ہر بات میں ہی وہ عجاز              پاس ہی اپنی نام کا اوسکو              سیرا مطلب برائی کیا کہ دعا              اوسکو ہر روز روز عید بنے              اوسکے دشمن کو روز بد نصیب           </p>	<p>             کیوں بتا ہی میری توقر ہے              کسکا دیدار روح پرور ہے              لکے آگے چکا ہوا سر ہے              جسکی ٹکین بیان سی باہر ہے              رزم میں رستم ملاور ہے              جس سی شرمندہ ہر لور ہے              ابن مریم کو رشک جبر ہے              بندگان خدا کا یاد ہے              میری لب پر ہجوم آور ہے              تا قمر زیب چرخ اخضر ہے              تا سپہ برین کو چاکر ہے           </p>
---	--

قطب عالم گوشہ نشینی از بزم مخبران بہ محمد افضل حسین خان کو کب در الور نوشتہ شد

<p>             کوب دوست نواز اولاد ساک              کیا کہوں حالت قیابے شوق دید              دل قیاب فی بستر پٹیا کیا کیا              دست وحشت فی میراجب گریبان کا              دن کو وہ خفتے ہن مجھ پر کہ جو محشر نہیں              قافلہ قافلہ میں سرخ دالم میری ستار           </p>	<p>             تھے کرنا ہی یہ طعنا تمنا مجکو              بیٹھے بیٹھے جو خیال آپ کا آیا مجکو              دیدہ تر نے بٹھایا لب دریا مجکو              دشت گردی کا کیا پانوں نے ایسا مجکو              شب وہ آفت ہی کہ ہی روز بھائی مجکو              اور پہر اہل جان کہتی میں تہنہ مجکو           </p>
--	---

<p>پانویں غور سے دیکھا تو نین ہی بچر  طوق کا بوجھ ہی گردن میں نہیں لیکن  ہینن دیکھا تھا سو تقدیر سی یوں پیش آیا  غرض اس سب سے ہی یہ بات کہ بلواؤں کی  بھیجے لکھ کے جو احوال ہوا ہو معلوم  جانتے ہو کہ میں آوارہ و بازاری ہوں</p>	<p>اور اوپر نہیں رفتار کا پارا بجکو  سراوٹھانی میں ہی اندیشہ فلک کا بجکو  گہر میں مٹی ہوئی زلزلہ کا تماشہ بجکو  اور جو بلوانے میں نقصان ہو سدا بجکو  کچھ تو سکین کا میری کھٹی آیا بجکو  مرتبہ حضرت یوسف کا ندینا بجکو</p>
--	---

### قطع

<p>جسکو ہم آسمان سمجھتے ہیں  جسکو ہندوی چرخ کہتی ہیں  کیون ہوا ققارین جیس  سب پر چہای ہی ہیبت میں  پھر کیونکہ اس قدر چمکے  زہرہ پر کیون ہوا در در  نام جہاں کہا دبیر سپہر  قدیموں کی رسم و راہ کماہ  کرہ آتش کا فصل سر ہاں  پردہ زہریر کو دیکھو</p>	<p>رفت غروشان کو کب ہے  بندہ بندگان کو کب ہے  قاضی شرع دان کو کب ہے  پاس اوسکی سنان کو کب ہے  فرہ استان کو کب ہے  مطرب نغمہ خوان کو کب ہے  حاسد منشیان کو کب ہے  پیام نامہ رسان کو کب ہے  مجموعہ ودان کو کب ہے  بہر گرامکان کو کب ہے</p>
---	--

نفس باغیان کو کب ہے	باد شرق و جنوب غب شمال
کھٹ گوہر نشان کو کب ہے	ابر میناں کو رشک ہی جکا
لامکان آستان کو کب ہے	کرہ خاک و آب کا کیا ذکر
ہر جگہ ذکر شان کو کب ہے	فوق سی تحت تک غرض مالک

### قطعہ لفظ رایش دوستی تعریف فضل سرخ

او کی تعریف میں حج کچھ کہی شایان کہئے	فضل سرخ ہی خوان زمین پر ایک خبر
سرگشت خاستہ خوبان کہئے	لب پان خوردہ معشوق سی نسبت کچے
درشجر فے یا قوت رقم خان کہئے	بے تکلف قد گلزارگ لباسان کہئے
سبز فولا کا نو ساختہ پیکان کہئے	سبز رنگی میں سداوار ہے جو کبھی فرض
خبر تر شدہ خون شہیدان کہئے	سرخ رنگی میں نہ کہئے کہ اسی کیا کہئے
تو اسی لقمہ طوطے سمندان کہئے	سب سہ رخ منقار بیان گر کیجے
سبزہ حلقہ گوش چمنستان کہئے	دیکھ لیجے جو لگتے ہوئی اٹا اسکو
ہاتھ آجائے تو ایک شوخ ستران کہئے	سزگون شاخ میں ہی مثل جیاسندو
اسکو ہم لذت بوس لب جانان کہئے	دانت رکھتی ہیں بہت سپہر فیضان
ہاتھ کو رشک دہ پیچہ مرجان کہئے	رکھئے گرا ہاتھ یہ دو تین اٹھا کر مالک

قطعہ در بیان کثرت اموات کہ بعد زمانہ غدر واقع شدہ اسی بھری روداد

ملک الموت کو نہیں ایک دم	زور بازار موت دیکھ کہ چین
--------------------------	---------------------------

<p>ہنیں کس جامی ہیر مردوں کا ہنیں تل دہرنی کی زمین چٹھ خاک ہسودگان پیشین پر ایک کی قبر میں گئی سواد کیا رنگے یہاں خوش و طوب قافہ قافلہ چلے کیوں گو ہنیں جاتی مگر عدم کو خلق کرہ خاک باد و تشر و آب روئی اپنی کمی پہ جب چارو دید لے انکو کیلئے خلقت سے</p>	<p>ہنیں کس لب پہ نالپئی ہم مردہ کا دفن ہی اگر چہ ہم یہ نئی طرح کا ہوا ہی ستم تنگی جاسی لڑتے ہن باہم کیوں مٹی یہاں ہی صورت آدم کب ہی اتنا وسیع ملک عدم اور ہی نکتہ اسپین ہی ہم فرد خلقت سی ہو گئے تہی کم ہو گیا رحم خالق عالم کچھ عناصر جو مل گئی تہی ہم</p>
تاریخ مختصر	
<p>فراز آمد عظیم الدین رام رگ چو پر سینہ سال مر گشت ازین</p>	<p>دل احباب زین غم شد دو نیم آہ کشیدم آہ ازین عظیم آہ</p>
قطبہ تاریخ وفات زبدۃ العارفین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم	
<p>از مرگ فیسر دین فخری یکسوی بود صدای شیون مانیز گریستم و گفتم</p>	<p>پوشید سید لعنم جہانے از سوی دیگر سد فغانے پوست بحق خدای دہانے</p>

## قطرہ

برس دن میں مرے یہ تین شاعر نہ ہاتھ آئی کوئی تاریخ حلت کہا دل نے کہ داخل ہو گئے سب	کہ جو تھی حضرت دہلی کے ساکن رہی فکر اسکی سالک کو بہت دن ارم میں عارف و تسکین و مومن
---	---

۱۲ ۶۸

## قطعتاریخ وفات مرزا زین العابدین خان عارف

جبکہ زین العابدین خان مر گئے ہم پہ برپا ایک قیامت ہو گئی یوں کہی سالک فی تاریخ وفات	آگے آنکھوں کے اندھیرا کیا اس سپہر فتنہ جو کا کیا گیا روی دہل پر داغ ہجران اچھا گیا
---	--

## قطعتاریخ وفات میر کاظم علی سجادہ نشین حضرت سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ

زہد و فدا رخت ہستی بہت بچیم سال وفات دسروش	قضا گفت افسوس کاظم علی باگفت افسوس کاظم علی
---	--

۱۲ ۶۸

## قطرہ

ان کریم الصفات پاک سرشت "نا بنا کرد سجد عالے سال تعمیر گفتم از تہ دل	ان محمد شکر و نیک نخواست فارغ آمد ز بند فکر و معاد کعبہ ثانی بہت زوہد و
--	---

۱۲ ۶۸

## قطرہ

عجب مسجد نبی اسلام خان کی	پڑی یہ دین کی گویا کہ بنیاد
---------------------------	-----------------------------

عبدت خانہ اسلام آباد	الکبھی تعمیر کی سالک فی تاریخ
----------------------	-------------------------------

قطعہ تاریخ تعمیر مکان نواب غوث محمد خان شوکت جنگ بھادروالی جگہ

تو کہہ کی سان لاسی شاعران دہر	ہوئی تمام جو تعمیر قصر شوکت جنگ
مکان قصر خبان اور سبیل ہی پھر	ادب کی ساتھ یہ میں بھی نذر کی تاریخ

قطعہ

جان داد و خون بگردن او ماندہ صد دین	نبود سیر جان خرین آہ خود کشتے
از بھر سال واقعہ گردن بر زیر تیغ	تاریخ این ملال چگویم کہ خود نهاد

قطعہ

تو نے اسی چرخ کی یہ کیا بسلا	ہی غضب رجت شہ راند
دشمنوں کا ہے گہر نشا آباد	خانہ دوستان ہے عنم خانہ
ہاتف غیب نے کیا ارشاد	بجگو سال وفات کی تھے فکر
ملی بے شبہ اسے خجستہ نهاد	جان لے جبکہ لعل جان عزیز
پاؤں میں پاؤں نے اور باد میں باد	خاک میں خاک اور آگ میں آگ
تو یہ کہہ اوس سے اسی سخن نهاد	گر کہے کو لے کیا ہوئی تاریخ
ایک کے ایک پر بڑھا اعداد	یہ عناصر کئے جوین نے بیان

جتنے جان عزیز کے ہیں عدد

کہودی اور سال مرگ کرا چھپا

قطعہ

حق فی فرزند با سادست یکنوا ہو کنی تہک گئی زبان لوٹ رہا پی کی ساتھ اُمی داد خسک کشت امید بی لکل مین بی ہی لک خوشی سال	میری مخدوم کو کیا عطا مانگتی مانگتی اسی کی دعا یاس دروان کا نقش دستی پہل گلستان از زمین نہ تھا نخل امید فتح جنگ کلبا
--	--

قطعہ تاریخ میلاد فرزند سید محمد حسین تحصیلدار چوہینہ

چون محمد حسین را فرزند گفت سال ولادتش سالک	کردا اکرام خاق اکرم از سر ہوشن زیر عظم
---	---

قطعہ

کیا محمد نعیم خان کو یا فکر کیوں ہی کہ نام تاریخی	حق فی فرزند نیک خوشاک نعمت اللہ خان کہو سالک
--	---

قطعہ تاریخ بنامی سجد نو محمد خان

کشفہ خوشنما ہی سجد سال زاد نو چہ سالک سے	جس سی شرمندہ سجد قصی آپ تو خانہ خدا میں آ
---	--

قطعہ

بر جو مخلق در بازار دیدم	کہ ہر یک بر زبان فوس فی
--------------------------	-------------------------



یکی گفته که پنج جوهری است چنین گفتا که شنبه سالک	بگفتم چیست نام او و چون جواب لال الماس قضا خورد ۱۲۴۹
قطعه تالیم طبع شرح سائر مصنفه مولوی محمد علی حسا بک	
ناشری که فقه و شریعت بود و شریعی جوهر صد گونه فطرت هست و طبعش این فیض تدقیقات او چون ابر باشد نقش عالمی را صیت علم او گرفته و بغسل لعب او سقراط را آموزگار حکمت هست یاده گوشتهاست بادی دعوی فضل خود خوشش رحمت طراری کم نمی گردد و له این کتابی زد و رقم ناپا روی را شد اس نیت این مجموعه را هرگز در دنیا لم نظیر گفته ام این قطعه را سالک بطرز دیگر بنگرا از هر مصرعه اول تو حرف اولین حرف آخر هم ازان گیر و ببن عداو اولین حرفی بگیر از آخرین هر مصرعه و رتوی سحر نشان از عیسوی تاریخ نیز	شاعری که شعر نغز دوست شعر شری سر راز مد علم و هنر از فکر او شد آشکار علم تحقیقات او در ملک مبنی استوار دشمنه تیر نیست بهر عاصدان هرزه کا سیر او بقرطرا در سینه چون دل در کن آمد نه نیست پیشش هر محبین آموزگار تاب گشتارم نماندست و صفاتش بشمار یادگاری هم با نذر حجبان بیدار رحمت حق بر مصنف باد و ماند پایدا ناگنوم شرح مضمونش نیایه اشکار که بود نام مصنف را دل تو خوشه ستار یکهزار و دوصد و شستاد و چهارم نام این مجموعه بی مثل را آسان برار آخر بر مصرعه حسنه بگیر و یاد آر

جان نہ نیم دتن خودارکشی نصبت و چار اکلتم در خویش و در تاریخ ہم ارم بکار ۱۲۰۶ عری ۱۲۰۶	چون حساب آن کنی چون نہ بی المش گر ز دگاہ خدا جلنے عطا کرد مرا
قطع	قطع
جب رکھی خرم علیخان نے بنا سال تعمیر او کا سالک نے لکھا	سجد و چاہ و سرا و باغ کے مستجد و چاہ و سرا و باغ ہے
قطعة تاریخ وفات دختر نیک اختر محمد افضل حسین خان مرحوم کو کتب مخلص	
ہر خطہ دمی شہر فنانست مرا گفت آہ دروغ بر زبانست مرا ۱۲۰۶	سالک ز وفات احمدی بیگم آہ تاریخ وفات او سرودشے اریب
قطع	قطع
پہ می پرسی ز سالک حال این غم شد اندہ دو دختر سال این غم ۱۲۰۶	ز فضل الدخان باید کہ پرسے دو دختر مرد کو کب را بہ یک ماہ
قطع	قطع
شقیقہ داشت سرش را ز شبت ماہ گران کہ سال صحت او را نموده ایم عیان	شقیق من کہ غمین بود از مرض سالک شفا بہ فرق ظهور بخش رسید و گفت ۳۸۱ ۱۲۰۶
قطع	قطع
رہ ندیدہ شتافتہ اشم قصر فردیس یافتہ اشم ۸۱ ۱۲۰۶	آوخ اوخ کہ سوے ملک عدم سالک عنہ وہ رقمزد سال

## قطعه تاریخ تعمیر مسجد جامع سهارپوری

<p>قد احمد که شد مسجد جامع تعمیر قبه بگشود و لاش که چشمش سار توان کرد نشین بنبارش طاق عبد رب عالم مثل فقیه یکتا دیدم سبیل بنابر سربازان لک</p>	<p>یا قبا یقینیه جی من معموری رفت انجا که از دهر کند ستوری لاق نیست که غنقا بکند عصفوری سمی هو فور نو داز مد جمه موری سجد قوت اسلام سهارپوری</p>
--	--

### قطعه

<p>اود و نویسن جهان سی طلبی اوس سی هوئی جوسی شیری تایید نویسن کی تایید سیری</p>	<p>ارکبی گئی جوسید جامع کی پنا دو شیخ عبد رب یقینیه گانه سال بنایه سالک دغشته کها</p>
---	---

### قطعه

<p>چشم کرد و گردش افلاک هر کیه لزام گریبان چاک بنود دیده کونش دغمتناک شدن خان بوتربان<sup>۱۲</sup> خان تر خاک<sup>۱۲</sup></p>	<p>خان ذی شان بنجاک رفت افس هر کیه نا کھابلب دارد بنود دل که مضطرب بنود سال این صدره گفت نام سالک</p>
--	---

### قطعه

<p>سالكين غم هر کسی گریان بود حال او</p>	<p>افسوس یوسف میرزا جان داد و فرخ نگر</p>
--	---

چون نقش او از بر دفن آمد و اینجا گفته شد تا بوقت یوسف میزرا آمد و بیست و نه سال او

قطع

زهی دبیر سخن فهم خواجبه درالین  
که میکند به بزرگی دبیر چرخ ادب  
ز فکر تر عبه این کتاب فارغ شد  
نمود از من شصت سال طبع طلب  
ز ماه و سال نشان دادم چنین گفتم  
هزار و دصد و شتا دو و دو ماه رجب

قطع

اسد الله خان بهادر را  
داده صحت گوزن خباب  
رسمی کرد بخت و قبالتش  
مهریانی نمود بر عاشش  
میسوی گفتم از سر عشرت  
غمت هفت بار چشاش

قطع

به بین این قصر عالی را که با کیوان بود سر  
نشسته تاریخ تعمیرش زیر عقل خود سالک  
فضای صحن و سبک من اورا خبان گفتم  
مکان نو بنائی میر عبد الله خان گفتم

قطع

مردن دوست ناگهان سالک  
نفرشی خورد پا و افتاده  
فاطم را بصدمه کرد و زین  
میر افضل حسین بروی زمین

قطعه تاریخ وفات نواب امین الدین خان بهادر در یونس مارو

۱۱۰۹

امین الدین احمد خان بهادر  
ز دنیا رفت و شد فرمود من مکن

سروش از بهر تاریخ و قاش	نوشته نام والایش <sup>۱۲۸۳</sup> مدفن
قطع	
والی اور شهنشه مرتبت مهر تر نور کو دیکھی کوئی خلعت مندفنی کا چین حاسد و نکو اس قدر ہی رنج و غم اس بیا یون چین کا سالک <sup>۱۲۸۳</sup> سال	آپ پر اقبال و دولت ہو آستان پر آپ کی ہی جہا خشن جمشیدی سی ہی کچھ پیر ختر مک دلمین رینگا جان گرا خلعت مسعود لکھا ہی بجا <sup>۱۲۸۳</sup>
قطع	
یافت فرخ پیری کو کب فرخنده زار ز آتش محبہ دلہاے حدودان امروز سال این فردہ بگفتم ز سر سوز و سوز	نخت خوش طالع مسعود مبارک باشد بزم راسو ختن عود مبارک باشد جلوہ شاد و مقصود مبارک باشد <sup>۱۲۸۳</sup>
قطعه تاریخ تولد فرزند نواب ضیاء علی	
چنان یافت فرزند فرزند عاقل بہ عمر خضر جاودان زندہ ماند ظہورش بود حرمی زاد سالش	کہ از دیدن او جهان بہت خورسند بہ نخت سکندر بود مرتبت مند بجا گفت سالک کہ فرخندہ <sup>۱۲۸۳</sup> فرزند
قطع	
چون ہنر مند خواجہ بدرالدین	کہ بود شیخ دودمان خیال

فارس را لباس اردو داد	بهترین پستان خیال
داد در مطبع رضا فاش	کرد در جسم طبع خیال
بی سرخه سال او سالک	گفت مطبع بوستان خیال

قطعه

جهان سی و نه گانه افسوس	حقیقت دان حق جوئی دل
تو اوس برادر کی سالک	کسی سید نظام الدین

قطعه

اسد الله خان بجهاد ک	بهر گویا کیون حیات کاس
اس صغیفی و ناتوانی من	کیون عدم کی طرف کیاسی
حیف ای آسمان ناهنجار	وای ای روزگار کیون
های ده تاجدار ملک	های ده استاد اهل شهر
او سکی غم من بر ای تمام	پیر نه کیونکر سیاه بود
گم دهان ره معانی ک	آج دنیا سی گم بود
پانور کنسا بسنها لک	اب طریق سخن هی بی
کسکو اهل زمانه جا من	بهترین زمانه سی بخت
او سکی اوصاف کیا رقم	میری جد بیان سی
فکر او سکی گئی بی که	طایر سدره کار سی

او نکی اندیشه کی بلندی سی	قصر منی ہی آسمان منظر
نشر ویکھو آرمعدن منے	نظم دیکھو تو شرک عقد گھر
او نکی اجمال سی عیان توضیح	او نکی انداز میں ادا مضمر
ہامی وہ لطف یاد آتی مین	جبین ہوتی کل و شستر
مجلو سودا نہیں کہ اس غم نین	درو دیوار سی پھوڑون سر
کو رہو جامی بس ابھی باب	گر نہ دریا ہامی دیدہ تر
ہون نہ اس غم سی جلی سوز	سیر سی سیند میں ہی ان جگہ
بجہ سی کیا پوچھی سوال و فقا	ہوش کب بین بجالہ ہون مضط
دیکھ لو رنج حسرت دوری	دل نویا پر نجوم آور <sup>۱۲۸۰</sup>

### قطعہ مضام

غم مرگ دیر الملک عام ست	پہر ابواب غم در دہر کشاد
ریا صین سخن پر مردہ گشتند	خیابان معانی رفت برباد
ز دل پرسیدم ارسال و فقا	بر سالک داع <sup>۱۲۸۰</sup> نجم الدولہ
نظر کردم سر سر مصرغے را	بنای عیسوی تاریخ <sup>۱۲۸۰</sup> فقا

### قطعہ

صد مرگ حضرت غائب	سبب پنج خاص عام ہوا
اولاوی سال میں چپی یہ کتاب	طبع کا اسکے انصرام ہوا
خوب ہی سال طبع سال و فقا	آج اونکا سخن تمام ہوا <sup>۱۲۸۰</sup>

## قطعه تاریخ وفات فرزند سید محمد عالم تخلص

قہر کیا کر دیا یہ چچک نے مرگ فسر ز ند حضرت عالم سرفوس سی لکھے تاریخ	آفت اطفال کی بیشک ہے صد نہ جانم زای ہر یک ہے دل یہ صد حیف و غم چچک ہے
---	---

### قطعه تاریخ وفات جناب مولوی محمد صدیق خان جرم

صد رآی دین مفتی شہر سبے اوکی وفات کو نکر سان سن اقصا کا سالک نے	کہ جسی لاکھ نے یگانہ کہا رنج و اندوہ کا فسانہ کہا مر گیا فاضل زمانہ کہا
---	---

### قطعه

ان صد دین فخر جهان متنی مان صد رنج و غم بجان غمزان قریبا سالک سال مرگ شہرین عمر	ہمت برہ نور دی ملک بخت صد رنج و غم بجان غمزان قریبا مرگ سال مرگ شہرین عمر
---	---

### قطعه تاریخ انتقال فرزند محمد تفصل حسین خان کوکب

غم مرگ سپر دادی کوکب ثمر خوردن ملا و از باریستی گلی نارسہ از شاخ و طرائق شب تابست روز او تو کوئی	بکرم دی جرم ای گردون بجاش بجاک آور و از پانوں خاش مہی طالع گشت و شد زوا نہان گشت از نظر مہر جاش
---	--



<p>خراش چیت زینم بخیر بود چو خواب مرگ آن بی شیر را بد چو سپهری ز سالک سال اینم مگر از غیب می آید صد آئے</p>	<p>تنگتفه رونوده تهاش مبارکباد بر کوثر لالش که جمیت نباشد و خاش بر در فضل حلیت ساش</p>
<p>قطعه</p>	
<p>صد شکر شد فراهم این گنج فضل و دانش آریخ اختامش گفت آئین سر و شش</p>	<p>در دریافت گویا گنج مسا و حجاب تکذیب قول بجا در دل نضاب و حجاب</p>
<p>قطعه تاریخ بقدرت جتن بند نشینی معارف و راجه شود ان سنگ بهادر والی الور</p>	
<p>دو سلیمان تربت شود ان سنگه قاری غیب سیلانی بی یون هر کام مین از کوثر آج ده حق فی دکامایا ہی خوشی کا دن آون کس قدر ہے خرمی افزا گلستان مراد نورالکین ہو گئی شمع شبستان جلال یعنی سر زنده سعادتمند نے پایا ظہور خضر فی اگر حیات جاودانی نذر کی طالب انعام رقاص فلک ہی بعد قص نغمہ سنج تہنیت اہل زمین کو کہہ کر</p>	<p>حاتم دوران اگر او کو کہوں تو ہی بجا ماہ کو خورشید سی جطاج حاصل برضیا عمر جگر جھرشید نے انکھونی جو دیکھا ہوتا کقد رشیرین نمر لایا بخت مال معا بزم زمکین بنگیا ہر گوشہ دولت سرا دی مبارک باد کی بخت ہمایون فی صدا پیشکش لایا سکندر طالع و بخت سا مشتی فی دی سعادت ماہ بولام جبا عالم بالاسی قدسی کہہ رہی ہن جبا</p>

<p>ہو رہی اس خوشی میں زرفشانی اسقدر میں فی چاہا سمت و تاریخ ہجری ہو رقم ہی مبارک بزم جشن فرخی سرکار کو دیکھ بزم و جشن عشرت خیر کے آغاز کو سنسکے تاریخین کیا میں فی ادا کا پاس تار میں دنیا میں عیش و عشرت و لطف و عیش و عشرت سی رہیں اجاب نکلی کام</p>	<p>نگینی میں سائون کی جویاں کجی طلا دیکھ کر حیران سر دشن غیب نے مجھ ہی کہا سمت اسکا یہ ہی اب بحر کا دون بجو پتا فیض و لطف و کبرنت کی پر نظر کرتا ہاتھ اوٹھای اپنے آقا کی لہجی بھر عا تار میں گیتی میں درد و کلفت رنج و بلا درد و کلفت میں رہیں بد خواہ اونکی مبتلا</p>
--	--

قبلاہ تاریخ وفات نواب امین الدخاں المعروف شہنشاہی مہوجا

<p>رفت بجلد برین نایب البر درینغ بر لب ہر کس بود شیون ماتم فترا ہاں سرا سودگی نیست مرا اندکے حرف فقط وار میں گفتہ سعدی مگر</p>	<p>۰ بر دل اہل حجابان باعث افسردگیست ساکل افسردہ نیز در غم او خون گیسیت ای دل ننگین سپر سال فاش کھیت زندہ جاوید گشت پر کہ نکو نام ہریت</p>
--	--

قطع

<p>میرزا حاجز دنیا رفت آہ جسم از پیر خرد سال وفات</p>	<p>دوستان را داد اندوہ و سلال گفت داغ میرزا حاجی ست سال</p>
---	---

قطع

<p>خواجہ بدرالدین والا مرتبت</p>	<p>دلکش و مرغوب ہی یہ ترجمہ</p>
----------------------------------	---------------------------------

مین نے سالک سے جو چہا سال طبع	وہ یہ بولا خوب ہے میرے ترجمہ
-------------------------------	------------------------------

تاریخ وفات مرزا شہاب الدین احمد خان ثاقب تخلص فرزند ارجمند

نواب ضیاء الدین احمد خان بہادر
--------------------------------

از صد مہرگشاں و الاہامہ	بر سوت صدای ناہای مانگاہ
-------------------------	--------------------------

تاریخ وفات او چند سالک گفت	روز ششم مہ محرم صید آہ
----------------------------	------------------------

### قطوعہ تاریخ سیر شدن شاہ فرانس بختک بزن

افت ہی ایک بلای ہی زمانہ کا انقلاب	جسکی نظر میں رنگ کچھ اسکا سما گیا
وہ ایک جانتا ہے قباد و کلیم کو	نظرون سی اقیانوس سیر و گدا گیا
دیکھو سوائے نام کی اب کچھ تائین	قیصر جہ قصروقت میں اپنے بنا گیا
مقدور ہو تو ارج سلیمان سی پچھتے	ہمراہ تیرے خبر عمل نیک کیا گیا
پابند حبس کے حکم سی ہی فوج بقباس	یون بخت و ازگون اوسی دم میں پڑ گیا
وہ شمت فرانس وہ بقال جکا ذکر	کس جامی دہر میں گینا جابجا گیا
عبرت کا ہی مقام کہ وہ شاہ ذمی قا	ہو کر سیر نام کو اپنے مٹ گیا
ازبکہ ہی یہ واقعہ اس سال میں عجیب	تاریخ او کی سالک غمگین سنا گیا
شاہ فرانس کو سر پیرس نہیں ہی اب	جنگ پروشیا میں گرفتار گیا

## قطعه

قدرت البیگجان بگذشت <sup>۲۵۱</sup>	سزای بیدار دینار <sup>۲۲۹</sup>
ساک و اوراجنت الماوا	داده حق در مقام اعلاجا <sup>۲۸۳</sup>
قطعه تاریخ طبع قرآن مجید که به انداز قطع طبع تعویذ طبع شده <sup>۱۲۸۴</sup>	
طبع شد قرآن بصیح تمام	اینهم از عجاز قرآن یافتم
می فرایید ویدنش نور بصیر	دیدم و بر دیده حسان یافتم
حرز بایگفت سر نقطه اش	سال او تعویذ قرآن یافتم

قطعه تاریخ بنای مسجد نواب محمد ابراهیم خان<sup>۱۲۸۵</sup>

آن سخی خلیل و نیک نهاد	آن نظر کرده خدای کریم
مسجدی طسح کرد و قنبر	اجر برداشت و ثواب عظیم
گفت تاریخ بن بنا ساک	با دهنم مقام ابراهیم <sup>۱۲۸۴</sup>

## قطعه

هنراری لال باغی کرد بنیاد	سزای دست باجنت شمش
سروش غیبت از من که ساک	بگو باغ هنراری لال شمش

## قطعه

یون تو سارا باغ بی خست نظیر	حوض سین هی نهایت خوشما
دیگر ساک فی نو تعمیر	تا فی کوثر لکها سال بنا <sup>۱۲۸۴</sup>

قطع

زر شمع کلاک نادور نقش نادر  
برائے سال تالیف از سرفہم  
تراوید و سپر گشت کا مش  
نہادہ نادور الاذکار نامش ۱۲۸۸

قطع تاریخ عقد مولوی محمد عبد الرحیم خان بیدل

ہوئی تقریب جشن عقد بیدل  
کہ لکھہ تو بہی تہ دل سے تاریخ  
سر و شغیبہ مجھ کو صدای  
مبارک کہ خدائی کی ہوشادی ۱۲۸۸

قطع

بیدل نیک خو کی شادی کا  
اوسکی تاریخ پامی سالک نے  
آج دنیا میں شور ہے جید  
بعد فکر زمانہ ممت  
۵۸۹  
سرالفت سی اتفاق اب  
۱۲۸۸  
۵۶۲ ۳۲۶  
رکھیں یارب عروس اور نونشا

قطع

نشی ہمیشہ کاشی ناتہ نے  
کیون نہو اخلاق کاشی ہکانام  
ترجمہ لکھا ہے کیا ہمیشاں  
یہ ہی ایک حسن طبعیت ہے ال  
عام کو اب ہی سمجھنا کیا محال  
تاکہ ہر کام کا اچھا مال  
نشی ہمیشہ کاشی ناتہ نے  
کیون نہو اخلاق کاشی ہکانام  
کیا شامی ہن سر اسر دقتین  
غور سی دیکھیں اسی اہل جہاں

عیسی تاریخ جبکے ہے  
نسخہ اخلاق کاشی میں ہی سال  
۶۹

قطعہ تاریخ کہ خدائی حکیم عبدالجبار مجید واصل خان فرنی زندان حکیم غلام محمد خان صاحب

خان عبد المجید و واصل خان کہ خدا ہو گئے یہ دونو جب ہاتھ غیب نے کہا سا لک کہدی یوں غایت خوشی سی سال	دونو محمد خان کی ہن منہ زند سنکے سار اجہان ہوا خورسند کیون ہے فکر و تلاش کا پابند کہ خدا سے دوسا دتمند
---	---

قطعہ

وہ فرخندہ خان عبد المجید کیا او کسی شادی کی تقریب بنے کہا اس خوشی کا یہ سا لک فی سال	جین جبکی مطلع ہے اقبال کا زمانہ کا ہر گوشہ عشرت سرا ملی زہرہ و مشتری ایک جا
--	---

قطعہ تاریخ کہ خدائی میرزا احمد سعید خان خلف نواب فیض الدین محمد خان

بھادر نیر خشان

نیر خشان وہ گردن قہدار منظر خلاق و کرم لکھتا ہوں میں اوسکو بحر طوفان کہتا ہے بجا اپ ہی کچھ دل میں ہو کر مفصل پوچتے ہیں مجھے کیا اہل جان اوسکے منہ زند سوا دتمند	جسکو محضہ پر ضیا کہتا ہوں میں مصدر جود و سخا کہتا ہوں میں پہر یہ کہتا ہوں کہ کیا کہتا ہوں میں لاکھ دریا سے سوا کہتا ہوں میں مژدہ رحمت فرا کہتا ہوں میں کہ خدا حق فی کیا کہتا ہوں میں
--	---

<p>حشمت بخت نمت کتاہون میں ای فلک تجکو برا کتاہون میں دل شریک بزم تھا کتاہون میں عشرت شادی بجا کتاہون میں</p>	<p>انعداد بزم عشرت خیر کو دور ہنسکا اوس سی تو فی کیون مجھ کیا ہوا اکٹھون سی گرد و گیت اینین بسکہ اس شادی کی عشرت عام ہی</p>
<p>قطعہ تاریخ مکتب نشینی فرزند میرا بریم علیخان فدا خاں میرا کبر علیخان معقول کہ دیکھا ہی جی رونق دہ بزم صفائیں یہ جلسہ جشن خسرو سی ہی کچھ پایا سلو میں نے کہ جسکی شرم سی خود دھرو مانا سھائیں نے مبارک مجاہد مکتب نشینی ہو کہا میں نے</p>	<p>فدا و شمع افروز شبستان مودت ہی یہ فرزند سعادت مند کی اوسکی ہے اسم اللہ اسی محفل کا ایک ایفے دہ خوشیہ ناماں ہمایون سال اس تقریب سا ملک فی جو کو</p>
<p>ہوا ہے خاطر سا ملک کو خرمی افزا نہال تازہ گشت امید ہے یکھیا</p>	<p>خدا نے حضرت سیاح کو دیا فرزند سنایا شروہ جان بخش جب تو اسکا سال</p>
<p>انسان میں بے بدل ہیں فن سخن میں کیا معلق نہیں عبارت معنی کا رنگ اچھا ساری محارون کو اچھی طرح سے برتا تاریخ عیسوی کو پر خسرو سی پوچھا</p>	<p>گلزاری ناتھ سا ملک یرینہ دوست میرے اخلاق محسنی کا کیا ترجمہ کیا ہے پاکیزہ مہملا حین ہر ایک محل کہیں اگر سنو ردن سی سن سکے سال میں نے</p>

اوسنی دیا یہ مصرعہ بکجوز و زنجی شمس  
کیا ترجمہ ہی نادرا حشلاق محسنی کا

### قطعة تاریخ ولادت و فرزند مولوی محمد عبدالرحیم خان بیدل

عالم کیا ہی فصل گل نے	ہی سلخ زمین بجا از زمین
گر روش آفتاب گل ہے	چشم ناز جن سے ہی لیرین
لالہ سی ہن کوہ کوہ لیریز	پولی ہن چین چین رہن
غش زلف بتان سی لک لک کو	ہی بکہ دماغ عطر الکین
کینز مکر نہویہ خوشی جہان میں	کینز مکر نہویہ باغ دھس رنگین
پایا ہی میری شقیق فی آج	فرزند خلف سعادت اکین
کہتا ہوں دسال عیوٹی	ہر لب پہ جو جس سی شور چین
بیدل کو دیا خدا فی سالک	فرزند زینت نہ خستین

### رباعی تباریح کہ خدای منشی محمد کرم اللہ خان شیدا

سالک پی تسکین دل خانہ خراب	بشتاب بزم عقد شیدا بشتاب
پرسند چاہل بزم سال این جشن	بنویس قدان آفتاب و مہتاب

### قطعة تاریخ تولد و فرزند ارجمند آغا سید علی طوبی تخلص شتری

پس کش حضرت سید علی است	زادہ فکرم کہ طرب ز ابود
آگاہ بود دیدہ ادق نگہ	آگاہ دلش معرفت آرا بود
ابر گہ بار بود کلک او	رشتہ او گو ہر کمیت بود



<p>در دل احباب تمنا بود مرتبه برتر ز ثریا بود حلم در اندوزد و دانا بود خرم کلشن طوسیه بود</p>	<p>پور گرامی گهرش داده اند عمر درازی کشدش چو خضر علم پیامزد و حاصل شود مصحح تاریخ ظهورش همین</p>	
<p>رشد قلم خیال گوئی از ترجمه خیال جوئی</p>	<p>این قصه پاری زبان را در ریخته اش بین و مانج</p>	
<p>دلش مجروح گشت و سینه اش بدل شد با طرب هر مارنج و آزار غم دنیا و شادمانی توام انگار</p>	<p>مبین خسته جان را خستیدی مرد شهادتش پس از یک روز فرزند ز سال صیوی سالک چه پرسی</p>	
<p>مثنوی در تاریخ اقبال فخر نواب میرزا و علیخان شهاب خجاک صدالعلم علاقه متفرقات سرکار عالی محتمل صنعت توشیح که از صدر و ابتداء شعر عبارات محصوره خطوط وحدانی بر فی آید (شبهه پنجم جادی لالولی مکنزار و دو صد و نود و بجزری)</p>		
<p>همی نمکد کیای تونی بگر نالی کرنی پری سبب ناچار هموش کبوی جو ایک عالم کی</p>	<p>ستم ای روزگار کین پرور شکوئی تیری بجز یی من با دهم و جامین ییری</p>	

پاتا ہی جی نعل میں تو  
 جو نظر آئی ہمد عشرت میں  
 جو ہی نالان ہی تیر جو روئے  
 آج جو سبزین چمن میں نال  
 یاد کرتے پرانی قصہ مسم  
 لے یہ صدمہ نیا دیا تو نی  
 واجب ای کینہ جو تہا بکھو  
 یہ ادا دیکھ اور صدر مہام  
 کس جگر گوشہ کو کیا تہ ناک  
 زحمت مرگ اور وہ کم سن  
 راہ نادیدہ اور راہ عدم  
 دست پر درخشاں عشرت کا  
 صفر سن اور یہ سفر افسوس  
 وہ قمر جو ابھی افق میں تھا  
 وہ نہال ریاض جاہ و جلال  
 ہا ہی تاریخ کیا کہوں ساک  
 راترن میں ہوں اور نام دیکھ

نیندا آتی ہی موت کی اوسکو  
 ہمد سی لیکے پینکے تربین  
 میں تو میں پوچھا اسکو اور روئے  
 دیکھتی ہیں نعل او کو ہم پامال  
 ابکی افسانی کچھ جو ہوتی کم  
 اور فتنہ بپا کیا تو نے  
 لازم اسی فتنہ خوتہا بکھو  
 یہ جفا دیکھ اور صدر مہام  
 ہا ہی کسا جگر کیا ہی چاک  
 آہ تہی ہمد امن عیش کی کو  
 داہ تنہا روی کی اوسپہ الم  
 داد تہی جھناک میں یوں جا  
 دور تہی راہ در بہر افسوس  
 ناگہان پردہ زمین میں چھا  
 دیکھتی دیکھتی ہوا پامال  
 جی پر صدمہ ہی کیا کہوں ساک  
 یہ سر سر پنچہ و صد تہ تخم دیکھ

<p>اب نہیں گو کہ طاقت گفتار لیکن انہار مدعا ہے ضرور کہ یہ اشعار آئے جوں پر صدر اشعار وابتدا و نو حرف حرف انکا جمع کیجا ہو یوم و تاریخ و ماہ و سال اوس آشکارا ہوا اور نہاں ہو کیون یہ سہودہ میں فی کی گفتار جام گمنی نہا ہے دل اوسکا سیری دل میں جہر ز سرخمر ہی یارب اس پنج و خم کا دی بلا تا قیامت رہی وہ پاک گہر</p>	<p>رگنی بات سی لب انہار کیا کروں اس بیان میں بون محو طرز تو شیخ انین ہی مضمر کہو لد تے ہن مدعا دو نو فقہ نثر تاکہ سپہ راہو راز و ناں بختہ چین پہ لفظی و معنوی عیان ہو خود ہی ممدوح واقف اسرار آئینہ نگیا ہے دل اوسکا جانا ہوں وہاں زبان پر ہی کوئی وز مذکر نہ سینہ عطا ناز پرور و لطف و محراب</p>
<p>قطعہ تاریخ وفات محمد عثمان خان خان گردون مرتبت عثمان خان کس طرح محصور ہوں اوسکے صفات یہ صفت کافی ہی اوسکے واسطے کزک بیداد کی اسے چرخ تین</p>	<p>جسکی عظمت کا ہی گردون خود گواہ لکھ نہیں سکتا کوئی بی اشتباہ تھا وزیر راہپور اور نیک خواہ اور ڈبوی اوسکے خون میں واہ واہ</p>

ہو سکا اختر نہ جانہ زخم سے	لی ساری دہری جنت کی راہ
کیون نہ آنکھوں سی بھی دریائے خون	کیون نہ نظروں میں رہی عالم سیاہ
سال مجھ سی اس غم جانکاہ کا	پوچھا کیا ہے کہوں کیا تجھے آہ
لکھ رہا ہی میں نے سالک قلب پر	دیکھ لے قتل قتیل یگین

### قطع

کیا کروں لطف علی خان کی ثنا	شکر سے اوکی میں سب طلب اہل
لطف اوکا دہریں ساری ہی یوں	جس طرح انسان کی تن میں روان
بارجنت سے دو تاجی کیوں فلک	سن یا کیا او کے رفت کا بیان
اوسکی صحت نے کیا تقسیم آج	رنج حساد اور عیش دوستان
اس نوید روح افزا کے لئے	دہونہت تھا سال پر پرچون
میں نی بھی سنکی یہ سالک سی کہا	مژدہ گوی تندرستی ہی صبان

تاریخ ولادت یادگار صغر مولوی محمد عنایت الرحمن صاحب محمد صدیق المہتمم  
متفرقات علاقہ تعلیمات سرکار علی

شکر احسان حق کہ این مولود	یافت خان عنایت رحمن
عارفی کاملی خدا دانے	نکران عنایت رحمن

سر و پالش بدیدہ سال گفت

پہشتان عنایت رحمن

# تاریخ وفات محمدتفضل حسین خان کوب

ای دیغا کوب فرخنده خو	آفتاب آسمان جاه و
گلشن اوصاف را تازه نهال	قلزم اخلاق را یکتا گهر
خوی اوصافه ایدر حجب داشت	روی او در جلوه صد نور سحر
داد عیش و کامرانی داد است	زینجان سوی بقا زخمت سفر
در غمش ملک گیر بیان چنان شد	رنجیت صد عثمان خون از چشم تر
از لبش برداشت مهر خاموش	شورش فریاد محسوسم اثر
جستجو کرد و بدست آورد و دست	سونس الماس بر زخم جگر
گفتمش سال فاش گفست	چون نویسم پای این کلمه بسر

## قطعه

چون تفضل حسین خان افسوس	دهر ناپا سدر را بگذشت
آغا مرزا که نام تاریخی	بهر سال ظهور خود میداشت
هم سال وفات او آن را	کلیک سایلک سر فرزانگان

## قطعه

گفتم ای چرخ مرگ کوب	تو رو داشتی ستم کردی
---------------------	----------------------

گفت سالتش بگو مگر بیان باش

گفتم از وی که سبقت بید روی

# قطعه

از غم این درگ شد سیر در گریب با غم فرو آه آن فسخ صفا آه آن فسخ خنده	کو کب روشن روان را چون فرا زاندا آه آن والا نهاد و آه آن نیکو نژاد
آسمان مانند خود وارون نمود و راه سبوع هر چه در کف داشت گوشتی شش گفت	پرنشده جام تنایش در صهای نشاط از سر و سوزش من با هم سال وفات

## قطعه

طاعتی یافته قصر فردوس منتهی یافته قصر فردوس	زین جهان رفت و بجای شد سالک حق اربود که گفتسم تا مرغ نثر
--	---

### تاریخ وفات میر حیدر حسین خان عرف میر نواب

میر نواب بن جهان امی دای یا دایده هر زمان امی دای مرگ حیدر حسین خان امی دای	رخت هستی کشید بسوی بقا بود حیدر حسین خان نیش گفت سال وفات او سالک
---	---

### تاریخ وفات مرزا یوسف علیخان غیر نر

که غایب است ز خوبی نظم ادلاش کسی نیافت چنین دفتر زاش کشید از وطن آخر بسوی بهر پالش	کلمه مرتبه یوسف علی غیر نر چه نظم حادثی تمام نظم بایگفت معیل بود و عیر المعاش تا تقدیر
--	--

<p>همیشه کام دل بخار و انهورافوس بفکر سال می بوده ام که سالک گنت</p>	<p>که دست مرگ رساست بدین حالش غریبم معرخی بگو سالش</p>
<p>تاریخ تعمیر چاه نبی کرده خواجہ فرحت اللہ خان</p>	
<p>بناده فرحت اللہ خان بنا دل ازین جت و دل بگفتم</p>	<p>که از کوثر بود آب زلالش چہ شیرین ثانی خواجہ سالش</p>
<p>قطع</p>	
<p>چون نیاز احمد مجتہد صفات گفت سال بنای ادسا</p>	<p>مسجدی را بناده نو بنیاد مسجد دلکش حاجی میر آباد</p>
<p>رباعی در تاریخ خطاب ولادت مرزند صد المہام علاقه متفرقات سرکار عالی</p>	
<p>سعدی فی سیرے پایہ اعلا پایا کہل جای جو تاریخ لکھوں میں سہ برتر</p>	<p>ای دل یہ نوچہ مجہد سی کی کیا پایا آقاسی خطاب حق سے بشا پایا</p>
<p>قطعة تاریخ وفات نواب عبدالرسول خان</p>	
<p>مرگ عبدالرسول خان افسوس تعلف خویشی کہ قیامت خود ز عالم گزشتہ عالم را خاتمہ سالک سر سیمہ رفت عبدالرسول خان بہ ارم</p>	<p>داغ برینہ فگار گذشت ناشیکبار و بقیرا گذشت بادل و جان سو گوار گذشت نقش تاریخ یادگار گذشت سو نیای بیدار گذشت</p>

قطعه تاریخ ولادت فرزند مولوی محمد زکی الدین خان صاحب

پس یافت ندرق جانب کی	جانش کند زهره را مشری
فلک شگون سعادوت بُد	که بدست سانش در نیک تهری

قطعه تاریخ وفات مولوی بدست اندک صاحب الیسری

آن فقیه زمان بحق پیوست	یَسَّح دانست دهر او پیش
گفت با سالک سیه سیم	سال حلت سه و شش پاک شست
بادی دین <sup>۹۱</sup> در است <sup>۹۲</sup> الدرا	حق عطا کرده است جای <sup>۹۳</sup> ارشت

تاریخ وفات حکیم غلام مرتضی خان صاحب مخمور

مرتضی خان حکیم حادثی مصر	کش نبودست در زمانه سهم
آن ایجاد مے که ناز کند	به فلاطون اگر دتعلیم
آن خواجه که آن یگانہ دهر	کرد امر و زبان تنی تسلیم
ایچه آفت پدید کرد فلک	ایچه عشم داد روزگار لیم
چه عجب کربا تمش برسد	شوا اهل جهان بر شش غلیم
لب لگارت و ناله با تمسیت	خشم خونبار و دل بسینه دویم
گفتم از سالک آن حکیم دین	گفت سانش بگو در حین حکیم

قطعه

مرتضی خان شاد زین دارقا	سال این واقعه جوی تو اگر
-------------------------	--------------------------



بیر فاقہ سالک بگز ۱۲۹۲	مرقد حادق ہند ست برین	
	قطعہ	
فزون ز زیر عظم صنیا مبارکباد بہ نظم نجی سالک شناسا کرکے با نشاط ہمہ ہعیہ لفعی مبارکباد ۱۲۹۳		شہاب جنگ بھاد کہ طالع کورا سرور و عشرت جاوید بادش از رانے بسال تہنیت عید شد رقم کہ دمام
	قطعہ	
ایک کاغذ پر سبکی ہستی شال نقش شاگرد شہ لکھا سال ۹۲		نو کروں کی کہچی ہے کیا تصویر خامہ نقش بند سالک نے
قطعہ تاریخ وفات خواجہ کرامت اللہ پانی پتی کرامت تخلص		
بہ ہر سو صد فغان شد آہ امروز ہتی زین خاک کہ ان شد آہ امروز دمی برین گران شد آہ امروز بہر پر و جوان شد آہ امروز کرامت از جہان شد آہ امروز		گزشت از دوا دنیا خواجہ آہ مگر از صوفی صافی نہ آہ دم وقت و دواعی شیخ عمر ز مرگش صد تہ صد مرگ گوی بسالک گفتم بن سال و نقاش
قطعہ انشائی مصنف مولوی محمد زین العابدین عرف سلطان سیان		
کتابیکہ رنگین ہو و چون نگارے ہمگفت انشائی معنی نارے ۱۲۹۴		چہ سلطان تسلیم معنی نبشتہ ز سالک شنیدیم تاریخ طبعش

قطعه تاریخ وفات مرزا باقر علیخان کامل خلف زین العابدین خان عارف  
فرزند نسبتی نواب ضیاء الدین احمد خان بھبادر نیر خشان

یادگار عارف مرحوم تھا	کسکو مارا تو فی دوران حیف تھے
کیون دکھایا تو فی او سکوروڑ	جس بٹی شین تہی شہستان حیف تھے
اوسکی دستوں کی فل میں گئی	دیکھ کدھی کسی ارمان حیف تھے
حسن او کا ماہ کامل سی چو	چپ گیا وہ ہر خشان حیف تھے
یہ ہی فوج ہی یہی تاریخ سن	نوجوان باقر علیخان حیف تھے

قطعه تاریخ تولد فرزند سید حبیب شاہ برادر خرد فیض شاہ حبیب

یا تہ چون حبیب شاہ پسر	شمع اقبال و جاہ میدا نم
سایہ گستر بفرق او سا لک	شان فضل اللہ میدا نم
از بطور شش چنان نمود شد	شام خود را چکا میدا نم
ماند این فخر دودہ آدم	در جہان دیر گاہ میدا نم
سال میلاد و نام نامے او	ذکر اللہ شاہ میدا نم

تاریخ وفات مرزا شہزاد علی بیگ رضوان برادر خرد در شہم

روز یکہ برادر از جہان رفت	تقدیم کہ دای دای رضوان
---------------------------	------------------------

از عالم ہمیار بگزشت	۲۹۸
گردید بخلد جاے رضوان	۱۵۴
۱۲	۱۲

قطعه تاریخ وفات فرزند دلنیز حافظ محمد علی الغفور سجدتہ مخلص

روشن روشن تجلے کی انہیں پہلا پھلا وہ اسکا گلستان انسا کیون اسکو تو فی ریخ وفات پس دیا کشتی نہ ڈوب جای تیری دیکھ ہوشیار لب پر ہی نالہ ہای جبا سوز کا جوم کیا جانی تو نہ دوست ترانی کوئی عزیز تاریخ اس وفات کی ہے داغ ناگزیر	کیون چرخ تو نے تیرہ کیا روزگار کو بدلائل خان سی کئے اسکی بہار کو مایوس یوں بھی کرتی ہیں اسیدوار کو اب روک اس کے دیدہ خوابہ بار کو پاتے ہیں لامکان سی پری ہم شرار کو سالمک سی پوچھ ریخ دل سوگوار کو اے پسند کیوں نہ دل دھندلار کو
--	--

ایضاً

ان پایہ فزای خود و عقل و تجلے اذکر لک غم چون جگر و دل ہمہ نیست	کز مرگ پس زندگی اوشدہ مشکل تاریخ یوحید ز لخت جگر و دل
---	--

ایضاً

صدتہ حضرت سجدتہ بین چون بناسد کہ اندرین تاریخ	دل دو نیم است و دیدہ ناسک لاش فرزند کردہ درتہ ناسک
--	---

قطعه

آن حکیم یگانہ و دوان این شرف نامہ تمام نمود	آن بن سنج سعید علی مثال گشت مسعود ہر درہ مثال
--	--

<p>فکر تاریخ و شهنش مسا لک نیک بینی اگر قباب چاچ</p>	<p>گفت با من دل فخر خصال نست لعت احمد آید سال</p>
<p>قطعه تاریخ شهنوی صفدر حسین خان از اولاد شمس سلطان شمسید که بطور شهنوی شاهی شری</p>	
<p>ای کس می نویسی فو فی ریاض ضیائین صفدر کو کوی مگر کتب پر اد کے معنی تصدیق مگر سال او سکا زوی شہادت</p>	<p>خزان کو نہیں جہن کچھ فضل صلا معانی ترکیب پر دسی شیدا بہار گلستان بخش کلبا</p>
<p>قطعه تاریخ طبع قصہ طلسم حیرت مصنفہ غلام رسول فوق تخلص کہ حسب فرمایش نواب اقبال الدولہ بھادر خجارسن بر فرقتہ</p>	
<p>کرون کیا صبح او کی ہی بیویش فز اداچی معانی خوب آہنگ رسا چا کہا ہی کس امیر نامور کی حکم عالی تہوں گربادشاہ وقت سنکر نام کو او لکھوں تاریخ کیا او کی کہ یہ قصین لک</p>	<p>کہ جنگا دیکھا ہی سر سر چشم تنہا عبارت میں روانی وہ کہ نصیل چہ شیدا کہ اقبال سکندر سی فزون اقبال جکا تو گویا ایک جزو ہم کتاب ہوں شاکیا طلسم حیرت جادوی فکر فوق چاہا</p>
<p>قطعه تاریخ وفات میان شرف الدین خطیب مسجد شہر خوشاب کے زیارت پیر و در راہ وفات یافتہ لفرایش خباب فضل الدین</p>	
<p>درہ پیر داد جان افسوس صبر را در گمان نماند نشان</p>	<p>شرف دین بخشب شرف الدین خلع کردی فلک براہل یقین</p>

سر ہر مصرع سالک غمگین

بہتر تاریخ استفاکش یافت

ایضاً

مثل جکا کوئی جہان میں نہیں  
ہادی و سالک طریق یقین  
ہو گیا داخل بہشت برین  
کیون نہ کہی اویسی نجات یزین  
ذات ادھیکی تہی باعث یزین  
کیون او بھتا ہی سالک غمگین  
وامی و امی انتقال شرف الدین

وہ خطیب یگانہ فاضل دہر  
عارف و عالم و فقیہ زمان  
جب ہوا عازم زیارت پیر  
سوت اٹاے راہ میں پائی  
مٹی شہر خوشاب کی رونق  
نکر سال وفات میں اوسکے  
ایک جہان کی زبانہ ہی تیغ

قطعی تاریخ تکمیل دیوان فصاحت بن بیل کلزار معانی محمد سرور علی و صفی

زہی کلک سخن پر دار و صفی  
سخن سر پایہ اعجاز و صفی

عجب نقش دین بخت آرد  
ز سالک جستم و سائش شیدم

قطع

جام گیتی نافذ احد حیف  
زر پر دیز سے نبا صد حیف  
ہو کے حیران دیکھتا حیف  
غم میں عالم ہی قبلہ صد حیف

تہا یہ وہ جام حبیبی خوبی پر  
وہ طلا کار آب زر جہا  
وہ بلور ادکا تھا کہ جسکو مہر  
سیر عالم علی کی ملک سی تہا

اک ملازم کی ہاتھ سی ناگاہ	فرش سنگین پر کڑا مدحیف
آب شیریں میں اگلی تلخ	اب ہی پنیے میں کیا نر حسیف
سال سالک فی یہ مہر کہا	بال ساغر میں آگیا صدحیف <sup>۱۲۶۱</sup> / <sub>۱۲۹۳</sub>

### قطر

جو احمد حسن خان تنودہ صفائی	زیر سلی بہ ہونگر اقامت گریزہ
قضا درپیش بود مگر شہت اورا	شد از دہر رنج غریب کشیدہ
بر اسل و عیاش کہ ہمراہ بود	عجب آفتے در فرقتش سید
ازین واقعہ چون خبر شد سید	ہمی رنگ از روی ہر کس بریدہ
ز سالک شہید سالک فاش	غریب الوطن روی دینی فریدہ <sup>۱۲۹۱</sup> / <sub>۱۲۹۳</sub>

### قطر تاریخ وفات محمد عبدالمجید حیدر آبادی

مرگ عبدالمجید سی سالک	کون ہی جو نہیں ہی گریہ کنان
دن یہ کیا خوب موت کا پایا	جمعہ دروزادل شعبان
بہر تاریخ دی زمین فی صدا	شیخ عبدالمجید دفن ہی ہن

### قطر تاریخ شہنوی صنفہ حافظ محمد کریم بخش حقیر

شہنوی میں جناب حقیر نے	کیا بہری کوٹ کر بلاغت ہے
یہ اداہی کہ آئینہ یارب	قصہ فائل کی سہج رشتہ ہے
دیکھ کر سبیل ہو پانے	یہ بیان میں جو کچھ سلاست ہے

<p>آب کوثر میں کب نظر آئے          دائرے وہ ہلال میں آئے          معنی آبدار وہ گوشت          چمنستان صفحہ کو دیکھا          میں کروں صدف اسکی کیا          بسکہ ملو ہی یہ فصاحت</p>	<p>اوسکی مضمون میں لطافت ہے          مھر کو جنبی کب طلعت ہے          در شہوار جسکی قیمت ہے          آنکھ میں جس سی اکل اوست ہے          مجھ کو ایسی بہان ملاقت ہے          سال ہی نسخہ فصاحت ہے</p>	<p>قطعة تاریخ مسجد بنا کردہ قصابان شہر احمد آباد</p>
<p>ہی یہ مسجد بنا قصابیوں کی          سخی سید امیر حسین فی کی          سال تاریخ اسکا سالک نے</p>	<p>جنی دیکھا اسی پسند کیا          غلامین ایک قصر مول یا          مسجد بنی نظیر ہے کہا</p>	<p>تاریخ وفات زوجہ میر احمد حسین صاحب بیجو د مخلص</p>
<p>وہ اہل عصمت و عفت صدف کو          جہان نادیدہ یوں چھوڑا جہاں کو          کیا کاش نہ دل غم فی تاریخ          کلہون اس واقعہ کی میں بتی تاریخ</p>	<p>کہ جسکی موت توام بکسی سے          بیان یہ بزم سو کیونکر کسی سے          پچھڑا کچھ متاع غری سے          اگر فرصت ملی کچھ بیجو دی سے</p>	<p>سناؤں حضرت بیجو کو سالک          تہی آغوش ہو مجبور ہے</p>

قطر

دیدہ تر بھائی طوفان کو	وہ عقیفہ کہ جبکہ مرنے سے
مین فی دیکھا ہی حور غیلان کو	سیدہ وہ کہ جبکہ ماتم میں
کیونکہ چوراسہ آسمان کو	چوڑ کر خرد سال دخت پسر
کہ لیا ہے ریاض ضوان کو	کم نہ تھا قصر حضرت بخود
مریسی پہلی کیونکہ انسان کو	مہر اولاد کی نہ کچھ بہ ہی ہی
آہ عفت ماب دوران کو	چوڑ نہ تھا علاقہ دنیا کا
یون ملا سا لک پریشان کو	سال اس رنج روح فرسا کا
الم درنج دیاس دوران کو	دل بخود پہ دیکھتے ہیں ہم

تقطیع تاریخ یافتن خطاب اب میر غلام بابا خان لقب خانی بہادری از سرکار

بہت اچھا لقب خان بہادر	ملا نواب سورت کو ہی سا لک
لکھا ہر جا لقب خان بہادر	دیر جینج فی دفتر من اپنے
طرب افزا لقب خان بہادر	کہا سا لک فی ہی سال خوشی کا

تاریخ وفات حکیم سیر علی خان

مرگ سیر علی خان امروز شہر شد

بگرفت دیر باران از دست موت حادث

دیرینہ دوست بودہ چون سا لک خیر  
سال وفات اور اکفت کہ فوت حادث



## قطعة تاریخ وفات عندلیب چستان بخنوری محمد سرفراز علی صفی

اوٹھ گیا دنیا سی یارب کونسا روشن بیا کیون ٹھیکتا سی لہوا اہل جہان کی انگڑی اس بزرگی پر تیرا اہل ہنر سی یہ سلوک زیت افزای شہستان سخن ہی جیت آج دیران ہو گئی تسلیم معنی گسترے سکڑا باب غزا کے نالہ و سہر یاد کو دیکھ کر مونہ اہل ماتم کا کہا سا لکھنے سال	فرط غم سی کیون نظر آنے لگا عالم سیاہ کیون ہوا جاتا ہی ل کا حال سینہ میں تباہ واہ واہ اسی آسمان کینہ پر درواہ واہ کس طرح بیرونقی ہر گوشہ میں پای نہ راہ آج بستان سخن میں ہی خزان کی پانگٹا آسمان فرش زمین سی مانگنی کو ہی پناہ سرفراز ملک معنی و صفی مرحوم آہ
---	--

## تاریخ وفات خواجہ بدرالدین خان عرف خواجہ امان مترجم بوستان خیال

سفر زار فنا کرد خواجہ بدرالدین نہ دیدہ است کہ از خون دل نشہ رنگین چہ فتنہ خاستہ از صورت امی فلک امروز دو حصہ ترجمہ گردید بوستان خیال پرس از من شفته ورتومی پرسی	زبان بعض اظہار واقعہ لال است نہ سینہ است کہ از ترغیم نہ غزال است ہمین کہ سا لک غمیدہ مضطرب حال است کہ بلغ ستیش از نیل مرگ پا مال است نیافت خواجہ امان آہ از اجل سال است
---	---

## تاریخ طبع دیوان بے خان داغ مہم کل روغ

اب طبع ہو چکا ہے یہ دیوان بے نظیر دل فی کہا کہ فکر میں سا لک ہو کیلے	اب حشر تک مٹی گانہ نام نفیس داغ تاریخ طبع لکھو کلام نفیس داغ
---	---

قطعہ

چہا دیوان زنگین داغ کجا زبان خاص دہلی کی سی ہے یہ خوبی دیکھ کر سالک نے لکھا	تواری دوی حسے کا کھلا حال اسی پاتی جن کب اقرانِ اشال کلام پاکے صاف داغ ہی سال
---	---

تاریخ شریک کردن حسن خان باغ نوح سرید را در باغ دل مسرور

خریدہ باغ دیگر چون حسن خان گفتا سال اور زنگین نوا	منودہ شامل باغ دل افزور مضا عفت شد بہار دولتمند
--	--

تاریخ وفات مرزا محی الدین بیگ

سیر صاحب نے جب پای و تھا ڈھپ کر موندہ دتی بن جباب	پانچ دن کم تھے سہ سوال میں داغ کھایا سی یہ ایک سال میں
--	---

قطعہ تاریخ تسمیہ فی سعادتمندانہ سید سرفراز علی فرزند ارجمند سید

کہ در ماہ جمادی الاخری روزادہ

یہ تقریب مایوں ہے وہ تقریب بہرا جوش مسرت سے دل ایسا پیشین کیونکر نہ دامن سا نکونے عطا کر پر عید المحی کو یارب سرور دایے سے شادمان کہہ	کہ وابستہ ہے جس سی شادمانے کہ ہے سینہ میں مشکل جامی پانے زرا بیارنے کے ہے گرانے جان کے علم و فن میں بخت دہنے خواب خضر کی دے زندگانے
---	---

فلاطون فطرتے بخت سکن	شکوہ خاص و غیر خاص جاودا نے
لکھا سالک فی وسط سال میں سال	نشاط افزا ہر بسم اللہ خوانے

۱۲۹۶

قطع

نکو نزلت میر عجب بخیل	ز حق یافت پوریکہ باشد نگو
نوشیم ہر پنج میلاد سالک	نفل پر دریا مانداو

۱۲۹۶

قطع

کس محب یگانہ کا ماتم	آج برپا ہے زیر چرخ برین
سالک اس طائعہ کی لکھتہ تاریخ	برنج و سبز مرگ شرف الدین

قطع

ای چرخ روا بود بیدار چین	یکبار نمودہ دلم را گلین
ویر و زبیر نظر با سگشت	امر و زنجار فت شرف الدین

قطع

ہی کسی بزم عقد کا یارب جہان بین	عیش و نشاط کو ہی دفور ایکی سال میں
اہل سرور کو ہے فراوانی سرور	افسردہ دل بھی مست ہوئی اپنی جان میں
جمشید کا نہ جشن نہ پرہیز کی ہے بزم	آتی نہیں شال بھی کوئی خیال میں
ہوتی ہے جو جہان کو خوشی کیا عجیب ہو	پیدا اسی زمانہ عشرت مال میں
کیا لکھی سال سالک دلدادہ خود نہیں	بزم نکاح با لطف احسان خصال میں

۱۲۹۶

## قطعه

ہاتف خوش خصال را نام	خلق عاشق بود بر جہانش
ساکل ظہار عجز چن کند	وصفاتش ز بان بود لاش
یارب از چشم بد بود محفوظ	فرق حساد باد پاماش
ہمچنین عیش عقد دائم باد	نہ زیر دغیر می حاش
از سیمیش کہ ہدف غیبی است	عشرت دافیر شدیش

جناب ہاتف عالی نسب	نشاط جلودیدان عقد پائی
کہا سالک نے سال اس کی	مبارک فرج افزا کہ ضائی

## قطعه

آج دنیا میں نہیں ہی کوئی	زہد تقویٰ میں جواب تہ
عقد میں ہی تو کیا ترک سوم	رہ گیا یوں ہی ثواب تہ
سال ہی اسکا کہہا سالک نے	شرعی عقد جناب تہ

## قطعه تاریخ وفات مولوی غلام امام شہید تخلص

وہ جناب غلام امام کہ جو	دل سی تھا و اصف رسول مجید
نثر او سکی کہ غیرت نثرے	نظم او سکی کہ دید ہی دشینہ
آج دنیا سی ادب گہ گیا حیف	اب کہان ہطر حکم فرد فرید
سال اس پنج روح فرسا کا	روکے لکھتا ہی ساکانوید

پہر ہوا تم امام شہید ۱۲۹۶		آہ ارباب درد پر طاری ۱۲۹۳
	قطعہ	
ہزارہ کے نقش پر ہی سکا تصویر شریف سال لکھا ۱۲۹۶		تصویر کبھی ہی کیا ہی تصویر تشان شریف بیگ کی ہی
	قطعہ	
بود و بد نہ شاد و عشرت امرو مضاعف شد ہمار دلیت امرو ۱۲۹۶		ترقی پیدل حضرت زکی را ترقی خواہ سالک لگفتا
قطعة تاریخ تعمیر مکان عید الرحمن خاں صاحب کوٹوال چھاو فی سکندر آباد		
دو تا تاریخ ارجح رقی نشان آ دگر کا شانہ رحمت رسان آ ۱۲۹۶		زہی تعمیر خان عبد رحمن لیکن سالک تنالی تعمیر ۱۲۹۶
	قطعہ	
از سالک ہرزہ یافت انجام بر کاخ مکتو تر آمد تمام ۱۲۹۶		این منزل دلپذیر ہر سال آغاز بنا بقصر خوش گشت ۱۲۹۶
	قطعہ	
بند و آسمان اساس بگو		سالک این بخش بنا عمارت را
	سال تعمیر اگر کسی پرسد خانہ بوستان اساس بگو ۱۲۹۶	

قطعہ تاریخ کہ خدائی محمد عبدالوارث خان خلیفہ اصدق فیض محمد خان حرم

خشن فرخندہ این عقد مبارک باشد	انبساط و طرب و عیش ابد از انے
ہم دعا باشد و ہم سال کہ گفتم سالک	خلف اصدق بہ نوشاہ بود از انے

قطعہ

تعالیٰ اللہ بزم عقد والا	مبارک انبساط جاودانے
چہ منخواہ ہے ز سالک سال آزا	بہار کنجہ دے جلوہ دانے

قطعہ

یافت از آقا لے خود تشریف عقد	خان عبد الوارث والاتبار
گفت سالک بی حساب و بی سوال	سال عقد او ز نام او برابر

قطعہ

روشنی بزم عقد والا کی	جس سی خورشید کی خیرہ لگا
کیون نہو شور جب نہا پیدا	کیون لبون پر نہو تعالیٰ اللہ
حسن نوشاہ اور جمال عروس	وہ اگر گھر ہے قویہ ہے ماہ
سال سالک فی یون کہہا اسکا	زہرہ و شتری ہم ہیں واہ

قطعہ

رمضان میں جو کوی کہتا ہی	آپ کیون میری گہر نہیں آتے
کیا کہیں آج کل کی منی سے	سیر ہوتے نظر نہیں آتے

## مخمس بن غزل حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ

لازم نیست که از وقت نہ غافل باشی	چندکن جہد بعیش خود و عاجل باشی
تا بکے در غم و اندیشہ باطل باشی	نوبهار است در آن کو شش کہ خشنود باشی

کہ بسی گل و دماز خاک و تو در گل باشی

یہ وہ دِل مَن کہ بخر عیش کسکو نہیں شوش	بلخ انسان تو کیا ہی درودیوار کو بخش
عنایبان چمن کرتی مَن ہر سمت شخروش	مَن بگویم کہ کنون باکہ نشین و چہ بخش

کہ تو خود دانی اگر زیرک و عاقل باشی

جسکی خاطر مَن زرا ساہی اگر ہی انصاف	سیری گفتار کو ہرگز وہ سمجھتا نہیں لاف
تو سنی یا نہ سنی مَن تو کہو لگا یہی مناس	نقدِ عمرت پر غصہ دنیا بگراف

اگر شب و روز در مَن قصہ مشکل باشی

فکر دنیا فی تیری ہوش اورائی یکدست	ہست کو نیست بہتہا ہی تو اذیت کوست
نزعی شہم بصیرت تجھے اسی دہر پرست	در چمن ہر درختی صورت حال دگر است

حیف ہست کہ ز کار ہمہ غافل باشی

ماتون تیری طرح مہنی ہی دہنڈا ہر دوست	جس سی بوجہا یہ کہا اوسنی کہ کیسا در دوست
عاقبت بیہ رہی جبکہ پنا یا در دوست	گرچہ راہست پر ازیم ز ما تا در دوست

رفق آسان تو را وقت منزل باشی

کوشین حضرت سالک نبی کی بیج	کسی تدبیر سے لیکن نہ برائیا مقصد
----------------------------	----------------------------------

نہ علی قیمت و تقدیر سے ادا نہ تو مدد	حافظ اگر مدد از بخت بلندت باشد
صید آن شاہطبع شائیل باشد	
مخمس بر غزل مرزا قلی میلی	
کشم سپاس عیادت مرا ملافت نیست	گلغت و گوی ہنم گوش آن سہایت
زمان نزع رسید بہت لطف صحبتیت	کسی بدیدن من کو میا کہ نہت نیست
مرا بحال خین دیدن از مروت نیست	
عنایتن وہ تیری کیا ہو یمن جو چہترین	عدوسی وصل کا وعدہ کیا ہی توئی کہین
یہ حال اور یہ شخصہ کچھ اسکی شرم نہیں	کہیز کہ جان طلب آمد مراد نہ شیش من
مرد کہ وقت خین نقن از مروت نیست	
بہرے میں ل میں خدا جانی مہا کیا کیا	بڑا ہوا ہے بہت اشتیاق کہنے کا
اب اتفاق سے تو آگیا تو سنا جا	بنایتی ہو س گفت و گوی ہست مرا
کہ تاب خامشیم باوجود حیرت نیست	
یہ رعب حسن کی تیری ہی نقشہ گر خوبی	کہ بات دل کی نہ آئی سیری زبان پر
کہی نہ اور کسی سی تجھی سی کہنے تھی	زیو فای خود کر چہ شرم سار نمی
ہنوز با تو مراجرات شکایت نیست	
ہوئی میں شک کی سالک پر قہقہہ	وہ جانتا ہی سب اسکی رموز نیک و بد
سوامی اسکی تماشی سی کسکو ہی مقصد	تو بار قیہ و میلی تقنا فلے دارد



	تفاطلہ کہ از منہ نگاہ حسرت نیست	
جنگ	محسن بن غزل جناب و ستادی نحم الدولہ و بیہ الملک مرزا اسد اللہ خان نظام	
مین کون ہوں جو یہ کہوں مجھے نباہ ہو	موجبہ پلف او سپہ کرم کی نگاہ ہو	میں نے اویسی ایکا جرنیک خواہ ہو
	تم جانو تلو غیر سے اگر رسم و راہ ہو	مجلو ہی پو چتے رہو تو کیا گناہ ہو
کہتا نہیں ہی خوف سی کچھ کوئی آپ کے	پر ماجرا سے قتل مراب ہیں جانتے	کیا ہے جو دار و گیر سے دنیا میں گئے
	بچتے نہیں مواخذہ روز حشر سے	قاتل اگر قریب ہے تو تم گواہ ہو
ان بگمایہوں کی نہ مدد ہی نہ کچھ شمار	دیکھی کوئی انہیں یہ نہایت ہی ناگوار	اس شک سی اوٹھا ونگا صدمہ ہزار بار
	اوہرا ہوا نقاب میں ہی اوٹلی ایک تار	مرا ہوں میں کہ یہ نہ کیسے نگاہ ہو
باتیں جو کر رہی ہو یہ دو راز قیاس ہیں	دعویٰ جو کر رہی ہو یلین ہی پاس ہیں	کیا وہ کیسے مرجع امید و یاس ہیں
	کیا وہ ہی یگنہ کش و حق ہاشناس ہیں	انا کہ تم بشر نہیں خورشید ماہ ہو
دل ہی نہیں بجا تو پہراب کیا جگہ کی قید	چوٹے بس آشنا تو پہراب کیا جگہ کی قید	بے ہوا جدا تو پہراب کیا جگہ کی قید
	جب سیکہ چٹا تو پہراب کیا جگہ کی قید	مسجد ہو مدرسہ ہو کوئی خانقاہ ہو

تقریر زار دکنی گمتی میں کب درست	ہر ایک جہاں کہنی لگا سکے جب درست
اس اجتہاد پر یقین کیوں ہو اب درست	سننے میں جو بہت کی تعریف بہت
لیکن خدا کرے وہ تیرا جلوہ گاہ ہو	
غرقاب طمع خاک اگر ہو تو دیکھیں	گر جائے آسمان ہی تو اتنا خطر نہیں
ساجت کیسی دیر میں سا لاکھ نہیں	غالب ہی گرنے تو کچھ ایسا نہیں
دنیا ہو یا رب اور میرا دشاہ ہو	
ایضاً	
طالع نہ مہر ہی نہ اذان زیب گوش ہے	فی طائر وں کو زمرہ سنجی کا ہوش ہے
آغاز صبح کا ہے نہ پیدا خروش ہے	خلعت کدہ میں انہی شب غم کا ہوش ہے
ایک شمع ہی دلیل سحر سو خوشی	
گنت زبان میں چہرہ پسینی سی آب آب	بند قبا کیلے ہوئی اولٹا ہوا نقاب
بنی بالکیاں ہیں اتنی ہی تھنا تھا انقلاب	میں فی کیا ہی حسن خود آرا کوئی حجاب
ای شوق مان اجازت تسلیم ہوش ہے	
آلات یکیشی نہیں جو عوئم شکست	فی محاسب کا ذکر کہ رہی فکر بند و بست
ہم ہر جگہ ہیں بخطر و خوف می پرست	دیدار بادہ حوصلہ ساتی نگاہ است
بزم خیال می کدہ میخ و دشمن ہے	
سنائی کون کس سی کہوں جا کی اپنا مال	کتنے ہیں رنج و غم میں ثبت مذروماہ و سال

کئیے تو کس طرح سی ہوں زندگی وہاں	نے فرود وصال نہ لفظ ارہ جمال
مت ہوئی کہ آشتی چشم و گوش ہے	
چلتی ہو وہ ہی راہ کہ جو کچھ بتائی دل	ق کرتے ہو وہ ہی کام کہ جہنم صبا ہی دل
آگاہ ہو کہ حرص و ہوس ہی بنائی دل	ایسی تازہ واردان بے طہ ہوا ہی دل
زخماں اگر تہیں ہوس نادونوش ہے	
کیون راہ رست چوڑی گم کردہ راہ ہو	سنبھلو ذرا نہ میری طرح سی تباہ ہو
پوچھو اگر تمہارا کوئی نیک خواہ ہو	دیکھو مجھے جو یدہ عبرت نگاہ ہو
میری سنبھو گوش نصیحت نیوش ہے	
ایک عزتک نگاہ بد و نیک پر نہ کی	گویا تہی ایک چادر غفلت پڑی ہوئی
آخر کو ہوش آئے تو آیا نظریہ ہی	ساقی مجھ کو دشمن ایمان و آگہی
مطرب بے غمہ رہنم کن دہوش ہے	
رکھنا تباہ لکشی کا اثر گوشہ بے ط	تباہ غیرت بہار مگر گوشہ بے ط
سمجھیں ہو ہی تہی باغ نظر گوشہ بے ط	یا شبکو دیکھتے تہی کہ ہر گوشہ بے ط
دامان باغبان و کف گل فروش ہے	
یکسو صلا سے بادہ ویکسو نواہی خشک	وہ جلوہ ہای دلکش وہ نعمت ہای خشک
دل میں ہوس شراب کی سر میں ہواہی خشک	لطف خرام ساقی و ذوق صدای خشک
یہ جنت نگاہ وہ فردوس گوشہ ہے	

کیا پوچھتے ہو مطلق ادب کیا جو نرمین	وہ رنگ تہا کہ بار نہ تھا عسک کو نرمین
ہی رات ہی کی بات کہ دیکھا دو نرمین	یا مسجد م جو نہ کیئے اگر تو نرمین
فی وہ سرور سور نہ جوشن خروش ہے	
فی دور جام ہی نہ وہ ساقی نہ وہ خوشی	افسودہ اہل نرم بین بیزار زندگی
اب کس سی پوچھتے کہ ہوئی کیا یہ بری	داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی
ایک شمع رہ گئی ہی سو وہ ہی خروش ہے	
تقریب اس غزل کی ہمارے مقال میں	گو یا کہ اب خضر سے جام نعال میں
سالا کچے پہاں گرانہی حال میں	آتی ہیں غیب سی یضامین خیال میں
عالم صیر خاں نوای سرروش ہے	
محسن بر غزل جناب استاد حکیم محمد رموز نجی صاحب مومن	
آشوب رستخیز کا کدم گمان نہیں	کے لبوں پہ لہجہ رواں مال نہیں
کسکی زبان پہ نالہ آتش فشان نہیں	آہ فلک فلک تری غم سی کہاں نہیں
جوفتنہ خیز اب ہی زمین سہاں نہیں	
والی ہی ضبط نالہ شور و غمان کی خو	خون شکوہ روی جس سی چہاڈ کو رنگ
کس سے کہوں حسد ابی افشای راز کو	کہنا پڑا مجھے بے الزام پسند گو
وہ ماجرا جلاقی شرح و بیان نہیں	
چاہوں کو ہی یہ توجہ ران بھی ملے	مانگون دعا سے وصل تو یوں چہر کا بر ہے

انجام نیک کی بھی امید کیا رہے	دُڑتا ہوں آسمان سی بجلی نہ گر پڑے
صیاد کی نگاہ سوئے آسمان نہیں	
عساریوں میں تو نہیں رکھنا کوئی مثال	کیونکر قریب کا ہنر ہرات میں خیال
برائے تجھے کام دل اپنا یہی محال	انہار دوستی کی خوشی کیا شب وصال
دشمن سے سن چکا ہوں کہ تو جہاں نہیں	
رہتے ہیں کبکے ہوش تہن کی لیکر بجا	تم مجھے ہر کلام ہو یہ سب سے سوا
کیا جانے سیریل میں ہی کیا کچھ ہوا	پیش عدو بھروسہ کے زرا حال پوچھنا
قابو میں دل نہیں میرے بس میں بان نہیں	
کہتے نہیں تو کیا نہیں معلوم حال غیر	آجاو یہاں کہی تو نہ جائے خیال غیر
تم ہی کہو کہ چاہتے ہو تم ملاں غیر	اسکو بھی جانتا ہوں قریب صال غیر
اسکو عیب یقین ہی کہ میں بدگمان نہیں	
منوم غم سے ہوں نہ خوشی کا امیدوار	خوابش و صل کی ہی دوری سی بقرار
بجھا ہوا ہوں پیسچ زمانیکے کاروبار	اتنے سبک نظر میں ہوں اوضاع روزگار
دنیا کے حسرت میں میری دلپر گراں نہیں	
آفت اشارتوں کو نگہ کو بلا کہوں	یہ لطف ظاہری نہیں قصہ خدا کہوں
مجھے یہی پوچھ لی تو ابھی دعا کہوں	باتیں دو تیری ہوشن باہن کہ کیا کہوں
جو کوئی راز دان ہے میرا راز دان نہیں	

بیٹہ نہ لاغری سے کہتی تہک کے غم  
کب ضعیف مجھ کو مانع رفتارتہا مگر  
آواز پر نہ کان نہ دروازے پر نظر  
نومید کے جواب سی کیوں اتنی شوق

یہ کیا ہوا کہ میں پس قاصد روانہ نہیں

اس بیخ انتظار سی کب تک ہوں کو  
وہ وعدہ وصال گئے یہاں سی کیوں  
اتواجل ہی اے تو دل سی مجھی بول  
بیسرفہ جاکنی کا میری کچھ تو ہوجھول

محنت کیلئے آج ملک راہگان نہیں

ہوتی خطا امید و فاپرتسام عمر  
ستہ جفا امید و فاپرتسام عمر  
مرتے سوا امید و فاپرتسام عمر  
کرتے وفا امید و فاپرتسام عمر

پڑ کیا کرین کہ اذکوسر امتحان نہیں

بیغایدہ سے شکوہ کیلکا جو میں کروں  
بیزاری بقراری دل سی عبث رہوں  
میں اپنے بیل شک کو غماز کیوں کہوں  
میں اپنے حشم شوق کو الزام خاک دوں

تیری نگاہ شرم سی کیا کچھ عیان نہیں

سچے کی طرح یہ نہیں وہ معاملہ  
تم ہی جو دریاں ہو تو ہونہی فضیلہ  
مات سے ہمدگرے عداوت نہیں گلہ  
نظری ہے پر مرغ سی اپنا مقابلہ

طغی سے مجھ کو حسرت نخت جوان نہیں

اعجاز عیسوی ہے تیری چال میں ہوا  
میں کیا کچھ لاکھ کو ایک دم میں سی جلا  
پوچی نہ زندگی میں سیری بات نہیں ہوا  
میں جانتا ہوں نعش پر آئینہ دعا

	آسودگی پسند تیری شوخیان نہیں	
ہاں ہونک ہونک کر قدم ہیں ہاں میں دو گزرے ہیں میری قبر پر غیر ذمکی ساتھ دو		ای رہروان باد یہ جستجوی سنو گر لاکھ حشر ہوں تو یہ ہوتا نہیں فرو
	فتنہ اٹھا ہے گرد پس کاروان نہیں	
اشکو نکلے بدلے اکہنیں ہی شرب لگ جابی شاید اکٹہ کوئی شرب		ہیں لب پہ ناہا ہی پے شرب فراق مخثر کے روز سے نہیں کچھ شرب
	نامح ہے کو لے اوگر افسانہ خوان نہیں	
لیکن ملا نہ خاک ہی گو خاک میں ملا ہر ذرہ سیر ہی خاک کا برباد چو کا		اسید تہی کہ چین میگا پس فنا افسوس قبر کیا کہ نشان تک نہیں
	پس اے خرام ناز کہ تاب تو ان نہیں	
عاشق کہلا ہوا ہوں تیرا کیا رہا ہی خون تا لے کے ساتھ دم کے نکل جائیگا بھی خون		کہل جاے راز دل بھی یہٹ گیا بھی خون اس فرط ضعف سی بھی یہ اثر بھی خون
	پر کیا کروں کہ طاقت ضبط فغان نہیں	
تو ہی یقین جان اگر اعتقاد ہے اوس بت کی ابتدا اے جوانی مراد ہے		سالک سی سن چکا ہوں بھی اعتماد ہے اب کیا ظہر حشر میں عرصہ زیادہ ہے
	مومن کچھ اور فتنہ استر زمان نہیں	

## محسن بن غزل شیخ ابراہیم ذوق المصاحف خاقانی

کیون پس گئی بین های پشیمانوں ہم	کیون ہقدر سبک بین گرانجا نیون ہم
کسکا گلہ اسیرین نادانیون ہم	پابند جون دغان بین پرشانیون ہم

یار بین کنی نصف کی زندانیون میں ہم

پہر گئی مہار گلستان کو ہو نوید	پہر ز فرمون کی طبل مالان کو ہو نوید
پہر ہے گلے میں بوجہ گیسبان کو ہو نوید	پاکو یون کو فترہ ہو زندان کو ہو نوید

پہر میں خون کی سلسلہ ضبانیون میں ہم

ای رشک ہمارہ کو نسبت ہی جہی کیا	ہی وصف تیری چہرہ کا دلشمن و
قرآن کی قسم ہے یہ کہتی ہیں ہم بجا	ہو دہ خنہ ز سورہ یوسف سی ہی سوا

رکبید تیری شبیہ جو کفانیون میں ہم

ہی کوئی جگہ دل اندوگین پناہ	فی آسان سی امن نریوی زمین پناہ
سچ ہی کہ خونگرفتہ کو ملتی نہیں پناہ	پامی نہ تیغ عشق سی ہمنے کہیں پناہ

قرب حرم میں ہی میں تو قربانیون میں ہم

آزار دین کیسکو یہ ہم کو نہیں قبول	بہا ہوا ہی جہین تو کیا اپنی بولغصول
عظمت پرانپ اسقدر ای سامان ہول	دو رخ ہی جانی لغسہ مل میں مزید ہول

لائین گراہ کو شہر افشانیون میں ہم

بیٹھے ہو میں ضبط کئی جیکا عرسا	سینہ ہمارا ایک خرسینہ سی راز کا
--------------------------------	---------------------------------



مطلب سی اپنے کون سی آگاہ خبر خدا	ہی لب پر اپنی قفل خوشے لگا ہوا
کچھ یہی نہیں رہیگا جسے خالق کریم	پیش نظر فنا ہی نہ امید ہے نہ بیم
کیا جانیں ہم زانیکو حادثہ ہی قدیم	کیفیت جہان کہیں کیا تجھے انہی نیم
کیون مر گئے نہ ہم غلش اضطراب سے	کیون چٹ گئی نہ زندگی ستار سے
پوشیدہ آہ و نالہ ہیں تاثیر کی طرح	مضمیر میں ہم زبان میں تقریر کی طرح
زنجیر میں بھی نالہ زنجیر کی طرح	پہنان میں صوت نغمہ میں تحریر کی طرح
نغمے گرفتہ خاطر ناشاد گر نہ ہو	سینہ میں ضبط نالہ و سہ یاد گر نہ ہو
بیم کدورت دل صیبا دگر نہ ہو	خون جفا و دہشت بیدا دگر نہ ہو
ایکے جہہ ہی گلی میں گریبان بنا ہی طوق	ہی لاغری میں حضرت سلاکت ہو کو قوق
جاسکتی صغف ہی نہیں کو چیراں کی ذوق	طاقت نہیں کہ کیجئے درمان جوش شوق
بہ جائیں کاش کریم کی طغیانوں میں ہم	

مخمس بیان تب سو خوش کما می طرف هند و عرب استولی شده بطرز ترجیح مصر

تاریخی بیان واقعی تب زدگان

شدت تب سی زمانه ہی تباه	لاغری میں نگہی میں شل کما
دو قدم چلنا ہی منزل کی را	بعد محنت ہی ہی لب پر گاہ
جاگزا بودہ تب سو خوش آہ	
تین دن آیا ہی جسکو یہ بخار	موت سی ہو گیا ہی وہ چو
چین شکوہ ہی دن کو ہی	کہہ رہا ہی سوچ کر انجام کا
جاگزا بودہ تب سو خوش آہ	
تین دن کی بعد اگر باقی رہا	پر تو مدت کو بسایہ بدلا
شد تین یکدن کہ جاگزا گیا	کیون نہ ہر انسان پکاری ہلا
جاگزا بودہ تب سو خوش آہ	
سرخ چہرہ ہی بدن پر میں شور	در دسی عضائیں ساری چورچو
خود پسینی کی ہی بد بوئی	پاس والی کہہ کی ہاگی دودو
جاگزا بودہ تب سو خوش آہ	
ہی فساد و خونی جدر کما خیال	ہی کسینی کا ہی کچھ کچھ قتال
کثرت او ہام سی جینا میل	اکثر دن کی لب پر ہی یہی مقال
جاگزا بودہ تب سو خوش آہ	

کوئی کہتے ہی بد و فرق و دو	کوئی کہتے ہی بندہ پٹی ہی خوش
بندہ ہی گویا زبان اور گرو گشت	اور آتا ہی تو یہ کہنی کا ہوش
جاگزا بودہ تب سو خوش آہ	
چارہ گر کی پاس گر بخور جا	بہر تسکین تا کوئی تیر ملا
حال یہ چارہ کہنی ہی سچا	چارہ گر رو کر یہ پہلی کہہ سچا
جاگزا بودہ تب سو خوش آہ	
اتفاقا کر طبیب اچھا ملا	اور نسخہ ہی کوئی اونسی یاد
پتی ہی نسخہ کی یہ عالم سوا	شدت تب سی ہی کہنا پڑا
جاگزا بودہ تب سو خوش آہ	
گر خدا درد کی کچھ کی دوا	درد کی شدت سی سو جی دست پا
اور اسی جان پر تازہ بلا	جنی پوچھا حال اوس سی کیا
جاگزا بودہ تب سو خوش آہ	
دست و پا پولی پر ہی جھک	فی دعا ہی فی تلاش چارہ گر
کرب بینا بی بڑی ہی ہقدر	زندگی ہی آج کل سی قحتر
جاگزا بودہ تب سو خوش آہ	
ہستی ہستی کوئی ناکہ رود یا	چلتی چلتی راہ میں کوئی گرا
اوتھتی اوتھتی کوئی مہیا دیکھا	بات کرتی کرتی کوئی کہہ اٹھا

جاگز اوده تبس خوش آه		
سوت کا آنا ہی برحق ایکبار	بچ نہیں سکتا ہی انسان دنیا	
لیکن اوس ی کم نہیں کچھ غیا	بلکہ آتا ہی اسی عتب بار	
جاگز اوده تبس خوش آه		
نا توانی کا جهان میں زور	پلٹن ہی ہی تو شکل مور	
ایک جهان پانڈ فکر گور	جس طرح دیکھو اودر ہی پور	
جاگز اوده تبس خوش آه		
بند ہی پر کچھ نہیں ہی خصم	یہ بلا نازل ہی روم و شام	
اسی گیسرا ہی جانکو سر بسر	ہر جگہ ہی اسی ہی یہ خبر	
جاگز اوده تبس خوش آه		
تبس ہی خلقت ہی گرفتار	صفت نبش ہو لو کی بجائ	
ہوش لکھو جو تباہی اگال	کہہ رہا ہی سالک شے دیدہ حال	
جاگز اوده تبس خوش آه		
مشکت بر غزل میزرا علی قلی سلی		
ان رفت کہ در کوی تو جامی طلبیدم	ان رفت کہ وصلت بدعا مطلبیدم	
دز پھر تو دوری بخدا می طلبیدم		
اب میں ہی نہ وہ ہونہ وہ میر دل مخزون	ان رفت کہ در خیال غمزالان من مخزون	

چشم از میر پوشیدہ ترا می طلبیدم	
اب چشم تر تے کیوں ہونزا منبسط فغان کا	ان رفت کہ افسردگی بلہوسان را
از گرمے بازار جفا می طلبیدم	
اب راز تیری سب نے سنی میری زبانے	ان رفت کہ از بحر سخنی ہای چہ پنے
در بزم بہ بھلوی تو جانی طلبیدم	
ساکل کی طرح دل ہی شاپنی ہی ہوا	ان رفت پس تو چو سیلی دل خود را
در سلسلہ زلف و تانی طلبیدم	
مس	
جہان میں شہر میں مثنی جہان جہان آباد	بس ادن بلاد میں تھا منتخب جہان آباد
خراب ہوئی نو چہو ہوا کھان آباد	مگر عدم کو کیا ادنسے گلستان آباد
فلک فی کس سی کہوں کیوں ٹا دیا ہو ارم کا حور سمجھ کر اٹھا لیا ہو	
زمین پست یہاں کی تھی یہاں منظر	ہر ایک ذرہ بھانکا تھا مھر کے ہمسر
یہاں کی خاک تھی کیر سی ہی کچھ بھتر	یہاں کی آب میں آب حیات کا تھا اثر
نسیم خلد سے بہتر سموم تھی یہاں کی یہ وہ چمن ہی کہ دنیا میں دہوم تھی یہاں کی	
ہر ایک مکان بھانکا تھا ایک مکان ہر وہ	ہر ایک کوچہ بھانکا تھا ایک جہان ہر وہ

ہر ایک نے کان بہان کی تھی ایک کان	عرض کہ شہر نہ تھا تھا یہ ایک کان سرور
جدہر کو دیکھئے آواز بر لب و فی ہے	نجاتا تھا کوئی رنج و غم کو کاشی ہے
یہ شہر کئے برباد ہو گیا یارب	لگی کیکنی یہ کیا ایسی بد دعا یارب
یہاں کی لوگوں ہی کیا ہو گئی خطا یارب	ہوئی بہن کئے یہ مورد خفا یارب
غرض تھی غدر سی ہودین گناہ گار ثقات	وگر نہ ہوتی نہ ہرگز سزای دار ثقات
چلی تھی دہر میں گویا ہوا یہ چو بائے	کہ فوج باغیہ چار دن طرف سی یہاں آئے
تمام شہر کی خوب آکی خاک اور وائے	یہ باد تہی خاشاک کی تمنائے
رہی نہ خاک ہی امن دامن کی صورت آہ	کچھ اور ہو گئی ساری جھان کی صورت آہ
یہ اقلات ہی یا ہی قیامت صفرا	کوئی نہیں ہی کہ جسکے رہی ہول ہون بجا
ہوئی ہی آدمی کی شکل شہر میں غنقا	بنا ہی ہو کا مکان بس ہر ایک گلی کو بجا
ہوئی بہن لوگ یہاں کی کھان کھان آباد	ہر ایک گاؤں بنا ہے مگر جھان آباد
کیسے لب پہی نالہ کیسے چشم ہے تر	کیسے چاک گریبان ہی اور کوئی مضطر
کیسے ہاتھ ہی دلہر کوئی ہی تہا نبی بگر	غرض کہ رنج سخیالی نہیں ہی کوئی بشر

	<p>بجائی زفر نہ ہر جای شیون غم ہے محل عیش تنہا یا اب سرا می ماتم ہے</p>	
<p>اوجار کوچی بسان دل الم مانوس ستم کیا فلک بدشعار نے افسوس</p>		<p>مکان شکستہ ہن مانند خاطر مایوس وہ شکل ہی زہری شہر ہو گیا معکوس</p>
	<p>یہ وہ جگہ جی جی دیکھنی کو خلقت - اے اور اب جو دور سی دیکھ کوئی تو عبرت ہے</p>	
<p>ذلیل بیان سی زیادہ ہونے مان ہم لوگ پہری پن پن کی طالع بیان کہان لوگ</p>		<p>سمجھ کی اپنا ٹھکانا گئی جہان ہم لوگ نبی پن طایر گم گشتہ ہشیان ہم لوگ</p>
	<p>زمین ہو گئی دشمن نہ پای جانی ثبات ٹھکانا نہ کسی جانی اپنا پائے ثبات</p>	
<p>پڑے ہن طالع ناساز گار کے بسین نہ تاب دل میں نہ طاقت بچان کین میں</p>		<p>وہ لوگ کہائے جھکی نشانی کی خمیر محل میں رہی تھی یا اب پڑی ہن خمیر</p>
	<p>جو تشنہ لب ہون تو اب دم سنان موجود جو گر سنہ ہون تو کہا نیکو گویاں موجود</p>	
<p>پیادہ کیونکہ چلین ناقہ ہی نہ محل ہے قدم کسی کہ ٹھکانا دھیس ہی منزل ہے</p>		<p>وہ جھکی طبع کہ اسودگی پہ مائل ہے ادھما میں ایک قدم ہی اگر تو شکل ہے</p>
	<p>سردن پہ بوجہ ہی گھڑ لکا لکھاتی ہیں</p>	

	بس اپنی جی کی طرح ٹیٹہ جاتے ہیں	
لکھوں میں پرندہ یوں نکاح کیا ہی ہے نہ دے سے نکلی ہو جی کی کہی صد ہی ہے	بیان مجھی ہو کیونکر یہ ماجہ راہی ہے نکل کے گہری چلی میں پیادہ پاہی ہے	
	کبھی جو غصہ میں ہی جامہ سی نہ باہر ہوں غضب ہی یہ کہ وہ یوں بی رواد چادر ہوں	
ہجوم سجد جلع کا کیا کردن انہبار ہر ایک صف میں نہ رہتا مصلیٰ نکاشا	صف ملا کہ ہوتی جھان نماز گزار اب او سکودوری ہی دیکھنا ہوا دشا	
	نمازی نہ اذان ہی نہ کوئی جاتا ہے جب او سکود کیلئے غالی توجی ہر اتا ہے	
وہ او سکی گرد کے بازار اور وہ زینت کہ جسکی دیکھنے سی طبع کو ہوا یک خرت	ہجوم خلق سی ہر روز ایک نی صورت یہاں سی جایی کسی سیل میں تو ہونفرت	
	ابھی کیا ہوئی اجناس نگہ رنگ کی ڈھیر ٹری ہوئی ہن گل خشت و چون سنگ کی	
دراز دستی دیہاتیان بد انجام کسی طرح سی سچہ میں نہ آئی جنکا کلام	مذا دکہا می نہ صورت کہی سنا می نام گریز پا جو نکل کر گئے لٹی و ہ تمام	
	ٹا باس تمام آروہی مان کہوئے گرہ میں کچھ ہی نہ نکلا تو نقد جان کہوئی	



بچا و جانکی اس جان کی محبت میں	سگے جو مضطربانہ کسی ریاست میں
تو گیر و دار سے آئی دماغ ہی آفت میں	یہاں سی اور زیادہ ہنسی مصیبت میں
جو لقمہ کچھ ہے تو مجھ کے قرضدار بنے	
وگر نہ بیگنی میں گناہ بگاریا بنے	
یہ حال دیکھ کر کیسا لکڑی جیویری ہو	لسان صورت دیوار پر گیا خاموش
ہجوم فکر سے خون دل میں مارتا تہا جو	کہ اتنی میں تن غیب ہی بچوش و خروش
رسید شردہ کہ ایام غم نخواستہ	
چنان نامہ چینیں نیز ہم نخواستہ	
واسوخت	
کور وہ آنکھ جو مد نظر عشق نہیں	سنگ بہتری جو دل میں اثر عشق میں
خاک وہ گہر ہے کہ جبین گزشتہ نہیں	بار گردن ہی وہ سر جبین سر عشق نہیں
سینہ کس کام کا جو داغ نکھارے اسکا	
کیون جگر کہنے جو مدد نہ اوٹھامی اسکا	
کر نہ عشق تو انسان کو فضیلت کی تو	ایک مخلوق خدا پر ہی غیظت کیون ہو
نظر حق مگر کثرت و وحدت کیون ہو	اس قدر پیکر خاکی کی حقیقت کیون ہو
معجزہ بننے انسان میں جب آتا ہے	
نام انسان کا رسول میں گنا جاتا ہے	

<p>عشق انسان کو انسان بنا دیتا ہے وہم میں جو کہ ہو اوس سی سودیتا ہے</p>	<p>بلکہ کچھ تبتہ نوعی سی بڑھا دیتا ہے جو نہ کیا ہو فرشتوں نی دکھا دیتا ہے</p>
<p>پوچھے طور پہ جو حضرت موسیٰ دیکھ دے خواب میں ہی جو نہ کیا تھا وہ جلوہ دیکھ دے</p>	
<p>قیس اور دشت نوردی فینا ہو جائے قصہ واقی جاننا زبانون میں سما دے</p>	<p>نام یوں کو کہن کوہ نشین دہریہ میں پائے ساک لگ شہ گزین اور یہ شہرت تھامے</p>
<p>نامور دہریہ میں کرتا ہے یہ گناہوں کو کام کیا کیا نہیں دیتا ہی یہ ناکاموں کو</p>	
<p>اسنے رکھی ہے محالات میں وہ آسائے کرہ مار کو ایک آن میں کر دے پائے</p>	<p>عقل فعال ہی دیکھی تو رہی حیرا ہونے منوج دیا میں دکھا دی یہ شرافا ہونے</p>
<p>ذرہ کو ہر جانا تاب بنا دیتا ہے قطرہ میں بطنہ گرداب دکھا دیتا ہے</p>	
<p>یہ مجازی ہو تو دنیا میں رہے نام سدا خوبیاں اسکے بیان اور کروغین کیا کیا</p>	<p>یہ حقیقی ہو تو آسان ہے خدا کا ملنا الغرض اس سی ملی دو نوجھان میں تبا</p>
<p>یہ کوئی جرم نہیں ہے کوئی تقصیر نہیں گنہ عشق مگر لائق تفسیر نہیں</p>	
<p>اسمین جو میرا برا حال ہوا کس سی کہوں</p>	<p>صد مہ جو کچھ کہ میری لپہ رہا کس سی کہوں</p>

غم جو دوری کی زما نینن سہا کس سی کہوں	ہوش کہنے کی ہنین اب تو بجا کس سی کہوں
گو زبان کو میری طاقت نینن کچھ کہنی کی پر کروں کیا کہ نینن تاب بھی چپے نی کی	
مین ہون اور یکسی دگوشہ تنہا می ہے مین ہون اور نام تسکین فشکیبا می ہے	مین ہون اور ایک جہان کی گلہ آرا می ہے مین ہون اور نو حہ آرام و توانا می ہے
زندہ در گور ہون ایک نزع کا عالم ہی ہے جراثیم سے بدر کشش ہی ہے مجھے	
ناتوانی کیا ہے مجھ جہان تک تو نزار ایک قدم چلنے کی باقی نینن تاب رفتار	بستر غم سی جدائی ہینن شکل عیا کوسبکسر ہون لی سہری سہری دوش پہ بابا
پانو او ہتا نینن گوپانو میں نجیر نینن سر کو جنبش نینن گو طوق گلو گین نینن	
استبار می ہے کہ ہجی کوئی طوفان یاب کیا سمندر میری انہون میں ہی پیمان یاب	گریہ ہی یا یہ کوئی بارش باران یارب اشک تھنی کا نینن ہی کوئی سامان یارب
کچھ نہ ترکیب غما میں خرابی ہو جاے مرگ گریہ نہ کہیں غصہ آبی ہو جاے	
حال یہ ہی کہ نہ جتیا مون نہ میں مڑتا ہوں ملک الموت کے آئینگی خوشی کرتا ہوں	دم نکلتا نینن کچھ عمر کے دن بہترتا ہوں سوت سے ڈرتی میں نہ بیت ڈین تانا ہوں

	جلد دنیا سے اوٹھالے کہیں یارب مجھ کو ایسی جینے سی تو مرنا ہی بہلا اب مجھ کو	
حشر یوں نالوں سی ہر روز اوٹھنا تک گریہ سی غرق گئی جاؤں زمانا تک		نقش ہستی کو زمانہ سی مٹا تک بہ پشہر یا دجھانوز کا لانا تک
	دریچے برنجی کون دکان ہونا کیا سبب رنج دل اسل جھان ہونا کیا	
آپ اس رنج و مصیبت میں گرفتار ہوا ہینے دل دیکھے محبت میں گہنگار ہوا		آپ شوب قیامت کا طلبگار ہوا شکوہ کسا ہے کہ خود در پی آزار ہوا
	کچھ نبو جہا مجھے انجام محبت ہی ہی پڑ گیا آنکھ نہ یہ کیا پردہ غفلت ہی ہی	
دلہ تھر کوئی رکھ لوں تو ہے بہتر تجھے کستہ رامی پشیمان ہوں ملکر تجھے		عشق کرنا ہی نہ تھا اسی بت کا فرج تجھے کیا کہیں اور نہ تھی دہر میں دلبر تجھے
	دلو کو سون کہ تیری غنی کی رغبت کیوں آنکھ کور و دن کہ نظارہ کی حسرت کیوں کی	
دیکھتا اب نہیں پہلی سی مروت تیری ہو گئی مائل بیدا و طبیعت تیری		کیا خبر تھی کہ بدل جا لگی عادت تیری نہ وہ الفت ہی رہی اور نہ محبت تیری
	کیا ہوا مجھے کہ میں موردِ قصہ ہو	

	کونسا میرا گنہ لاتی تھیں پروا	
کہ نہ تھا یہاں کی سوا کوئی بہکانا ظالم کیسے ہی کام ہوں پہرا کے بجانا ظالم		یاد آتا ہے کہ تھا وہ ہی زمانا ظالم دھوپ ہو نہ ہو دیکھ لیکن تجھی آنا ظالم
	بستر ناز تھا اور وصل کی وہ راتیں تھیں دیکھو یہی لطف کی انداز سی کچھ باتیں تھیں	
بی تکلف تھی کہ تھا سادہ فراہمی شیوا تم سمجھتے تھی سیکر گہر کو غرض گہرا پنا		کام نظم و تواضع سے نہ تھا مکو زرا بٹہ جاتے تھی دین آ کی جہاں جی چاہا
	کارخانوں سے زمانیکی شبہ تکو نہ تھی سیری ہر بات پہ اچھ نظر تکو نہ تھی	
جلوہ حسن کی رکھتا تھا نہ پروا کوئی چاہتے تھے کہ ملے چاہنی والا کوئی		آرزو مند ملاقات نہیں تھا کوئی نظر آتا تھا سوا میری رشید اکوئی
	در پہ ہنگامہ عشاق ہوا تھا کدن نالہ کا نون سی کوئی تھی نہ تھا کدن	
زلف تھی زلف مین کب کوئی گرفتار ہوا ناز تھا ناز سے جینا کسے دشوار ہوا		چال تھی چال سی کب حشر نمودار ہوا رخ تھا کب رخ پہ کوئی پشت بدوار ہوا
	تھی یہ جان بخشی گفتار ہمارے ہی لی تھی تیری گرفتاری بازار ہمارے ہی لی	

بند رہتی تھے میری دل کی طرح زونڈ آتے جاتے پہ نہ پڑتی تھی کبھی اند نظر	عکس خسار نکلتا تھا نہ اونسے ہاں یون نہ چپ چپ کے چلی جاتی تھی ہاں
صحن میں ہی جو نکلتے تھے تو شرماسی ہو یا چلے آتے ہو دروازے پہ گہری ہو	
وہ ہی گہر ہے کہ جواب غیرت گلزار بنا آپ یوسف ہوئے ہر شخص خریدار بنا	وہ ہی کو چہ ہی جواب مصر کا بازار بنا جلوہ سوطح کا ایک جلوہ دیدار بنا
بجسے بگڑے تو بھلا ہوش سنبھالا تنے چار ہی دن میں یہ کچھ رنگ نکالا تنے	
غیر سی ملے یہ انداز واداسیکہ گئے بارے شوخی عوفل شہم وچاسیکہ گئے	شیوہ رحم کو کہو کر یہ جفا سیکہ گئے جونہ آتا تھا تمہیں نام خدا سیکہ گئے
ایک نظر دیکھتے ہو مجھ کو تو سوزا کے ساتھ چال چلتے ہو دکھانکو تو انداز کے ساتھ	
آئینہ دیکھنے کی تھو یہ تھی خاکسار دام تزویر تھے یون حلقہ کیسوسار	سرسہ کی خال تھے زیب رخ نیکوسار غازہ کی جسم سے آتی تھی مگر بوسار
شرم آلودہ لگا ہونین یہ جادو کب تھا بی جابانہ یہ نظارہ ہر سو کب تھا	
پڑ گیا ہے تمہیں کیا بنظر کا یہ خیال	سردیوار چلے جاتے ہو کیون وقت زوال

تالش محسری دلپر نہ دورت نہ ملا	رنگے خسار تو دیکھو کہ ہوا دھوپ میں لال
آئینہ لیکے سہرا میں یہ جانا کیا ہے	عکس آئینہ سے دشمن کو جانا کیا ہے
نخستل کا اب تو سہے ہر روز جانا نگو	کچھ سبب ہو کہ نہ روز رخصت نا نگو
دھوپ کا جیلہ مگر ام پرانا نگو	خوب آتا ہے یہ بالوں کا سہانا نگو
جلوہ حسن ہے ہر طور دکھانا منظور	سامنے غیر کے ہر وجہ سی جانا منظور
جلوہ کس کس کو دکھاتی ہو جلاتے ہو مجھی	غیر سے رسم بڑھاتے ہو کھٹاتے ہو مجھی
دلف ظاہر نہیں کرتے ہوتا ہے مجھی	دل میں کچھ بگڑی ہوئی ہو کہ باتے ہو مجھی
خوش ہو دشمن بکیش کے گریا ہو تم	تم سے بیزار ہوں میں مجھے جو نیاز ہو
کان رکھتے ہو نہیں عقل سی بھلا نگو	نہ پشمان کرے غیہ کا انخوائی نگو
دیکھو ہم سا کوئی عاشق شاید کا نگو	کنے بہکایا سامی یہ کہو کیا نگو
چاہنے والے اگر میں تہیں ایسا بہت	یہاں ہی سر پہڑ نیکی میں درود بہت
کہتے ہیں ترک ہی اس عشق کی عادت کا مال	زندہ انسان کو کہتا میں فرقت کا مال
دسے مٹے ہوئے دیکھا نہیں الفت کا مال	پر میں یوں در در کروں سر سی محبت کا مال

دل جو دھڑک رہا ہے تجھی سینہ سی اسی دور حسرت دید و دیدے کو تو ناسور کریں	
شہسکے مونہ پیر لون بازار میں گر لمباؤ صبر بن جاؤں میں اپنا جو مچھی ٹوٹاؤ	کہہ دوں نامہ میں بلا نے جو میرے گہراؤ پہر نہ پاؤں مجھے تو میرے طبع بچتاؤ
آرزو ہے تمہیں میکون میں ادا اس اپنا مضطرب و تنہا دو ہوش و حواس اپنا	
جانتے ہو کہ نین مجھ سا زمانہ میں حسین نہیں اپنے ہی پر سمجھ ہونا تو کون	جانتے ہو کہ نین اپنے ہی انداز کہیں واہ کیا عقل ہی کیا فہم ہی کیا یقین
ایک سی ایک بنایا ہی خدا نے اچھا کیا خدائی میں خدا کے نہیں کوئی تبا	
اب کوئی دن میں دکھا دو نگاہیں تگو میری جسکے انداز میں ظاہر ستم اور لطف نہاں	غیرت یوسف و رشک رد و ہر تاباں اوسپر سوبان ہی ننگو دکھا کر قرباں
یہ ادا دیکھ کے میری جو وہ شرما جائے چاہئے رشک میں اس وقت نہ لکھا جائے	
ہو دل آناں پر اتنا کہ ہنوں میں بیدل گر جہاں ہو تو کبھی جسم پہ بھی ہو مائل	ہو ستم گار مگر لطف ستم ہو حاصل رنج و غم دی وہ گری میری وفا کے قابل
میں کروں گریہ وہ مجھ کو نہ ستائے اتنا	



	نالہ سے راز کیلے جی دکھائے اتنا	
غمرہ میں دیوان رکھ تائب تو نامی کا ہو وہ یوسف کہ رکھ شوق لہجائی کا		عشوہ میں پاس رہے میری سکیا می کا ناز و انداز میں کچھ طور ہوشیدائی کا
	ہو وہ معشوق کہ آزار نہ جان کو پہنچائی ہو وہ ہفتاب کہ صدمہ نہ کتان کو پہنچائی	
یہ جو گرفتار ہے مجھے ہو جسے جادوگر اوسکو دیکھو گے تو قدرت تہیں اسکی نظر		یہ جو رفتار ہے کہتے ہو جسے تم محشر یہ جو خسار ہیں جانا ہے نہیں شکست
	رکشک سی چلنی کی طاقت ہو نہ کچھ کہنی لی آئینہ دیکھ کے خوب تہیں چپ رہنی کی	
دیکھ کر اوسکو بہت ہو دی تیرا حال تباہ دیکھی چہرہ پہ جو چوٹی ہو دی وہ زلف سیاہ		پہرتے چلتے نظر آجای جو وہ غیرت ناہ دو پہنچی میری فریادی ہی تیسری آہ
	وہ اندیرا تیری آنکھوں کے تھے آجائے جس سے میری شبیہ بھر بھی شرما جائے	
نہیں کر کی میری موند سی لگا دی سنا دی بہ ہر ار وہ جام فی گلگون بھر بھر		میں ہوں اور بزم طرب و روضہ ساقی بنکر حرف انکار لبوں پر میرے آجائے اگر
	نظر آجائے جو وہ ساغر سرشار تجھے آنکھ سے خون بہانا پڑے ناچار تجھے	

پہر نیکو وہ کہے تجھے کہ بھیاں بیٹھو	بادہ نوشی کا ذرا آکے تاشا دیکھو
یوں نہ کے بیٹھنے سی فائدہ کیا غور کرو	لطف محفل کو یہی ہے کہ منہ اور بلو

ایک عاشق کے ہونے سی تھیں کیا پروا  
رنگ رخسار رہے گا تو ہزاروں شیدا

متصل کان میں جب اسی یہ طغیانی صدا	کہنے اس وقت خجالت سی ہو صد مہ
یا دہرائیں تھیں یہ ستم و جور و جفا	دل میں نادوم ہو کہ آزار دیا تباہیا

چاہے وہ نہ کرو جس سی نہ نوبت ہو کہ  
شاعری کی بھی کچھ اور ضرورت ہو کہ

کے کہنے پہ گئے یہ تو بربتا ہو مجھ کو	کیا غضب کرتے ہو اب نہی ستاؤ مجھ کو
اؤ بجا و کیوں شکل دکھاؤ مجھ کو	دیکھو سالک ہوں نہ گمراہ بناؤ مجھ کو

اوس سی میری محبت کی جہت ہوتی  
بہ جینیوں میں تمہاری سی حقارت ہوتی

ترکیت بند

کل تک تو مضطرب یہ دل بقرار تھا	خون جگر سے دیدہ میرا شکبار تھا
دامن کو دیکھتی تو گریبان عاشقان	سینہ کو دیکھتی تو نفسایت و نگار تھا
کرتا تھا چارہ ساز مدد و اسپر اولے	بہ چارہ ایک ایک سے کیا شر سار تھا
یہ گردشیں کہاں تھیں میری حسب مدعا	گو یا کچھ اور ہی فلک بد شعار تھا

ای روزگار چو شردیا تو نے کس طرح روتا ہوا اپنے کلبہ اخوان میں زار زار کیجئے درازی شب غم کا بیان کیا گفتا ہوا روز بھی تو ہزار آفتوں کے ساتھ وہ شب رہی نہ روز رہا یا وہی نہیں کیا کام ہے سیاہ و سفید جہان کے اب میں ہوں اور روز نشاط و سرور ہے	جو ڈھنگ ہر روش ہی تری آسکا تھا خبر کیسی نہ کوئی میرا غمگسار تھا گویا کہ ایک قصہ گیسوی یار تھا ہر پاس اوسکا ہر روز شمار تھا کیسا ہجوم رنج و بلا ناگوار تھا گزارا وہ عرصہ جو گلہ روزگار تھا وہ دن گئے کہ شاکئی شہابی تار تھا
---	--

ہر چند چاہتا ہوں کہ شکر خدا کروں  
فرصت نہوی خدہ سی لب کو تو کیا کروں

تائیرنگ ہوئی ہی رسای فغان کو آج ایام غم میں ایک سمندر بھلا چکا خون جگر ہی پیکے گزار ہی تا غم سر مرد و فور گریہ و حبس فغان ملا جور تبان کا ڈر ہے نیم جنای چرخ می سی پہرا ہی جم فی میرا جام انبساط پرویز چاہتا ہی میری انجن میں یار سینہ ہر ہے جوش سرت سی امقد	عذر جنای ماضی ہی آسمان کو آج فرصت ملی ہی دیتے دریافان کو آج جانا ہے میں فی طعم می اغوان کو آج قبضہ میں کر لیا ہی زمین زمان کو آج بہلا ہوں میں نشیب و فراز جان کو آج غم سی ہی کیا ہی دل شادمان کو آج فقہور جہاں ہے میری آستان کو آج باقی جگہ نہیں محم عشق ستان کو آج
---	--

ہوں باغ کثرت عیش و نشاط سے	ہی عجیبہ شکستہ زگی کلستان کو آج
اندیشہ ہی کہ کثرت شادی سی مر نہ جاو	کرتا ہوں یاد گری ہوئی فلستان کو آج
فرق نیاز دیکھئے ہے کس عروج پر	تحت البتری نہ کیونکہ کہوں لامکان کو آج

پہنچا ہوں افتخار سے میں ایسے بام پر  
رفت کا زینہ آئی جہان پہلے کام پر

ای دل ملا فراغ تجبی اضطراب سے	ای جان ہوئی نجات تجبی پیچ و تاب سے
پہلے صدایِ نالہ و افغان سی تھا بہرا	اب گہر بہرے نغمہ چنگ و رباب سے
ناگاہ خلعت شب تاریک مٹ گئی	ہی خیرگی نظر کو شب و ماہ تاب سے
سب جوش اشک شادی عشرت فی دہود	زنگ سرشک خن میری چشم پر اب سے
آئینہ کیمین گئے دیکھ کی صبا کی کھنکھ	یہ آنکھ جو کہی نہیں چپکے تھی خواب سے
دریایِ نسا کی ہین موج خمیہ یان	نقش الم شامے جہان خراب سے
جام و سونظر میں ساقی نہیں میں آج	تاسف یکمیکہ کوئی بہرہ دی شراب سے
سرست باوہ ہا ہی سرور و نشاط ہوں	مطلب نہ تخت سی نہ کام و حساب سے
میری نمی نشاط بھاتی ہی غم کی آگ	موسوم کیونکہ کیجئے اسی آفتاب سے
یوں نسا دل میں بہرے کہ جس طرح	ہو غم بہرہ سوا کوئی صہبائی ناب سے
یوسف سے کہہ کہ ہاتھ میں لیں وندہ قرخ	نکلا ہے روی شاہد مقصد نقاب سے

ہر ذرہ گہر کا مطبق افلاک و بکلیا

### ہر گوشہ رشک غیرت گلزارِ بنگیا

میں اور ہاتھ آئی یہ نجات رسا مجھے	حیران ہوں کہ کیونکہ یہ رتبہ ملا مجھے
یہ جلوہ ہای ساقی دھیمیہ بادہ ہای نا	یہ جام امانی متصل و جان فزا مجھے
یہ نغمہ ہای مطرب و یہ بزم انبساط	یہ رقص شاہان نگارین قفا مجھے
یہ فرشتہ بے برگ گل و خواہا بے خوش	یہ ہمنار نے صنم دلربا مجھے
یہ سیر باغ و ہر سہ تے گلرخان دہر	یہ نشہ و سرور دیدہ آب و ہوا مجھے
یہ بزم حشیں حسین نہ پرویز آسکے	مجاہدے ایک گوشہ میں ان ٹہینا مجھے
خود بنگیا ہوں ایک مہمان سرورین	دو نوجوان سے چاہی سکون مجھے
گو یا کہ شکل غمزدہ بالکل بدل گئی	پہچانت انہیں ہی کوئی آشنا مجھے
دست کرم فی کے ادھیا یاری خاک سے	کنے فراز عرش پہ نہادیا مجھے
کسکایہ سایہ سے میرے فرق نیاز پر	مطلوب کسلے بین غل بہا مجھے
ماصل کیونکہ ہر مجھے یہ لطف زندگی	یہ عیش روزگار نے بخشا مجھے

گہرستا ہوں کے در پہ جبین نیازین  
ہوتا ہوں کے سامنی رحمت طرازین

ایسا وہ کون ہی کہ سلیمان کہیں جسے	فرمانروای عالم اسکان کہیں جسے
وہ کونسا قمر خد مخم سپاہ ہے	دارا در و سکندر و زو ان کہیں جسے
ایسا وہ کون بزمی عالی وقار ہے	پرویز و جم چراغ شہستان کہیں جسے

وہ کونسا دلیر شجاعت شعار ہے ممدوح کونسا ہے کہ جسکی صفات میں یہ تاج زرنگار ہے کسا کہ اہل دہر یکسی بارگاہ ام کارگاہ ہے کسا یہستان زمین بہان کہوں یکسی ذات سے ہے زمانہ کو فرخی پشردہ کوئی غنچہ خاطر نہیں رہا اوسکا اشارہ ہی کہ فلک ایک ایک سے	روزنبرد رستم داستان کہیں جسے وہ کچھ لکھوں کہ دفترش یاں کہیں جسے غیرت فرمای ہر درخشان کہیں جسے روقی میں رشک روضہ سنو ان کہیں جسے محمود پایہ داری کیوان کہیں جسے وہ عیش عام ہے کہ فرادان کہیں جسے کیتی وہ نگہی کہ گلستان کہیں جسے کتاہی کسے دل میں ہی ارمایان کہیں جسے
---	---

کسنا یہ نام زیب دہن بار بار ہے  
نطق کلیم سیرے سخن پر نثار ہے

شوداں سنگہ جن پہ خدا فرقیصری ہمت میں آج حاتم دریا نوال ہیں اہل ہنر کو چین ندیتا فلک کہی کیونکہ نظر میں خلق کے شیریں نہ وہ لیل ذروں پہ جس طرح سی پڑے نور مھر کا نکلانہ ماہ ثور سے اوسکے زمانہ میں نظارہ جمال سے کیا لگیا شرف	رتبہ میں آسمان کو نہیں جن سی برتری حشمت میں آج رکھتی ہیں بخت سکذری کرتے اگرچہ وہ ہنرمند پروری مد نظر نہ جسکو رہے اوسکی بہتری خلق خدا پہ کرتے ہیں وہ مہر گتری کرنا ہے اہل دہر کو آلام سے بری مشہور ہے سعادت زہرہ و مشتری
---	---

ترک فلک رکاب میں جاتا ہی ساتھ ساتھ	کرتے ہیں جبکہ رزم میں وہ حملہ آوری
لگجائیں چار چاند ویر پیر پھر کو	ایوان معدلت میں جو بجای دفتری
منزل گزین اگر ہوں نوین ہمسایان پر	کیوان کو اذکی قصر سے جتنے برابری

پہنچا جو کوئی سامنے کرسی نشین ہوا  
قد مون میں اونکے حامل عرش میں ہوا

وہ تاجور کہ اول سا کوئی تاجور نہیں ذوہ سے ہر تک پہنچی اونی کا سیا عہد کرم میں اونکے تیجہ کلام ہے دست کرم کی اذکی زرافشانان تو دیکھ اخلاق اونکے عبرت رہاتے ہیں خلق کی خسر کو اونکے درپہ میں دربان کی نستین ایچن اونکو دیکھ لیا کیا کمال دوست بخشش سے اونکی دہر ہوا جادوان ہوا کم کردہ ہوش اب نظر اتانہیں کوئی کیون فضل ہو گیا ہے سرور و نشاط کو لب شہنا ہوئے نہیں اونکی دعا سے گر	خسر و اگر کون تو مجھے کچھ نظر نہیں یہ فیص عام خاص کسی پر مگر نہیں لب پر ہی سائلوں کی چڑی تھہر نہیں اور میں وہ جگہ نہیں جان زرنہیں ورنہ یہاں ثبات برنگ شہر نہیں ممشید حیلہ جو ہے ویسک گز نہیں اب تجکو بد سگائے اہل نہ نہیں ورنہ چمن کا رنگ ادھر ہی ادھر نہیں اونکے زمان اس میں رہ پُر خطر نہیں اہل جہان کے دل میں اگر اذکا گز نہیں پہر ہو کلیم ہی تو سخن میں اثر نہیں
--	--

خلق اونکی نیکو راہ ہی وہ نیکو راہ خلق

بدخواہ ادلکا کیونکہ نور و سیاہ خلق

سر رکھ کے اونکے پانویہ قیصر کو مارتے  
 دربان بنکے فخر سے دارا کو کشتہ  
 افسر کو تاجدار سمجھتے ہیں یہ فرق  
 اونکا جمال اگنہ سی گزرا نہیں سی کیا  
 کندہ سی اونکی نام کی نازش کنان نگین  
 تسخیر اک جہان کی ہی اخلاق عام سی  
 میں کیا کہ اونکی دولت پادوس گرے  
 جام جہان ناکے سمجھتا نہیں ہے قدر  
 قبضہ میں اونکے آئے کہ شمس کو سی فخر  
 تشبیہ اونکی فعل لگا دے دی کہیں  
 ممتاز کیوں ثوابت و سیارہ میں نہو

اگر سلام گاہ پہ سبخر کو ناز ہے  
 آئینہ دار بنکے سکندر کو ناز ہے  
 یہ اونکی فرق پر ہی کہ افسر کو ناز ہے  
 جو اس مسرود پر مہ نور کو ناز ہے  
 سکے سے سیم کو ہے جلا ز کو ناز ہے  
 اونکے صدور حکم سی کشور کو ناز ہے  
 ماہ شیر و مہر منور کو ناز ہے  
 اونکی تمی نشاط سی ساغر کو ناز ہے  
 شمشیر میں ہی اونکی کہ جہر کو ناز ہے  
 کیا بات ہے کہ افسر سبخر کو ناز ہے  
 اونکا ہی درشنی شہ خا و کو ناز ہے

وہ شہ نشان کہ داتی اور کہین جنہیں  
 رتبہ میں آسمان سے برتر کہین جنہیں

کسرتی کی اونکی عہد میں شہرت نہیں ہی  
 آزار دی سیکونہ کوئی یہ حکم ہے  
 پروانہ کا نہ شمع کی شعلہ سے پر جلے

پہلی سی آسمان کی وہ طینت نہیں ہی  
 جو رستم کی ایک کوجرات نہیں ہی  
 صرصری شمع بزم کو وراثت نہیں ہی



<p>بیل کے دلیں گل کی طرف سی چنی غار          کچھ پہلے اس سی جو کوئی مظلوم مر گیا          جتنا ہی زیر خاک غنیمت ہی چرخ کو          خود دیکھ کر غزال بلا تے ہیں شیر کو          لکھتے ہیں میں حرفِ نخبین کو نقطہ دار          عسرت کے سین کو نہ لکھی کوئی بی نقطہ          ایچ خ شادان ستم پیشہ اب کہاں          اس عہد میں نذر لڑ رہی فی خسرت سے</p>	<p>محل پر خزان کو ایکلی طاقت نہیں ہی          کیونکہ کہوں کہ جینی کی حسرت نہیں ہی          اہل ستم کی دہر میں صورت نہیں ہی          اتنا بڑا ہے ربط کہ بہت نہیں ہی          تحریر میں ہی صورت زحمت نہیں ہی          اس دور میں یہ رسم کتابت نہیں ہی          تیری ہی یہ مجال یہ قدرت نہیں ہی          ماہی سی تا: ماہ شکایت نہیں ہی</p>
--	---

دیکر مثال کیجے جو شیر: ان کا ذکر  
 کہتے ہیں لوگ کرتے ہو کب کا کہ ان کا ذکر

<p>تشیہ کیا ہو اوس کف دریا نوال کی          کم قسمتی ہے اونسے بعد ادا مانگنا          رہنے سے اونکی عہد میں فارڈ کو ڈھیر          دست کرم سی اونکے پچا نامحال تھا          موقوف عرض حال پہ اونکی دہن نہیں          دست سخا کو اونکے کفایت نہ کر سکے          بہت سی ہی خزان خسرو نہ لے کوئی</p>	<p>جسکی مثال سی سے ترقی مثال کی          قدر دہش سی قدر ہے کمتر سوال کی          سچ کہتے ہیں کہ اوسکو محبت تھی ال کی          زیر زمین بچا دکی صورت خیال کی          کیا بات بن پڑی ہی زبا نہای لال کی          گزر کی ڈھیر یوں میں ہو صورت جبال کی          اب لکھو احتیاج ہے مال و مثال کی</p>
--	--

اوہنی کرم فی اہل ہنر کو کیا غنے کہتے تو کہدیا اونہیں حاتم پہ کیا کہن	پیری چلی نہ کچھ فلک برفصال کی ایک سیل بہ گئی عرق انفصال کی
زر کو قیام ہاتھ میں اونکے محال ہے زر صبر ہے تو کف دل عاشق شال ہے	
دشمن کو اونکے سانس ہی ہرگز ذائقہ تاب اونکے مقابلہ کا بحث تک جو قصہ ہے ترک سپہر دیکھ لے گرا اونکی تیغ کو میں کیا نگاہ محسوس جہاں تاب خیر ہو کیون ہم ہنر داؤسے ہوا تھا کہ اسی حد باقی نہیں ہی اب دل بدخواہ میں جگہ قہر و غضب کا اونکی لکھیں کچھ بیان ہم اونکی نگاہ قہر کو کہتے ہیں تاب سوز جب تاب عجب ہی نہیں کیا بات کر سکوں لوزان کیونکہ صبح کو سنے کہ محسوس کیا اب تاب دہر میں نریگی عجب نہیں	ہو جامی رنگ رخ کی طرح سی تقای تاب رستم دل اس قدر ہی تیرا ہشنامی تاب کیونکر بجا حواس رہیں اور بجای تاب کچکر نیام سی وہ زر گرد کہا سی تاب اب ہی ہی صبر ہی اور دماغی تاب کہہ دو کہ اپنا اور مہکنا سی تاب خامہ جو ایک حرف ہی لکھنی کی پاتی تاب پہر سکھو اونکی ساسنی دہشت سی تاب جو ابتدائی بات کی ہی انتہائی تاب کو سی ہی اونکے قہر و غضب کی تلاقی تاب صورت بدل کے زلف تباہ میں سی تاب
قہر و غضب سی قہر خدا آشکار ہے ترک فلک مصاف میں ایک پیشکار ہے	

<p>کب تہی مرا و صفہ قرطاس پر رون چلتی تہی ہریان میں کب اسقدر زبان کرتا ہوں کسی تیز تر رفتار کا بیان پہنچے کہی نہ طایر سرد رہا ہر گھٹان رہ جائے گر ہو یک صبا او سکی مہنان لازم سی او سکی لگ میں ہوں فنگشتان دیکھا نہیں میں پہ کسی نعل کا نشان مانند برق آنکھ سی ایکدم میں ہونہان دل سی پنج سکے نہ کوئی بات تا زبان ہی چال او سکی محبت اثبات کن نکال گستاخ میں شعر میں ہی او سکو تھ گران</p>	<p>کب تہی مسند خامہ کو میری یہ شوخیاں ماں ہوئی تہی تیز تر تقریر کب مجھے لکھتا ہوں کسی شوخی و چالاکیوں کا ذکر رخش صبا خرام وہ اوٹھا کہ جبکے ساتھ تہک جامی گردن کی کسی جامی ٹہپہ جام پتلا ہے نور کا کہ نظر میں جہان کی ہے باتیں کرے ہوا سے سبک کام بقدر دیکھے جو او سکی تیز روی غور سے کوئی لے آئے اتنی دیر میں آفاق کی خبہ آفاق طے کری مرو بر ہزدن میں وہ چالاکیوں کا اسکے نہ مضمون بندو سکا</p>
--	---

شوخی میں او سکے تیز تر تقریر صرف کی  
لیکن نشست ٹھیک نہیں ایک حرف کی

<p>ایک بار انگلیوں سی میرے خامہ چٹ گیا قرطاس نے کہا کہ یک بجہ سی اوٹھ سکا گو یا کہ او سکی چال سے آتا ہے زلزلہ جرم زحل سے دیجی نسبت تو ہے بجا</p>	<p>تحریر وصف پہل میں اتن گران ہوا لکھا جو میں فی او سکی گران پیکر کا مال گا و زمین نہ تھر سکے او سکے بوجہ سے پیکر کو او سکی کوہی کیز کر شاں دن</p>
--	--

<p>یہاں یمن سعد اکبر و صغریٰ ہی سوا          آسودگان خاک کو رہتا ہے ڈر ذرا          رفعت کو اوسکی چاہے اگر کوئی نہ کہنا          غلمات میں کسی فی یہ دو شمع دین جلا          دینے کو لای نقرہ مہتاب رومنا          جتنا کہ دام و دود پہ ہی دل شیر کا کہلا          حملہ کرے جو شیر فلک کا ملے پتا</p>	<p>پراسقدر ہی فرق کہ منحوس ہی خل          مستی میں آکے مہرہ زمین پر کر رہی تڑ          لازم ہی پہلی پشت سی اپنی لگامی سر          سو جی یہ بات دیکھ کی خرطوم پر وہ دلا          گر چرخ آئی دیکھنی مستک پہ اوسکی چاند          وہ شیر کے شکار پہ اتنا دلیر رہے          سننے جو نام شیر تو شوق شکار ہو</p>
---	---

فوج غدو پہ حملہ کا گرچہ خیال ہو  
 مانند سبزہ خون عہد و پیمان ہو

<p>خلد برین سی کم نین اوسکا ہر ایک مقام          مشکو دکو و ہر زن و دیوار و قصر و بام          کوثر پر ایک مکان ہی تیشہ ہی تام          گرز مہر پر دیکھے تو فالج ہو لا کلام          ہمایہ سپہر کہیں جسکو خاص و عام          طے کر چکا ہوں میں کرہ باد کو تمام          سن اوں قدیون سی صدا ہای اسلام          پہنچا ہے اس چمن کا بہت دور و زمان</p>	<p>دارالریاست اونکی کہ انور ہے جسکا نام          عیش و سرور و لطف و مسرت سی بین بہر          ساگر پہ جو محل ہی کروں اوسکا کیا بیان          ستیل نواس میں ہی وہ سردی کہ دور ہے          کیا پوچھتے ہو رفعت بالا حصار کو          پائمن قلعہ آکے ہوا ہے یہ آشکار          پہنچوں اگر بلندی طلع سی وہاں کہی          تعریف اوسکی باغ کی رضوان سی پوچھو</p>
--	--

دیکھا جو ایک لنگا ہقیماں خلد نے	جنت میں ایک دم کا پھڑنا ہوا حرام
آخر اسی میں آ رہے اب دیکھتا ہوں	غلماں کا ایک جھوم ہی جو رونکا اژدم
بہولے قصور کو تر و تسنیم و سبیل	جو جس روش میں لگی رہتی ہیں شاد کام

جو خوبیاں ہیں خلد کی سبکے گمان میں ہیں  
جو کچھ نہیں گمان میں وہ اس گلستان میں ہیں

سب اہلکار کوئی عطار ردِ نطیس ہیں	سب مشتری خصال میں قننی مشیر ہیں
جودل میں ہو سیکے وہ ادنیٰ زبانہ ہو	اتنے اشارہ فہم ہیں روشن ضمیر ہیں
ہر بات میں ہی راہی کی وہ روشنی عیاں	جس روشنی سی غیرت ماہِ نسیر ہیں
سرگرم ہیں رواسی حاجات خلق میں	ہیں جس جگہ وہ مربع بزنا و پیر ہیں
سر پر ہے سکے ہات کا سایہ کہ اس طرح	ہر پاشکتہ کے لئے وہ دستگیر ہیں
ہیں بہرہ مند فیض و نسیحت اس قدر	جو اونے کامیاب مغیر و کبیر ہیں
دیکھا ہے کسا دست کرم ایجا کہ یوں	محسود زرفشاں ابرِ مطیس ہیں
راحت ہی کس کو آج جہاں خراب میں	کسکی یہ رحمت ہی کہ راحت پذیر ہیں
گرا بساط ملک ہے فرما نرواہین وہ	گر عیش بادشہ ہی تو وہ باج گیر ہیں
جز دروختی بساط نہیں ہی کوئی ملال	مخت گزین کوشش و سعی کبیر ہیں
بہر حصول دولت پا بوس کس قدر	ماول شان رحمت رب قدیر ہیں

دیکھا جو ادنکا شوقِ جنوری تو بن کہے

خاصہ ہرکان خطاب زمین میں اس کے لئے

یہ جشن مندرخی ہو مبارک حضور کو پہنچا ہے کان میں کہیں کر ایشو کا ذکر لمحایے بار حضرت موسیٰ کو گریہاں کثرت فی روشنی کی بچوڑی کو بجی ایک ایک ذرہ مشرقی انوار مہر ہے شام و سحر میں ایک نہیں امتیاز کچھ کیا دیکھئے ثوابت و سنار کی طہر زاہد ایک جرد جو اس بزم میں ملے پہلے زمین سی حق فی اوٹھایا تھا اس لئے ہی دہرین و غور دش سی سکون عام بخشش سے اونکے یضغفا کا ہوا حال	دایم ہو رونق آپ سی بزم سرور کو جنت کو چوڑی کی تہنہا ہے حور کو دیکھیں ہزار شمع تجلی طور کو سب کچھ دکھائی دینی لگا چشم کو طلعات میں بھی آج ہوا دخل نور کو اب رات اشیان میں ہی بہاری طہور کو ہو کس طرح مندر و غ چہ راغان دور کو دل سے مٹا جی سرش اب طہور کو دنیا تھا اس مکان میں ارم کی قصور کو باندہ ہی میں فی قافیہ ناصبور کو دعوتی ہم سری ہی سلیمان سی مور کو
---	---

اس انجمن کا یہ سبب انعتاد ہے

بار آور آج نخل ریاض مراد ہے

فرزند باسعادت و اقبال آپ کا وہ بخت ہو کہ جہہ سکندر کو رشک ہو وہ علم ہو کہ جہہ عمل آپ ہو نہ وہ جام ہو کہ کوہی گرائی کا ادعا	خشت میں جا ہند ہو قیصر سی ہی ہوا وہ علم ہو کہ جہہ عمل آپ ہو نہ وہ جام ہو کہ کوہی گرائی کا ادعا
---	--

تازہ خصال گلشن اقبال کو ملا  
ہاتھ اگیا ہے شاہ مقصود و مدعا  
شوکت کو آفتاب کہیں اور او نہیں ضیا  
یہ درشاہ ہمارے دریا ہے گر سخا  
گو یا کہ ایک شرط تھی یہ جسکی ہے خزا  
سب اس خبر کے اب نظر آتی ہیں متدا  
آمادہ خضر دینے کو ہیں آج رونما  
یعقوب کو جو نور ہوا تھا نظر سنا

شمع جلال پائی ہے مشکوی جاہ نے  
لا تاق ہے جس قدر کہ ہو کثرت نشاط کی  
دولت کو ماہ فرض کرین اور او کو نور  
یہ اصل ہے بہا میں نشان ہے گر کرم  
تکمین و جاہ منصب عالی حضور کا  
شادی و انبساط و سرور و نشاط و عیش  
آسی ہیں نقد زندگی جاودان لئے  
دیکھا وہ انکی حسن سی اب سبکی انکھ نے

چشم خیال میں اگر اونکا جمال ہو

موسے کو غش سی ہوش میں آنا محال ہو

جو تابخ میں ہی وہی ماہ بسین میں ہے  
پوشیدہ مشک و غزالاں چین میں ہے  
پہاں بزم نگہت گل یاسمین میں ہے  
یوسف یہ جانتا ہی کہ خوبی میں ہے  
پوشیدہ نقد عمر ابد استن میں ہے  
کثرت نجوم کی فلک مہتمن میں ہے  
قدرت جولوج و کرسی و عرشین میں ہے

جو نور مہر میں ہی وہ او کی جبین میں ہے  
دیکھی ہی زلف مشک نشان کیا کہ شرم ہے  
اس نونال کی کہیں پائی ہی بوڑھک  
انکھیں کیلین گئی دیکھ کی اس مہ جال کو  
نخت جان کے چہرہ ہی آثار ہیں نمود  
ہی یسین عمر کی گنتی کہ بقدر  
مقدم سی او سکے اب ہی میسر زمین کو

عزم نثار خاطر روح الامین میں ہے موجود جو زمین پہی جو کچھ نہ میں ہیں ہے دیدار کی ہوس دل حسرت گرین میں ہے حسن قبول جو سخن دلنشین میں ہے	حکم حضور ہو تو بلا لون او سے یہی اس حشر میں عجب ہنسن وہ زرشاد سلاکت بقرار ہوں کس طرح سی میں دنیا میری دعا کو وہ اسی خالق جہان
--	--

طاقت نہیں ہی مع کی اب بھگو کیا کروں  
کر پاس آبروئے سخن ہے دعا کروں

پانی پر سطح خاک کا جب تک نشان رہے جب تک سخن ہی صیقل تیغ زبان رہے نما گلستان کو صد غمہ باد خزان رہے تار بکے یہ بخش گل ارغوان رہے جب تک کہ شجرت سی جدا لامکان رہے منا بتوں کا باعث آرام جان رہے عشاق خستہ حال کا تا امتحان رہے یہ ہستانہ قبلہ نوشیروان رہے ابر کرم زمانے میں گو ہر شان رہے حکم آپ کا جہان میں یوں ہی روان رہے لطف خدا سی دوست ہی جو کامران رہے	جب تک نظیر من گردش مفت آسمان رہے آرایش قلم ہے جب تک تراش رہے تا ہوسیم نافوٹا شمیم گل تا بخت چمن سے معلوم شام ہو جب تک کہ مین کے دلوں علاقہ مکانسی ہے جب تک کہ عاشقان محبت شعار کو منصور شاہان ستم کش دھس کر کو آسائش جہان رہے عدل حضور سے فیض حضور باعث آرام خلق ہو حاصل ہے جسطرح ہی روانی حبار کو تہر خدا ہو باعث آزار بد سگال
--	---



ہوتا رہے جنورین چشمنہ نقدر سالک کے بعد اور کوئی مع حکمان رہے

لب پر دعا ہوا اور کوئی مدعا نہ ہو  
آریش سخن مجھے اس سے سوا نہ ہو

### ترجیع بند

لب پر ساغر سانی مینا رہے	ساقیا یون دور می چلتا رہے
آقیامت آنکھ میں چھایا رہے	وہ شراب عیش دی جب کاس رو
دیج سلطان دکن پر آ رہے	وہ شراب نابے جس سی زباں
زیب زینت نطق کو دیتا رہے	وہ شہ والا صفت جب کیا رہے
سبزو خاقان کاسیر بچار رہے	وہ شہ دین پایہ جب کی سنانے
شرم سے ہتھ ہوا دیر رہے	ہاتھ اوسکا دیکھ کر وقت کم
آسمان برگشتہ اعدا رہے	بازگشت اوسکی سفر سیر بیکر
آقیامت روشنی افزا رہے	خاندان آصفی کا یہ سپراغ
یون سب اس مقدم والا رہے	چاہے رزق فراہم ہر زبان

مرحبا اسکندرو دارا توئی

ناصر دین افضل دنیا توئی

یہ گلستان پر گلستان بنگیا	ملک پر رشک بہار ان بنگیا
ذرہ ذرہ مہر تابان بنگیا	اوسکے مقدم فی یہ بختا بنگیا

<p>مجھے پوچھو اس سفر کی خوبیاں  ہی من و تپنگی اسکا ہی نام  اس قدر گوہر فانی اوسنی کی  عبدین اوسکی بڑی یہ قدر علم  بزم میں پایا نہ جب دارانی با  لطفت فی اوسکی کیا بسکون غمی  دیکھ کر اوسکی سواری آفتاب</p>	<p>کام تھا دشوار آسان بن گیا  کان زر سائل کا دامان بن گیا  دست بخشش ابریشان بن گیا  ہر گلی کوچہ دبستان بن گیا  اوسکی دروازہ پہ دریا بن گیا  ہر گداحسود سلطان بن گیا  ساتھ میری خود ناخوان بن گیا</p>
	<p>مرحبا اسکندر و دارا توئی  ناصر دین فضل دنیا توئی</p>
<p>جب گاہ دہلی میں گہ گردون بجا  وہاں کی بخشش آبی گرتحریر میں  اور اگر تحریہ کی تفسیر ہو  جشن کی رونق بڑھائی اور ہر  دن چڑھے آئی سواری اسلئے  گر جلو میں ہوں تو پوچھی کون  وہ لئی جاتا ہی مہر اوسکا نشان  پہر نو عیش اس ملک کو</p>	<p>سب میں انجم بنے وہ آفتاب  لاکھ جلدوں میں سمائی یہ کتاب  کہہ سکی سبحان نہ پورا کوئی پہ  کر دیا ملک کن کو کامیاب  سایہ افکن فرق پر یا صاحب  قیصر و قصور کا یہاں کیا حساب  یہ چلا آتا ہی مہ تہامی رکاب  پہر سارک ہوا امید فتح باب</p>

ایک جانب غیر مقدم کی صدا	ایک جانب یہ زبان غیر خطاب
مرجا اسکندر و دارا توئی ناصر دین افضل دنیا توئی	
شکر اپنی تماشہ دیکھئے بگئی ہیں ہر جگہ قوسین نام جہنمیان میں یا نشان نیسا ہی چراغوں میں تاروں کی پہا نور کی کثرت ہوتی ہی سقدر ہر طرف چہی میں تہا زبان آفتابی غیرت صد آفتاب برج اونچے ہو گئی ہیں سقدر پہلے پھر کی موندہ سی چہی کی ہیں	صف لصف خلقت کو ہر جا دیکھئے رشک قوس آسمان کا دیکھئے ہے نسیم عیش پہا دیکھئے ہی زمین افلاک آسا دیکھئے دفن جس جا ہوں خزاں دیکھئے آگ کا گلزار پہلا دیکھئے ماہتابی ماہ سیما دیکھئے چرخ کے برجیسی بالا دیکھئے یہ صدا ہوتی ہی پیدا دیکھئے
مرجا اسکندر و دارا توئی ناصر دین افضل دنیا توئی	
تار ہے پہلا زمانہ کا چمن باغ میں جب تک سرور لکیر ہے دشت میں جب تک نخ غیر ہے	تار ہے پرتا ہوا چمن کہن شور بانگ بیلان نغمہ زن ناگوار شور شن زاع و زغن

<p>آب میں جھٹکانی پانی پانی جا یا الہی خرم و شادان رہے اوسکو خندنگا قیصر قصرین دوست اوسکی ہون گفہ شگل یہ دعائیں کہن ہن سنا قبول اوسکی مقدم کی نہ کیونکر نوید مرجا اسکندر و دارا نوئی</p>	<p>اگ کاری کام جب تک سخن میر محبوب علی شاہ دکن اوسکے خادم خانان من دشمنوں کو اوسکی ہو رنج و سخن دل سی آہن ہن ہماری دہن کیون نہوید زفر نہ زیب سخن ناصرین فضل و نیا توئی</p>
<p>ترجیع بند در لوحہ سرفات جناب و تسادی نخل اولہ دبیر الملک میرزا اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ لب</p>	
<p>شب کو آخر شمار ہونا تھا اب کہاں گل نشانی مضمون شب شب انتظار بنی تھی حشر برپا ہوا تو خوب ہوا کیون برآی میری کوئی امید نفس چند کیون رہی باقی ہر ستم میری داسطی ای جہنم تیغ بیداد تیز ہونی تھی</p>	<p>روز انکھوں میں تار ہونا تھا خامہ حسرت لگا ہونا تھا روز روز شمار ہونا تھا یہ بھی امی روزگار ہونا تھا نا امید شاعر ہونا تھا دہر میں شرمسار ہونا تھا خجوا بار ہونا تھا اور مجھ پیری وار ہونا تھا</p>

نغمہ سنج نشا ط کیا ہونا      زرب لب بار بار ہوتا تھا

رُشک عرفی و فخر طالب مرد

اسد اللہ خان غالب مرد

اب نہیں ہوں میں رہا کوئی	کیا میرا حال پوچھا کوئی
کوئی آزار چرخ کا گلہ مند	شاکِ نجات نارسا کوئی
چشمِ ترسی ہی کوئی طوفانِ خضر	ضبط سی ہے بہر اہوا کوئی
ہی کیسکی فغانِ شہر افشان	سوزِ پنہان سے جل گیا کوئی
جو نہ مانگے کہی کوئی مجبور	لب پہ لاتا ہی وہ دعا کوئی
اپنے عالم میں مبتلا ہی جان	کوئی دشمن نہ آشنا کوئی
نہیں جہنمی کی زندگانی تک	غم کی سچا نہ انتہا کوئی
راز اتنا تو کہو لرے مجھ پر	نہیں اسرارِ دان ملا کوئی
اب یہ کیوں آسمان کو ہی گر رہا	فتنہ اس سے ہی سچی کوئی

رُشک عرفی و فخر طالب مرد

اسد اللہ خان غالب مرد

جسمیں رہتا تھا ہی جلوۂ یا	ہی دی اکٹھے غم سی طوفانِ ہا
تہا سکون میں جو مرکزِ خاکی	نہیں اس دل کو شل برقِ قرا
جان لب پر کہی نہ آئی تھی	اب بسوں سی ہی ہو گئی نیرا

<p>اب وہ پیمانہ نجات ہوا کیف نفس زندگی محال ہوئی راہ تہ بدتر ہی روز ماسی مرگ کا اب خدا سی طالب ہو زمر کمانی میں خفت تھا کیا کیا سبب گریہ پوچھتی ہیں لوگ</p>	<p>زیب کف تھا جو سنا عرشا کاش آسان ہو مردن و شوا روز خلعت میں غیرت شب تا پہلے کیا کیا تھی لگنی میں عار اب سمجھا ہوں چارہ آزار مجھ کو کہنا پڑا بھی ناچار</p>
<p>رشتک عرفی و فخر طالب مرد اسد اللہ خان غالب مرد</p>	
<p>نزد و نکا علاج درد جگر دل گم گشتہ کا کہوں کیا حال سطح خاک کی الہی خیر شیع نرم سخن کی خاموشی یہ کس تش زبان کا مژاہ کشت امید ہو گئی تاراج نخل حرمان میں تازگی آئی مجھ سے بوجہ شہر ہی گزرا ہو گیا ہے میرا یہ نکتہ کلام</p>	<p>زندگی موت سی نہیں تہتر کہ مجھی جان کی نہیں ہی خبر آج رکتی نہیں میں دینج تر دگنی نالہاے صور اثر کر گیا برق سی سوا مضطر خرسن صبر پر چلی مصرصر شجر آرزو ہوا بے بر پر نہ اس حادثہ سی تھا بڑا بکر پہلے ہر بات سی یہ ہی لب پر</p>

رُشک عرفی و فخرِ ظاہرِ مد

اسد اللہ خان غالب مد

<p>خضر راہ سخن جہاں سے گیا مرگ کا زندگی میں تہا کہنگا شعلے ہر بات میں نکلتی ہیں شکر ہے موت جلد اگر آجائے دہری پر نہیں ہی فوق دہر گل میں لیکن نہیں بہارِ نظر دل ہی لیکن نہیں ہی لکھو قرار خاک میں مل گیا عس و سخن یاد ہے وہ غدوبتِ گفتار</p>	<p>ما دتی راہ کاروان سے گیا یہ بھی غمہا ہے جاو ان سے گیا ضبط اب سوزش نہاں سے گیا شکوہ اب مرگ کہاں سے گیا باعثِ زہر ہے ہر بیان سے گیا زنگ گویا کہ گستاخ سے گیا صبر گویا کہ انسی جان سے گیا مہر معنی کے آسمان سے گیا اب سخن کا فزا زبان سے گیا</p>
---	--

رُشک عرفی و فخرِ ظاہرِ مد

اسد اللہ خان غالب مد

<p>غم استاد ہے اگر یہ ہی بتلائی الم ہوں کیا جانوں و بدم اپنے چاہرِ رونا میں ہوں اور رنجِ یکسی افسوس</p>	<p>یا خدا کیونکہ زندگی ہوگی عیشِ کیاشی ہی اور خوشی کیسی اور رونے پہ گاہ گاہ ہنسی وہ بہی نہ تھی کہ خوش رہتی</p>
---	--

<p>ایک دن دہرین میری فرما آسمان گر پڑے تو کرنے دو نشور اگر ہوزمین تو ہو جا سیجھے نالہ اور مر رہئے کیا کہوں کون مر گیا سالک</p>	<p>ہی ہو جانگی کہانی سی سر پر ایک بو جہانی بھی سی میں ہوں پوند کاش جتنی سی زندگی کی ہی کائنات ہی آپ کہتی ہیں طالب و عرفی</p>
<p>رشتہ عرفی و فخر طالب مرد</p>	<p>اسد اللہ خان غالب مرد</p>
<p>مرثیہ در وفات محمد افضل حسین خان کو کب</p>	
<p>رہتا نہیں ثبات چمن روزگار کا گر غنچہ اتفاق می پائے گنگلی جس انجمن میں شکوہ ہے بدستہ نشاط جس بادہ میں سمجھتے ہیں ہم نشہ سرو ہیں فوج فوج در دوالم در پے نشاط وہ لوگ جسے رونق ہر بار گاہ تھی ہر دم سپہر سے ہی زمانہ کی اتبری سخلین یہ کسکے غم فی الہی بگاڑ دین خالی کیا ہے کسے یہ بزم جہان کو آج</p>	<p>کہتا نہیں ہی پھول بھان اعتبار کا ہوتا ہے وقف سر زرش نوک خار کا گر صبح دیکھتے تو ہے گہر سو گوار کا اوتھتا نہیں ہی صدمہ اوسکی خار کا رہج خزان تیجہ ہے فصل بھار کا اب دیکھی ہیں مرغ ہی گل ہی فرار کا ہر وقت ہی فروں ستم اس بدشمار کا روتا ہے دیکھتے دیکھتے کی موند یار کا بگڑا ہوا فرما ہے مئی خوشگوار کا</p>



رو تا ہون زار زار بفضل حسین خان

ہی لب پہ بار بفضل حسین خان

وہ آفتاب برج صداقت کہان گیا	وہ لو کہ سپہر محبت کہان گیا
وہ فخر و دمان شرافت کہان گیا	تھا او کی ذات ہی شرف کائنات کو
وہ تاج بخش مارک عزت کہان گیا	سر پٹیتے ہیں او کے لئے اہل زد کا
وہ سامع بیان مصیبت کہان گیا	ما تم میں او کے رویئے اب کسی شے
بی نور ساز چشم بصیرت کہان گیا	خورشید جلوہ گر ہے گردن سیاہ ہی
زینت فزنی بزم سرت کہان گیا	جز نوہ کان میں نہیں آتی صدای نیکا
وہ نخلہ گلشن الفت کہان گیا	بستا اسرا می دل پہ چلی کیوں موم غم
ساغر کش حقیقت محبت کہان گیا	ہر دم ہے شوق فضل مینا ہی دل پہی
سرایہ بخش تاب طلاقت کہان گیا	تصویر اہل غم کی طرح ہوں سکوت میں

تہی او کے ساتھ بزم سرت کہ ہر گنی

اجاب فتنہ میں وہ صحبت کہ ہر گنی

وہ صد مہر ہی کہ رہیں سکتا نہاں دینغ	کیونکر میری زبان پہ نہو ہر زبان دینغ
کیون ملکسا نہ خاک میں تو آسمان دینغ	یون دفن ہو وہ گنج گران مایہ کرم
کرتار ہے وہ میری طبع جادو دان دینغ	دیکھا ہو جس نے او کو دم نزع ایک بار
ہر دم عا ہے پہلی ہی سیرا بیان دینغ	ہر بات سے ہی پہلے میری لب پہ پہا ہی

میت کو اوسکی شب کو کہا مہمان دینغ	کرتا تھا جس مکان میں وہ مہمان نوازیں
اس داغ کا ثبانیہ سلیگان نشان دینغ	یہ جوش ہشک، اور وہیہ گریہ بدر
نقد شکیب سہنے دیا را یگان دینغ	پایانہ ہوش کہو کے اوسی دہ مصیبتا
پایا ہی جہان میں پایا جہان دینغ	دیکھا یہی زمانہ میں افسوس ہر جگہ
انہی آسمان دینغ ہی اسی آسمان دینغ	ای روزگار حیف ہی اسی روزگار حیف

لاؤن کہاں سی دیدہ پر نم کے واسطے  
ملوفان نوح چاہئے اس غم کے واسطے

دریا بجا بجا کے مجھی بھی بھاگتا	کیا جانی اب یہ دیدہ تر کیا دکھاتا
ای اضطراب دل کہیں دم پر نہایتا	کب تک ٹپ ٹپ کی گزراہ گئے عمر
کیا گناہے دل میں یہ مجمع مایگتا	ڈرتا نہیں ہون جوش خیم ورنج سے مگر
سینے کو چیر کر کوئی گنتی میں لائگتا	باور نہیں ہیں دل میں اگر بی شبار داغ
گویا کہ ہکو دیکھہ کے وہ رحم کہا گتا	روتے ہیں اوسکی قبر پہ یوں زار زارم
پروانہ کیں لسیکو جو بجلیے گرا گتا	عالم نظر میں تیرہی اس مرگ سی خاک
وہ کونسا ہی شغل جو اسکو بہلا گتا	ہر روز دیکھتا ہوں فزون اوسکی یاد کو
یہ دہوڑتا تو خاک میں ہم کو ملا گتا	وہ زیر خاک اور بھیاں اوسکی جستجو
جانین ہزار جا من مگر بھیہ نہا گتا	یہ صدہ ساتھ جان کے ہی نہ نہ جانا

جب تک ہماری زندگی مستعار سے

گودہ نہیں ہے داغ مگر یادگار ہے

<p>شورشورشون اہل عزامین ہے گردوغبار داسون بادصبا میں ہے آتش صغیر مبل بنین نوا میں ہے اب کیون شراب ساغر گنتی میں ہے آج امتحان کروں کہ اثر ہی دعائیں ہے مضمر نجوم یاس میرے مدعا میں ہے کچھ بوجلی ہوئی نفس شعلہ زامین ہے جنش کہیں مار کی زلف دوا میں ہے تنگی فٹار گور کی سبہ قبا میں ہے</p>	<p>کسکایہ ماتم آج سنبھی سرامین ہے کیا خاک اور گئی چمن روزگار کی پاتا ہوں ہر نہال چمن میں جلا ہوا جھشید آج گرتہ خونین سے بہرا ہے ارمان میں مرگ کے یہ بھی کسے بعد مرگ ہی کسی زندگی کی دوبارہ میری مراد جلتے ہیں کسے غم میں الہی دل و جگر کس صدمہ سے ہی ہیں دل اہل جہان کی گہرا دیا ہے مرگ فی کس جامہ زیب کی</p>
--	---

ہے یہ نمود بود کہ جب تک حیات ہے

اور وہ حیات جسکی نفس کائنات ہے

<p>اب لوٹئے کہ دل ہی شکباہینن ہا وہ اوٹہ گیا جہان سی تو کیا کیا نہیں ہا یہ بچہ گیا ہے جی کہ تقاضا نہیں ہا اب کچھ بھی ذوق سیر و تماشا نہیں ہا غم کار ہا ہجوم تو حیا نہیں ہا</p>	<p>اب رویے کہ ضبط فغان کا نہیں ہا اندوہ و درد و یاس غم و رنج و اضطراب اب دے دے نشاط و سرور افلاک ہے آرزو کہ دیکھئے آشوب حشر کو خالی رہی نہ دل میں تیری جانی شکر ہی</p>
--	--

<p>آب دہوای دہر میں غم نے اثر کیا کہلتے ہیں بھول کیلئے شرمزدگی کے تہ کرتے ہیں دفن آج اسی قبر کو دگر گوکب کی بخش دوش پیکر علی پہ لگ</p>	<p>اب جو رہا محبان میں اچھا نہیں رہا کیا اب وزنگ گلشن دنیا نہیں رہا حاصل بہشت میں کوی پر دہنیں رہا خورشید شہر سر سے کچھ ادب نہیں رہا</p>
<p>برحق ہی موت جلتے ہیں سب کو آگ لگی لیکن یہ موت دل سی بھلائی بن آگ لگی</p>	
<p>افسوس اہل دہر میں ہے جا بجا تیرا اب حجت ثبوت وجود و فنا کھان میں تیری جستجو میں چلون سر کے بل اور تیرا لگا و دل سی شاہے نہ سر کے کرنا تھا چند روز تماشا یہاں کا اور اجاب اس سفر سے تجھے روکتی تو کیا سوا بار حسین دیکھی ہے بزم سرور و رکھا طریق صعب گزار عدم میں پانو کیا جانے دستوں کا ہی تکیو ہی کچھ خیال</p>	<p>جتنا بجوم خلق ہو غم ہو سوا تیرا تہا تیرے ساتھ شیوہ مہر و فائیرا روے زمین پہ پاؤں اگر نقش پا تیرا گو تو نہیں رہا ہے مگر غم رہا تیرا کیوں سیر گاہ دہر سے جی بہر گیا تیرا یہ بھی نہ کہہ سکے کہ نگہبان خدا تیرا وہی مکان آج ہے ماتم سدا تیرا ہے اس سفر میں فضل خدار ہنما تیرا سنستے ہیں ذکر دہر میں ہم جا بجا تیرا</p>
<p>کہتے نہ اسکو غم یہ فلک ہی گرا ہوا یہ بھی ہمارے سر پہ حسد اکا دیا ہوا</p>	

دیکھیں بہاوی شہر کو سیلاب کسطح  
کشت امید ہو میری سیراب کسطح  
روکون سرشک نہ یادہ پر آب کسطح  
پورے ہون حشر کے لئی سب اب کسطح  
دیکھیں تو آج شکوہ ہو متاب کسطح  
یہ بحر بیکار ہو پایا ب کسطح  
تیرے لئے زمانہ ہی تیا ب کسطح  
کہہ تو ہے کہ اے بھی خواب کسطح  
گرتا ہے میری آنکھ سی خواب کسطح

روستے میں تیری دہلی اجاب کسطح  
جب چرخ سے یہ برق ستم متصل گرے  
اس جو شش غم میں غصہ آبی کی خیر ہو  
گر ایسے حادثات جہاں میں ہوں فلک  
دیکھیں تو آج دنگو نکلتا ہے کیونکہ مہر  
ناشنا سے برفت آشنا ہوا  
کنج فرار میں تجھے آتا ہے کیونکہ چین  
خواب عدم میں دیکھ کی سوی ہوئی  
ایک دم تو آنکھ کھول کی میری طرف بھی دیکھ

گو شکوہ تجھے شکوہ مہر و وفا نہیں  
ہاں یہ گلہ کریں تو کچھ اسکا گلہ نہیں

یہ کس کو غم میں ناز کیا تو نے کیا کیا  
کیون اوں کو اشکبار کیا تو نے کیا کیا  
اودہ غبار کیا تو نے کیا کیا  
افسوس سگووار کیا تو نے کیا کیا  
کچھ بھی نہ استغفار کیا تو نے کیا کیا  
کس کس سی شر مہر کیا تو نے کیا کیا

آقا کو بقیر کیا تو نے کیا کیا  
وہ آنکھ جسمین گریہ شادی رہا دام  
وہ دامن کرم جو گلون میں بہر رہے  
ہر ایک اوں کی بزم میں مجید وقت تھا  
تہا شوق پابوس تو لازم تھا منبری  
کس کس سی ادسنے تیری بلا نیکی ضد کی

تو قیر تیری جی جی کسی کسی اوسنی کی	سبکو نظر من خوار کیا تو نے کیا کیا
آقا کو آج تک ہی وہی مہر ہی تیری	ترک وفا شمار کیا تو نے کیا کیا
جبر اختیار تک تو دھکنا ضرور تھا	کیوں ہجر اختیار کیا تو نے کیا کیا

سالا لک سی دعائیں ہی نہ ہو کرت ہو	آقا کو عمر خضر ہو تجکو نجات ہو
-----------------------------------	--------------------------------

مرثیہ در وفات میرزا شمشاد علی بیگ ضوان تخلص برادر خرد راقم

ای جوش سینہ سانس کو شوفغان بنا	ای سیل گیریا کہہ کو دریا نشان بنا
ای درد بال بل میں پہلوسی ڈوڑجا	ای مرغ دل کو باعث سوزن خان بنا
ای ہاتھ پرین بن نر بجای کوئی تا	ای بانو کوہ دشت کو صحن بکان بنا
ای روزگار روز بہی گزندے کے	ہر شام کو میری شب بجان بنا
ای زخم ایک دل ہی میں کا شوقی	نا سوز ہر مسام ہمارا کھان بنا
ای فرط یاس سینہ میں رہنے غمیدہ	ہر آرزو کو صدہ مرگ جوان بنا
بہر کا کے دماغ کو جگر دل کی درد	آہ آسمان کے تیرے آسمان بنا
نشر جگر میں توڑ دے دل میں چہرے	ای غم مگر قرہ کو میری خوچکان بنا
پیدا ہو کوئی غم تو بشارت دی انہی غم	مرحامین جسر تین تو مجھے نوحہ خوان بنا
کرنا نہ بعد مرگ سبک ہی ہجوم یاس	اس صنف پر ہی نقش کو دنیا گران بنا
جہل انجمن میں مای ملے اتفاق سے	لازم ہی او کو بزم عزای بیان بنا

آبای گر لبون پر کوی دم ہوا بنے  
افسوس گرے جو انکھیں سیل فاش بنے

<p>کیا اس چمن میں ہی دل نادان ہوا ایکٹ پیر سے زمین پر اوٹکا پڑا ہوا قدخمیدہ صفا ہے بنا ہوا دیکھو تو آج ہے وہی دامن پٹیا ہوا وہ ہی چیراغ صبح کو دیکھا بچا ہوا پیارے حیات ہی ہے کچھ بھرا ہوا جاتا ہے جطر م کوئی گھر کہ لٹا ہوا کل دوستوں کے لب پیہ ہو گا وہ کیا ہوا وہ ہی کہے کہ ہے یہ کبھی سنا ہوا ہے زندگی میں موت کا کھٹکا لگا ہوا بہائی کو موت آئی رہا میں بچا ہوا</p>	<p>سیر سرائی دہر میں کیوں بستلا ہوا جو برگ سبز و زخون کی زیب تھے شمشاد تھا جو رشک سہی قاتلان کل جس میں بہر کے لگے ہم گلستا ہوا دیکھی تھی جسکی شکوہ شبنم میں روشنی جام نشاٹ بہرتے ہیں اور یہ خبر نہیں جاتے ہیں سوئی ملک عدم کس طرح ہوئی افسوس آج مرگ غریزان پہ ہے سخن جس سے بیان کیجے کوی تازہ واقفہ غفلت سے ہو بجات تو کیونکر خبر ہو فرق جوان و سپرینین روزگار کو</p>
--	---

وہ بہائی جسید جان گرامی نشا رہو

وہ بہائی جسکا صدمہ غم بار بار ہو

وہ مایہ سرور دل و جان کہ ہر کیا  
افسوس و چراغ شبنم کہ ہر کیا

انکھیں یہ دہر وندتی میں کہ رضوان کہ ہر کیا  
ہی تیرگی سی کیوں میری نظر دکھی سننے

وہ بخیہ ساز چاک گریبان کدہ گریا  
مبضطہ یونانی میں دردی دربان گریا  
آئینہ دارد دیدہ حیران کدہ گریا  
ای میری ساری گہر کی گہبان کدہ گریا  
وہ باعث نشاط عزیزان کدہ گریا  
شمش از یخ بخش گلستان کدہ گریا  
سرست جام بادہ عسہ فان کدہ گریا  
آنے کا میری پاس وہ پیمان کدہ گریا  
رکھا ہوا ہی رمل پہ قرآن کدہ گریا

ہی کیا سبب کہ تار سے ہی تار جا  
یار ب جگر میں زخم میں مرہم کو کیا  
حیرت کو میری نگاہ کی حیرت ہوا  
حفظ خدا پہ چوڑ کے ہل و چال کو  
کیا واقعہ ہی فوج ہی کسا غزا ہی کیوں  
گنتی نہیں ہی کیلئے جی کو چمن کی سیر  
دنیا سے کچھ لگاؤ تھا: زندگی میں گر  
ملنے کا مجھ سے وعدہ کیا تھا وہ کیا ہوا  
کہوٹی پسچہ لٹکی ہی لٹکی ہے جاننا

اجاب ذکر کرتے ہیں شمشاد بیگ کا  
حیرت سے سوہنے نمونہ نمونہ کنون ایک ایک کا

وہان گنتی تھی اور بھی اضطراب تھا  
شب تھی الہی یا کوئی روز عذاب تھا  
یہاں دل کو چین اور نہ کنہیں خواب تھا  
وہان شکر و نیکر و سوال و جواب تھا  
مسدود ہر طرف سی یہاں فتح باب تھا  
میں مبتلا ہی فکر جہان خراب تھا

وہان گردش اکلمہ کو تھی یہاں انقلاب تھا  
تا صبح مجھ پر گزیرین قیامت عقوبتیں  
وہ اکلمہ بند کر کے عدم کو پہنچ گیا  
یہاں بدحواسیوں میں نہا بات کا پہنچ گیا  
وہاں کہل گئی تھی قبر میں گہر کی بہشت کی  
وہاں چ و تاب ہے ہر سے بالکل نجات



<p>اوسکو اوتارتے تھے وہاں لوگ قبر میں چہر کا لحد میں اوسکی عزیز دن فی دہان یہاں حشر نکلتی دسی مٹی گایہ قصہ طاعت سبب نہ کیونکہ ہو عفو گناہ کا انسو چشم نم سے ٹپکتا ہی سرخ ہے</p>	<p>پہاں میری نظری یہاں آفتاب تھا گہر پر یہاں نزول بلا بی حساب تھا افسانہ حیات وہاں ایک خواب تھا کیونکہ بجائی خلد میں عنوان خطاب تھا دل تھا الہی سینہ میں یا خون تاب تھا</p>
<p>دل بیٹھ جا سکا غم اوٹھایا بجا سکا بہائی کا داغ ہی یہ مٹایا بجا سکا</p>	
<p>سینہ تمام سوز جگر نے جلا دیا خواب نشا تلخ کیا مصر صر فنا تو نے مٹائی گلشن عالم کی روشنی عیش و نشاط چل دیے کہہ کہہ کی خیر باد ہاتھوں نے چاک جیب گریبان کا قبول ہر قطرہ سہہ شک بنا پسیر محیط محسوس گوہنیں ہی مگر بار غم تو دیکھ افغان عرش رس کی شراباریاں چھ دعویٰ تھی ضبط آہ کی آخر کو آہ نے یارب وہ کیا ہوئیں میری گنہگار</p>	<p>ثرگاہ تر نے عنصر آبی بھادیا صد حیف ککو گور میں لا کر سلا دیا تو فی حیرت پرستہ رضوان بھادیا رنج و محن نے نقش تماشا دیا قدموں نے شغل و شغل نوروی لگا دیا نالے نے ایک صاعقہ مجھ پر گرا دیا زانوی فکر پر میری سر کو جھکا دیا تاروں میں ہر شرار کو اسنے ملا دیا کچھ نفع صورت سے ہی نفس کو بڑا دیا کیوں اوسکی بد بے نالہ شیون صدا دیا</p>

اس واقعہ سی بڑھ گئی گردش کچھ اور چرخ  
کہہ تو ہے کہ تجھ کو زمانے نے کیا دیا

جان عزیز کیوں نہ گئی روزگار حیف

کس کو کہوں عزیز تر از جان ہزار حیف

بہائی کو مرتے دم ہی نیکہا غضب ہوا  
کہتے تھے جو قوت بازو نہیں رہا  
وہ پھول میرے دامن مقصود سی گرا  
وہ گوہر مرا دیا میرے ہاتھ سے  
گل ہو گیا چراغ شبستان آرزو  
گہیر کسوف مرگ فی کس آفتاب کو  
اسی فرو گرید ہو گئیں اکٹھیں میری خید  
پہلے کی آگ سینہ میں تھی کچھ دبی ہوئی  
جوش غم و هجوم بلا کا غم کج کیا  
فریاد برہمتی جہان کا سبب نہو  
خوش ہوں زبان ناطقہ ہو جای لال اگر

دلی دکن سے جانسکا کیا غضب ہوا  
آفت میں ہم گہرے رہے غمناک  
مشکل کسی چمن سی ہی چٹا غضب ہوا  
بھر جہان میں جو نہیں پیدا غضب ہوا  
بہر کا ہے دل میں داغ تنہا غضب ہوا  
روشن بین ہی دیدہ بیا غضب ہوا  
تاریک ہی جہان یہ کیا غضب ہوا  
بہر کا نفس کے ساتھ ہی تنگہ غضب ہوا  
دل سے مٹا تر دفر داغ غضب ہوا  
قابو میں اب نہیں دل شیدا غضب ہوا  
کب تک کہی کوئی کہ خدا یا غضب ہوا

X

مٹ ہی سکی یہ داغ تو دل شایم کیوں

دنیا سی اپنی ساتھ اسی لی بنائیں کیوں

غربت میں دل لگی نہیں نفرت وطن سی ہے

یار بخت کیونکہ مہری اس محن سی ہے

داغ درون سینہ عیاں پر بن سی ہے  
 شرمندہ گور ہی میری بیت لجن سی ہے  
 نکلا شال غار پر کمرے بدن سی ہے  
 بوکچہ حللی حللی بھی آتی دہن سی ہے  
 آتی صدای شیون بیل چمن سی ہے  
 جتنی کہ آشکار سفیدی کفن سی ہے  
 پہلے زبا نہ نالہ میری ہر سخن سی ہے  
 یہ چمٹیر منہ دلائی کو چنچ کہن سی ہے  
 مٹی الہی کیا میری خاک دکھن سی ہے  
 رہبر کی اب تلاش ڈھرائزن سی ہے

چہچہا ہے نور شمع کا فانوس میں کہیں  
 اس واقعہ نے مجھ کو دکھایا یہ نہ عذاب  
 بستر پہ لیٹا بھی ہے نشتر پہ لوٹنا  
 سوز و رون نے کیا جگر و دل جلا دیے  
 عالم تمام ماتم رضوان سے بہر گیا  
 ہی چشم انتظار میں چھائی ہوئی نہان  
 اب ضبط کر لیں جو جگر و دل کہاں سی لاؤں  
 کہتی ہیں خاک ہونے کے تجھے ایک ہم  
 عم شہید پاس نمیکا مزار کب اڑے  
 نیاز بگڑا، قاتل گروا، نشانِ درجہ عالی حیدر باکوت  
 میں نے سفر میں یہ خبر جانتی راسنی

دریا بھی کم ہے دیدہ پر نم کے واسطے  
 مجھے ہزار چاہنیں اس غم کے واسطے

اجاب سی جدا ہوئی کیوں تمہی کیا کیا  
 خود دشمن شفا ہوئی کیوں تمہی کیا کیا  
 دنیا سے رہگرا ہوئی کیوں تمہی کیا کیا  
 برعکس مدعا ہوئی کیوں تمہی کیا کیا  
 خود اس میں شناسنا ہوئی کیوں تمہی کیا کیا

بیکارتہ وفا ہوئی کیوں تمہی کیا کیا  
 بیماریوں کو اپنے چہچہا ہے عبت  
 آتے نہیں مین اکبر و حیدر ہی یاد کیا  
 آنکا وعدہ مجھے کیا اور پہر نہ آے  
 اٹھکاتے تھے نہ بحر محیط فنا سے کیا

کرنی تھی اور بندگی حق میں زندگی یوں چل دیئے کہ مٹنے کی امید کہو گئے راہ فنا بتا گئے جانا پڑا منسور واقف تھے میری کثرت اندوہ ہی تو ہو دشوار تھا عزیز و اجا سے چوٹنا دل سی ٹسا کے یاد نہ اوٹھے جہان سے	مر نیکیو پارسا ہو کیوں تمنی کیا کیا اسطرح سی خفا ہو کیوں تمنی کیا کیا ساکل کے رہنا ہو کیوں تمنی کیا کیا یوں ادغم فرا ہو کیوں تمنی کیا کیا اس غم میں مبتلا ہو کیوں تمنی کیا کیا اسطرح سی جدا ہو کیوں تمنی کیا کیا
---	---

صوت نظر میں ذکر ہی جاری زبان سی  
اوٹھی جہان سی یوں کہ نہ اوٹھی جہان سے

پرسش میں ہی کہی ہدف آسمان کہاں اس غم میں مضطرب و فریاد کیونکہ ہو خاطر ہو مضطرب تو قرار آئے کس طرح چھین آسکا اسی صفِ معشر میں دھبہ تاو سے ایک دم نہیں لگتی فغان کی تہ لب گفتوے مرگ برادری ہیں فگار گر کیجئے تلاش تو کیونکر تپا ملے کہتے ہیں باغِ خلد میں رضوان کو لینگے اس واقعہ کی شرحِ نوچہ ای ندیم تو	جاتا ہے آج دیکھئے تیر فغان کہاں جب وہ نہیں تو پاس زمین و زمان کہاں دل کو نہ ہو سکون تو آرام جان کہاں چہوڑ گئے کیہئے یغم جادوان کہاں اس پنج کا بیان کریں ہم زبان کہاں اب ہم کہاں شکایت سحر تباں کہاں راہِ عدم ہے ہمیں قدم کا نشان کہاں اب ہم گناہگاروں کو وہ گلستان کہاں ہم سی بیان ہوتی ہی یہ داستان کہاں
---	---

وہ ہر رہا ہے دم کو سرافیل صو رہا پہر و نجات ملتی نہیں اضطراب سے	پہنچا ہے شور ماتم مرگ جوان کہاں اب سینہ میں ہمارے دل شادمان کہاں
	ای مرگ آ اشارے کہاں نکلیا کروں قابو میں ہاتھ ہی نہ زبان کیا دعا کروں
کیا احتیاج شرح کی کیا حاجت بیان شیلوں ہی یہ برادر نیکو خصال کا ہی نوحہ ایک شاعر عالی بیان کا ماتم ہی ایک ناثر رگین مقال کا مرزا ہے ایک صالح طاعت گزار کا جاتی ہی نقش رہبر و راہ صواب کی باقی رہا نہ دینی کو کیا اور کوئی رنج چہرے ان جگر میں چہتی ہیں روتا ہوں کہ غن وہ بہائی جسکو دیکھ کی نورائے انہی دل کیا کہ لاکھ دل سی گرامی سوا مجھے رہنوں کی حال و قال سی قطع نظر ہی	دل میں جو غم نہاں ہی مدہ صورت ہی عیاں ہر اک نامہ کیوں نہ ہو برہم کن جہاں ہر لفظ شعر کیوں نہ بنے غم کی دستان انکھوں سے جوی خون ہو کس طرحی رون بزم غرام میں کیونکہ شامل ہوں قدسیان کند ہادی ہوی ہوں کیوں اہل آستان کیوں چنچ پر تونی دیا ماتم جوان ہندی لگا ہی شہی ہی کیا مرگ ناگہان وہ بہائی جس سی مل کی طبیعت عوش و ان ایک جان کیا عزیز تر از صد ہزار جان اس نوحہ میں میلا ہی نظیری ہی ہنر بان
	آفاق پر درینم و جہاں پر ملامت بہت این روز مرگ نیست کہ روز قیامت بہت

<p>خبر مرگ اس اُم سے ہو جگو قرار کیا      نا کردہ عقد کیوں گئے اغوش گوشت      اس غم میں غم نہیں ہی سیاہ سفید کا      پہر کر عدم سی کوئی بھی آیا کہ آئے ڈ      کیا پوچھتے ہو فرصت روزِ خبر ہے      اس غم نے ہوش کھوئی میں ایسی کی روید      کہو یا کیا نتیجہ عیش دُش طاعمر      کچھ تو جوان و سپر کا رکنا تھا امتیاز      دیکھا نہ ایک قوت بازو کو بھی میرے      او سکو ملا کے خاک میں فریادی میرے      پہلے مجھے ڈبو کے ڈبو ایک جہان کو</p>	<p>حد انتظار کی نہیں پھر انتظار کیا      تہی ناپسند کہت زلف و کنار کیا      اب چاہتی ہے گردشِ لیل و نہار کیا      اب چاہتی ہے اسنے لگے انتظار کیا      ایک دفترِ طویل کا ہو مختصر کیا      سو بار پوچھے تو کہوں لاکھ بار کیا      پہر ہونے لے دل نو مبد وار کیا      اسی موت تو نے جگو کی شرمسار کیا      ہونا تھا اور تجھے بہلا روزگار کیا      آرام پا سکا خاک بدشمار کیا      اندیشہ اب ہی اسے شرہ شکار کیا</p>
---	--

اس واقعہ میں کم ہی جہاننگ کی روئے  
 اتنا تو رویے کہ جہان کو دوئے

<p>ہر دم نہ کس طرح میری لب پر فغان ہے      چندے جو رہ گئے یہی ناے تو یاد ہے      مٹا نہیں لگا وطن کا غریب کو      رضوان ریاضِ خلد میں کجا پہنچ چکا</p>	<p>یہ کیونکہ دیکھوں وہ تر ہے اور جہان ہے      ہم خاک میں ملا کے تجھے آسمان رہے      اندوہ درخ ہی میں رہی ہم جہان ہے      ہم دھوٹتے ہوئی ہی قدم نشان ہے</p>
--	--

یہ دستان وہی جهان تک کہ سین پند اگلے میں کیوں نہ پڑی خوش گریہ اس گھٹکو کو چاہیے دل سنگ خشت یہ لحظہ لحظہ مجھ کو دلاتا ہے اوسکی یاد عاجز بیان سی ہوں وہ خوشی می اخی ای موت یوں کشاکش برنج و نشاط بڑستا ہی جای ضعف مگر ایک لمحہ	سنتے رہیں تو انہوں سی السور و ان رے یہ قصہ وہ ہے جبکہ بیان میں زبان رے ہی ورنہ یہ محال کہ بس میں زبان رے دل سی غریز کیوں نہ نعم جاد و ان رے تاثیر جسکی غیرت شور فغان رے کچھ سود کی خوشی ہونہ فکر زبان رے میں انگ لون دعا یہ زبان ہیں ان رے
۶	میں دل سے خواستگار ہوں عفو الہ کا خبت ہو گھر برادر رضوان پناہ کا
رباعیات	
جو عقل و خرد سی ہو دی باہر امی ل تو مان لے اوسکو بی دلیل و حجت	ہرگز نہ کیسکو آسے باور اے دل وہ رب قدیر ہے مقرر اے دل
رباعی	
میں خاک ہوں خاکسار ہوں تیرا ہوں زاہد مجھے کیوں کرے ملامت یارب	رحمت کا امیدوار ہوں تیرا ہوں مانا کہ گناہگار ہوں تیرا ہوں
رباعی	
ہوں طاعت و بندگی میں گناہ چھو ل	فرمان خدا جبین ہی فی حکم رسول

کس بات سی پر نجات کی ہو امید      ہاں ہو تو یہ عجز ہو ہمارا قبول

رباعی

طاعت میں ہو تیری کوئی دانا تو      نادانیوں نے پرے زمانا تو کیا  
کیا تجھ کو ہمارے جاننے کی پروا      جانا تو کیا اگر بخانا تو کیا

رباعی

صدیق و عمر کا وصف سن جا      عثمان و علی کا پوچھ رتبہ  
جو کوئی مانے اوس سی کہد سی سالک      مرنے پہ کیلے کا بحث اب کیا ہے

رباعی

آتا ہے سر امام سینہ پہ نظر      اونچا ہی کچھ اوس سی افتاب محشر  
تعظیم سی اس فرق کی سالک جب      اب شکر شام کے گرگیا سپر

رباعی

رونے سی غم شہ میں فراقتا ہے      یعقوب سی کچھ رتبہ سوا ملتا ہے  
وہاں اکبرہ کہلی جمال یوسف دیکھا      یہاں بندہ مو اکلمین تو خدا ملتا ہے

رباعی

دوزخ سے ڈرای جو کہ ہودی عین      کوثر پہ ٹہما جس پنکی کا گمان  
یہ منکر قہر و جسم داعط گویا      دوزخ کا ہے مالک اور ام کا رضوان

رباعی



طالع میں بہت سیست ہمارا سالک ہونگی تو یہیں سی سوگی قسمت اونچی	ہم جائیں کہاں فلک کو مارے لاک اپہنچے ہیں زیر قلعہ بارے سالک
	رباعی
اس قلعہ کا بالا قلعہ مشہور ہے نام اور کے جو لوگوں کو کبھی ہوں منظور	اس اسم کی وجہ کہل گئی مجبہ تمام کر آئیں وہاں جا کے فرشتوں سے کلام
	رباعی در صفت سالک محل الور
اس قصر کو رشک قصر قیصر کہئے یہ کہئے نہ کہئے لیکن اسکو سالک	رفت میں فلک سی اسکو برتر کہئے والہد ارم کنار کوثر کہئے
	رباعی
برسات میں کیا حشبن گرہ کا آیا پانی کی عوض خدا نے ابکی سالک	بادل کی طسج و رد لپچھپایا افلاک سے اس خوشی کا اینہہ برسیا
	رباعی
شداد نے جب ارم بنا یا یارب، کیا اسکو فروغ جنتوں میں ہوگا	ایسا تو نہ تھا کہ تجھ کو بھیا یا یارب دہلی کو نہ کیوں اوٹھسا سنگا یا یارب
	رباعی
انہ سے زمانہ پر جو کی خوب نگاہ میسے ہی چہپا کے جو ہیں دیتا ہے	احسان کبھی کرین تو سو کر کے گواہ سالک پنہن کوئی ایسا لیکن اللہ

رباعی	
بس دیکھنے ہی کے کام کاہی کیا ہے جو دامن ہی صاف مونہ پر کھدیتا ہے	باطن نہو جبکا صاف خاک اچھا ہے امینہ کو دیکھ کبھی رہے بیاگ
رباعی	
خامہ میں ہوں دوست اور دشمن نہاں گریہ پر سحاب کے ہو بجلی خندان	مقاہینہ دل میں گرا بناے زمان یون دیکھ غم کی کا خوش ہوں جسے
رباعی	
بخشندہ رنج سخت بانی کہے اس مرگ کو عسر جاؤانی کہے	افت کو نہ مرگ کی ثانی کہیے مر کر ہی تون پہ مر نہیں سکتے ہم
رباعی	
اپنا بھی معلوم نہیں آپ مقام شام اپنی گھر ہے راہ گم گشتہ کی شام	دستی نہیں مجھ کو میری گردش آرام کیا جانیئے رات کس جگہ گزریگی
رباعی	
دم ناک میں آگیا جفا سے اپنا اب آن پڑا کام خدا سے اپنا	تہا کام بتان دلا رہا سے اپنا بندوں ہی چٹھی میں مر کے لیکن ڈرے
رباعی	
میری ہی طرح فریقہ دل ہووے	اسید یہ ہے کہیں وہ مائل ہووے

جو بحرین اوسکی چپہ گزری سالک لذت اوسی کچھ تو اوسکی حاصل ہووے

رباعی

شب عیش سی کاٹ کر سحر کی توبہ دن کے گنہوا ہی شام کر لی توبہ  
توبہ کا کہلا ہے در توبہ جاتے ہو گے دن رات میں دو مرتبہ اپنی توبہ

رباعی

کہتے ہیں گمشادی رنج و درد غم عمر فرہاد نے کب پھاڑ کا ہوا  
غم سے ہی نہو سکی ہماری کم عمر جھوٹے کاٹتے ہیں سالک ہم عمر

رباعی

ہی جی میں کہ ترک عشق خوبان کیجے گرد کا ہو گمان تو در مان کیجے  
مسکمل کو با حسیط آسان کیجے کرداغ کا شبہ ہو تو مر ہم کہئے

رباعی

اس جینے پہ ہم مرتے ہیں بجا سالک پوری نہ کوئی ہوگی تمنا سالک  
آگے ہی یہی یا اس نظر آتی ہے زندہ رہے اتنک تو کیا کیا سالک

رباعی

اللہ سے ہیں اپنے دعائیں کیا اب قدر ہوئی میری تو وہ تو نہ  
اپنی ہی سی بد خو یہ ہو تو ہی شیدا مقبول ہوئیں دعائیں نہا لم لیکن

رباعی

فی رنج کوئی نہ درد نے عم ہوگا	جو عیش ہے مطلب وہ ہر دم ہوگا
سچ ہے یہ بیان غلغلہ ساز لیکن	دوزخ میں ہی شیخ ایک عالم ہوگا

## رباعی

جان و مگر و دل کی تباہی کیوں ہے	چہای سوئی اکہبہ میں سبای کیوں ہے
کس خانہ خراب سے ہوا ہے خالی	گھر آج پہر بہرا لکھے کیوں ہے

## رباعی

لطف شب وصل سننے جو کچھ پایا	ہوئے نہیں ایک سی نظر میں چھپایا
افسوس وہ بار بار کہنا اوسکا	اب دیکھتے کیا سوہای میں کیوں آیا

## رباعی

خانی ہے جہان تو تجو یہ کیوں ہے	پہر نایہ خراب کو بگو پہر کیوں ہے
دنیا کو کہا ہے پختہ درہ سالک	اسی خانہ خراب ارزو پہر کیوں ہے

## رباعی

رونا میرے گریہ کا تھین بچا ہے	شکوہ میری زیاد کا کیا اچھا ہے
سچ تو یہ ہے جو کچھ میں کروں تہرا ہے	بیداو میں کیا تنے اوٹھا رہا ہے

## رباعی

دیدار شہاب خجک عالی منزل	اس سخت و نصیب پر ہی پانا مشکل
دیا ہوں دعائیں عید صفحہ تجکو	مقدم سے تیرے ہوئی یہ دولت حاصل

	رباعی	
گرسات خزانے ہون گردن اسپنشا پرویز کو ملک از دست افشار		یہ فقرہ کہ ظاہر میں جو ہے کم مقدار یون محکم غریزہ ہے کہ گویا سالک
	رباعی	
اشوب نئے دکھا چکا تو محکم کیمت بہت رولا چکا تو محکم		افت کے نرے چکھا چکا تو محکم ای دل کو ہی لمحہ بہر تو نہیں ہنی د
	رباعی	
اچی منین یہ الفت خربان باز آ پچھتا بہ ہی گیا منین ہی نادان باز آ		سلاک نہوا خرو کو پشیمان باز آ دل جاں گلا جان کے پڑینگے آئے
	رباعی	
شید اکے کر وہ میں کہ کیا ہوں ظہار پیدا میں کہاں و گرز سے بیکار		ہاتف کے جو احسان میں منین اونکا تھا سب کام عنایت پر میں سلاک ہونو
	رباعی	
موت سے تہ مشق طبیبان ہونین آچک کہ آج ہی قابلِ درمان ہونین		ناچار ہوں مجبور ہوں بچان ہونین گو کہتے تھیں رات آج ہی بہاری ہے
رباعیات دروفا تیرا در		
آنسو بھل آئے میرے چشم تر سے		رعنوان سے جدا ہو کے جو نکلا کر سے

اب چھیک نہ مل سکین گے باہم ساک	یہ بات ہویدا تھی دل مضطر سے
رباعی	
دوری کے الم چار برس تک کھینچے	امید تھی مل کو کہ کہی مل لین گے
رضوانی کو اجل اسی تو بولایہ فلک	اب خاطر نوید کو تسکین دے
رباعی	
مان باپ سی بہائی رشتہ میں کم کیا ہے	پیدا ہوں نہ وہ دونوں یہ پیدا ہے
طفلی و جوانی اس کے غم میں گری	اب بہائی کے داغ اوٹھایا کھانچا ہے
رباعی	
بچوں کا طرح تھیں اوٹھایا میں نے	قبران مجید ہی پڑھایا میں نے
محنت کا ثمر آہ بھر ہر پایا میں نے	مریکا تھارے داغ کیا میں نے
رباعی	
کہتی ہی یہ جان کہ اب بلوں پر آئی	آنکھوں سی یہ روشن ہی گئی بینائی
کیا جیکے ہی دیکھنا کہ جب مر جائے	اس طرح سی بھائی اور چوٹا بھائی
رباعی	
رضوان کی اجل سے دل پہ قابو نہ	یہ یاس ہوئی کہ مدعا جو نہ
مرینکی دعا مانگنے بیٹا ہوں مگر	کس طرح سے ہاتھ اوٹھیں کہ بازو نہ
رباعی	

بجسی نہیں کچھ دریغ رکھاتے دینا تھا مجھے کفن ہی اپنے ہاتھوں	حصہ ہی کہی نہ مجھے چاہاتے یہ بخل تو کچھ کیسا اچھا تھے
---	--

### رباعی

کیا وار قافین ہمنے اگر دکھا ایام طفولیت میں بان سی چوٹے	آغاز سے انجام برابر دکھا آپ پر ہوئے دلغ برادر دکھا
--	---

### تمام شد

تاریخ طبع دیوان باظہار سرکونہ امداد مخدومی راجہ گیش پرشاد بھاشا

پریشان گوی اپنی جمع تراکیفوں کی من ساک عزیم الفرستی نے اس قدر اوقات کو کھیل مگر مخدوم سیراج صاحب کی عنایت ہے وہ ذی ہمت کہ جبکہ وہ فگنی میں کام نہ کہہ تاریخ طبع اس کو بیان اقمی ہے یہ	انظر آتی ہیں لاکھ اشار کہ دیکھوں ایک دن گلہنیں تھیں سیرجی من مگر سیرجی شہر کی ہوتی ہی مجہ دوران میں نظر آتے ہیں یہ قعر ہے جو بیکواریں من جناب دہی کی پامی کوشش طبع دیوان
---	--

قطعہ تاریخ از تاریخ طبع وقاد محمد مرزا خان صاحب محاصرہ علیہ خلف اصد و شہر

ہی ولی نمی کی تصنیفات سے ہیں سخن کی زمرہ پر دازبان کیون نہ ہاتھ لین اہل نظر پہلے تھے چند جنر و اسکے مگر	یہ کتاب نادارے دل چپ گئی مویہ تعلیم عناد دل چپ گئی کسکی بھیستے انا مل چپ گئی اب کلام نو کے شامل چپ گئی
--	---





نمبر	غلط	صحیح	نمبر	غلط	صحیح	نمبر	غلط	صحیح	نمبر	غلط	صحیح
۴۵	نہین	نہین	۲۰۶	چاک دان	چاک دان	۳۱۶	نالین	نالین	۱۲۸۹	نہین	نہین
۴۶	ارہنا	ارہنا	۲۰۷	دیکھو	دیکھو	۳۱۷	بدلا	بدلا	۱۲۹۰	نہین	نہین
۴۷	جہان کو	جہان کو	۲۱۱	سٹے	سٹے	۳۱۹	۱۲۸۹	۱۲۸۹	۱۲۸۹	نہین	نہین
۴۸	جہان کو	جہان کو	۲۱۲	آلود	آلود	۳۲۱	صورت آہ	صورت آہ	۱۲۹۱	نہین	نہین
۴۹	جہان کو	جہان کو	۲۱۳	رکھی	رکھی	۳۲۲	صورت آہ	صورت آہ	۱۲۹۲	نہین	نہین
۵۰	نہوتہ	نہوتہ	۲۱۴	ہی	ہی	۳۲۳	انقلات	انقلات	۱۲۹۳	نہین	نہین
۵۱	تیزی	تیزی	۲۱۵	برتر	برتر	۳۲۴	کوچا	کوچا	۱۲۹۴	نہین	نہین
۵۲	میر	میر	۲۱۶	بتا	بتا	۳۲۵	وافق	وافق	۱۲۹۵	نہین	نہین
۵۳	جہان کو	جہان کو	۲۱۷	شاہد	شاہد	۳۲۶	دشمن	دشمن	۱۲۹۶	نہین	نہین
۵۴	نہوتہ	نہوتہ	۲۱۸	سینو	سینو	۳۲۷	دشمن	دشمن	۱۲۹۷	نہین	نہین
۵۵	کری	کری	۲۱۹	ارم	ارم	۳۲۸	دشمن	دشمن	۱۲۹۸	نہین	نہین
۵۶	کری	کری	۲۲۰	عورت	عورت	۳۲۹	دشمن	دشمن	۱۲۹۹	نہین	نہین
۵۷	میتاب	میتاب	۲۲۱	کر	کر	۳۳۰	چہر	چہر	۱۳۰۰	نہین	نہین
۵۸	ون	ون	۲۲۲	سی	سی	۳۳۱	چہر	چہر	۱۳۰۱	نہین	نہین
۵۹	نہوتہ	نہوتہ	۲۲۳	درواہ	درواہ	۳۳۲	سوی	سوی	۱۳۰۲	نہین	نہین
۶۰	نہوتہ	نہوتہ	۲۲۴	چہن	چہن	۳۳۳	نہان	نہان	۱۳۰۳	نہین	نہین
۶۱	نہوتہ	نہوتہ	۲۲۵	نہوتہ	نہوتہ	۳۳۴	دشمن	دشمن	۱۳۰۴	نہین	نہین
۶۲	نہوتہ	نہوتہ	۲۲۶	جہان کو	جہان کو	۳۳۵	دشمن	دشمن	۱۳۰۵	نہین	نہین
۶۳	نہوتہ	نہوتہ	۲۲۷	جہان کو	جہان کو	۳۳۶	دشمن	دشمن	۱۳۰۶	نہین	نہین
۶۴	نہوتہ	نہوتہ	۲۲۸	جہان کو	جہان کو	۳۳۷	دشمن	دشمن	۱۳۰۷	نہین	نہین
۶۵	نہوتہ	نہوتہ	۲۲۹	جہان کو	جہان کو	۳۳۸	دشمن	دشمن	۱۳۰۸	نہین	نہین
۶۶	نہوتہ	نہوتہ	۲۳۰	جہان کو	جہان کو	۳۳۹	دشمن	دشمن	۱۳۰۹	نہین	نہین
۶۷	نہوتہ	نہوتہ	۲۳۱	جہان کو	جہان کو	۳۴۰	دشمن	دشمن	۱۳۱۰	نہین	نہین
۶۸	نہوتہ	نہوتہ	۲۳۲	جہان کو	جہان کو	۳۴۱	دشمن	دشمن	۱۳۱۱	نہین	نہین
۶۹	نہوتہ	نہوتہ	۲۳۳	جہان کو	جہان کو	۳۴۲	دشمن	دشمن	۱۳۱۲	نہین	نہین
۷۰	نہوتہ	نہوتہ	۲۳۴	جہان کو	جہان کو	۳۴۳	دشمن	دشمن	۱۳۱۳	نہین	نہین
۷۱	نہوتہ	نہوتہ	۲۳۵	جہان کو	جہان کو	۳۴۴	دشمن	دشمن	۱۳۱۴	نہین	نہین
۷۲	نہوتہ	نہوتہ	۲۳۶	جہان کو	جہان کو	۳۴۵	دشمن	دشمن	۱۳۱۵	نہین	نہین
۷۳	نہوتہ	نہوتہ	۲۳۷	جہان کو	جہان کو	۳۴۶	دشمن	دشمن	۱۳۱۶	نہین	نہین
۷۴	نہوتہ	نہوتہ	۲۳۸	جہان کو	جہان کو	۳۴۷	دشمن	دشمن	۱۳۱۷	نہین	نہین
۷۵	نہوتہ	نہوتہ	۲۳۹	جہان کو	جہان کو	۳۴۸	دشمن	دشمن	۱۳۱۸	نہین	نہین
۷۶	نہوتہ	نہوتہ	۲۴۰	جہان کو	جہان کو	۳۴۹	دشمن	دشمن	۱۳۱۹	نہین	نہین
۷۷	نہوتہ	نہوتہ	۲۴۱	جہان کو	جہان کو	۳۵۰	دشمن	دشمن	۱۳۲۰	نہین	نہین
۷۸	نہوتہ	نہوتہ	۲۴۲	جہان کو	جہان کو	۳۵۱	دشمن	دشمن	۱۳۲۱	نہین	نہین
۷۹	نہوتہ	نہوتہ	۲۴۳	جہان کو	جہان کو	۳۵۲	دشمن	دشمن	۱۳۲۲	نہین	نہین
۸۰	نہوتہ	نہوتہ	۲۴۴	جہان کو	جہان کو	۳۵۳	دشمن	دشمن	۱۳۲۳	نہین	نہین
۸۱	نہوتہ	نہوتہ	۲۴۵	جہان کو	جہان کو	۳۵۴	دشمن	دشمن	۱۳۲۴	نہین	نہین
۸۲	نہوتہ	نہوتہ	۲۴۶	جہان کو	جہان کو	۳۵۵	دشمن	دشمن	۱۳۲۵	نہین	نہین
۸۳	نہوتہ	نہوتہ	۲۴۷	جہان کو	جہان کو	۳۵۶	دشمن	دشمن	۱۳۲۶	نہین	نہین
۸۴	نہوتہ	نہوتہ	۲۴۸	جہان کو	جہان کو	۳۵۷	دشمن	دشمن	۱۳۲۷	نہین	نہین
۸۵	نہوتہ	نہوتہ	۲۴۹	جہان کو	جہان کو	۳۵۸	دشمن	دشمن	۱۳۲۸	نہین	نہین
۸۶	نہوتہ	نہوتہ	۲۵۰	جہان کو	جہان کو	۳۵۹	دشمن	دشمن	۱۳۲۹	نہین	نہین
۸۷	نہوتہ	نہوتہ	۲۵۱	جہان کو	جہان کو	۳۶۰	دشمن	دشمن	۱۳۳۰	نہین	نہین
۸۸	نہوتہ	نہوتہ	۲۵۲	جہان کو	جہان کو	۳۶۱	دشمن	دشمن	۱۳۳۱	نہین	نہین
۸۹	نہوتہ	نہوتہ	۲۵۳	جہان کو	جہان کو	۳۶۲	دشمن	دشمن	۱۳۳۲	نہین	نہین
۹۰	نہوتہ	نہوتہ	۲۵۴	جہان کو	جہان کو	۳۶۳	دشمن	دشمن	۱۳۳۳	نہین	نہین
۹۱	نہوتہ	نہوتہ	۲۵۵	جہان کو	جہان کو	۳۶۴	دشمن	دشمن	۱۳۳۴	نہین	نہین
۹۲	نہوتہ	نہوتہ	۲۵۶	جہان کو	جہان کو	۳۶۵	دشمن	دشمن	۱۳۳۵	نہین	نہین
۹۳	نہوتہ	نہوتہ	۲۵۷	جہان کو	جہان کو	۳۶۶	دشمن	دشمن	۱۳۳۶	نہین	نہین
۹۴	نہوتہ	نہوتہ	۲۵۸	جہان کو	جہان کو	۳۶۷	دشمن	دشمن	۱۳۳۷	نہین	نہین
۹۵	نہوتہ	نہوتہ	۲۵۹	جہان کو	جہان کو	۳۶۸	دشمن	دشمن	۱۳۳۸	نہین	نہین
۹۶	نہوتہ	نہوتہ	۲۶۰	جہان کو	جہان کو	۳۶۹	دشمن	دشمن	۱۳۳۹	نہین	نہین
۹۷	نہوتہ	نہوتہ	۲۶۱	جہان کو	جہان کو	۳۷۰	دشمن	دشمن	۱۳۴۰	نہین	نہین
۹۸	نہوتہ	نہوتہ	۲۶۲	جہان کو	جہان کو	۳۷۱	دشمن	دشمن	۱۳۴۱	نہین	نہین
۹۹	نہوتہ	نہوتہ	۲۶۳	جہان کو	جہان کو	۳۷۲	دشمن	دشمن	۱۳۴۲	نہین	نہین
۱۰۰	نہوتہ	نہوتہ	۲۶۴	جہان کو	جہان کو	۳۷۳	دشمن	دشمن	۱۳۴۳	نہین	نہین

اعنی کلیات حضرت علی  
 علیہ السلام  
 با تمام کتب  
 پرانہ لطیف و دربر کشیدہ





